

رسائلِ دعوتِ اسلامی

جلد: 2

اس جلد میں آپ پڑھیں گے:

- علم و علما کی شان 15
- جامع شرائط پیر 64
- پیر پر اعتراض منع ہے 146
- کامل مرید 202
- پیارے مرشد 247
- علما پر اعتراض منع ہے 296
- یہ وقت بھی گزر جائے گا 329



از: نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری

پیشکش مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران

مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ

رسائلِ دعوتِ اسلامی

(جلد2)

پیش کش

مرکزی مجلسِ شوریٰ

نام کتاب: رسائل دعوتِ اسلامی (جلد:2)

پیش کش: المدینۃ العلمیۃ
Islamic Research Center

پہلی بار: ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، ستمبر 2024ء

تعداد:

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN: +92211111252692 ,,:92-313-1139278

www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ سٹی ٹاور شاپ #الف 15،16 کابلی روڈ پشاور سٹی	0092 341 1458486	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

فہرست

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	12	بحیثیت بہن عورت کا کردار	35
علم وعلما کی شان	15	بلند مقام پر کیسے پہنچے؟	40
علم وعلما کی شان	16	علما کی فضیلت	41
درود شریف کی فضیلت	16	علم اِخلاص وآفاتِ نفس کی پہچان	45
دین دار عورت کی اہمیت	17	حلال کے متعلق علم حاصل کرنا	45
جامعۃ المدینہ کا آغاز	20	بقدرِ ضرورت حلال وحرام کے فرق کی پہچان	45
دستار بندی اوررِداپوشی کیا ہے؟	22		
دستار بندی کوئی نئی بات نہیں	22	خرید وفروخت اور نکاح وطلاق کا علم	46
دستار بندی ورِداپوشی کے مقاصد	24		
﴿1﴾ اظہارِ شرف	24	وقت کا تقاضا!	49
﴿2﴾ علمِ دین کی رغبت	25	بیانِ حدیث کا جذبہ	49
﴿3﴾ حوصلہ افزائی	25	دعائے سرکار کا حقدار	51
امر بالمعروف میں خواتین کا کردار	26	محدثین کی شان	52
اولاد سے قربت	26	والد کی نصیحت	55
ماں کی طرف قلبی لگاؤ	27	نصیحت پر عمل	56
بحیثیتِ ماں عورت کا کردار	28	نیکی وتقویٰ پر مدد	56
بحیثیتِ زوجہ عورت کا کردار	30	مرنے کے بعد فائدہ دینے والے اعمال	57
بحیثیت بیٹی عورت کا کردار	33		

فقدانِ علم کا نقصان	57	مرشدِ کامل کے 26 اوصاف	83
کَلِمۂ طیّبہ نَفع دے گا جب تک...	59	مرشدِ کامل کی تلاش	84
اسلام کے 8 حصے	59	امیر اہلسُنَّت جامع شرائط پیر	86
دُنیا میں بھی سزا ملے گی	60	مرشد کامل کی پہلی شرط	86
آخِرت میں بھی سزا ملے گی	60	امیر اہلسنت اور پہلی شرط	86
عزّت والے ذلیل کر دیئے جاتے ہیں	61	شجرہ عالیّہ قادریہ عطّاریہ	87
		دیگر سلاسل	90
کٹے ہوئے کانوں والا بَہرا	61	پہلی شرط کی وضاحت	90
جامع شرائط پیر	64	امیر اہلسنت کا سلسلہ بیعت	92
جامع شرائط پیر	65	مرشد کامل کی دوسری شرط	98
درود پاک کی فضیلت	65	اَمیرِ اَہلسُنَّت اور دوسری شرط	98
اِبتدا اپنے آپ سے کرو	65	سنی صحیح العقیدہ کون؟	98
خام اور تام میں فرق	67	خلیفہ صدر الشریعہ کے تاثرات	99
وقتِ نزع پیرِ کامل کی مدد	74	آپ کے والد محترم کی کَرامت	101
پیرِ کامل کی ضرورت واہمیت	75	امیر اہلسنت کا بچپن	102
شیخ کی تعریف	79	امیر اہلسنت کی امام اہلسنت سے محبت	103
پیر و مرشد کا مرتبہ	79		
پیری مُریدی کا ثُبوت	80	بدعقیدگی سے نفرت	104
مرید ہونے کا مقصد	81	بدمذہب کو استاد بنانا	106
فی زمانہ حالات	81	بدمذہبی کی بُو	107
مرشدِ کامل کیلئے چار شرائط	82	بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا کیسا؟	108

مرشد کامل کی تیسری شرط	110	جامع شرائط پیر کامل کی تلاش	136
امیر اہلسنت اور تیسری شرط	111	امام غزالی کے بیان کردہ اوصاف اور امیر اہلسنت	140
امیر اہلسنّت نے علمِ دین کیسے حاصل کیا؟	111	شہید دعوتِ اسلامی	141
دینی مسائل پر امیر اہلسنّت کا عُبور	114	**پیر پر اعتراض منع ہے**	146
امیر اہلسنت کی وسعتِ علمی	115	پیر پر اعتراض منع ہے	147
امیر اہلسنت کی علمی خدمات	116	درود شریف کی فضیلت	147
مرشد کامل کی چوتھی شرط	118	جاتا ہے تو جانے دو	147
امیر اہلسنت اور چوتھی شرط	118	مجرم سے منہ موڑ لو	148
خیر و شر کی جنگ	118	پیر کی ناراضی	149
گلشن اسلام میں خزاں	121	مرشد کو فوراً راضی کرلو	149
گلشن اسلام میں بہار	122	مریدوں کو راضی کرنے والا پیر	150
پہلا مدنی پھول	124	ہزاروں کے مجمع میں معافی	154
دوسرا مدنی پھول	125	مشکل الفاظ کے معانی و مفہوم	156
مرشد کامل کی دیگر شرائط	126	ناشکری	158
سیّدُنا فاروقِ اعظم اور محاسبہ نفس	129	پیر کامل کو تکلیف دینا	159
مَدَنی اِنْعامات پر عمل کی ترغیب	130	اولیائے کاملین سے دشمنی کا وبال	159
فکرِ مدینہ پر استقامت کا آسان طریقہ	133	کچھ ولی پوشیدہ ہوتے ہیں	160
		کامل پیر پر اعتراض کے نو اسباب	161
دَرَجہ بندی	134	پیر پر اعتراض کا پہلا سبب	161
مَدَنی انعامات ایک نظر میں	134	کیا پیر کا حق ادا ہو سکتا ہے؟	162

پیر کی مرید سے توقعات	163	پیر پر اعتراض کا چھٹا سبب	185
اپنی کمزوری کا اعتراف کرلو	164	پیر تو دیتا ہے ہم نہیں لیتے	187
پیر پر اعتراض کا دوسرا سبب	166	پیاس کی شدت	187
پیر کا امتحان لینے والے کا انجام	167	پیر پر اعتراض کا ساتواں سبب	189
اور جنّت غائب ہوگئی	169	پیر پر اعتراض کا آٹھواں سبب	189
پیر پر اعتراض کا تیسرا سبب	171	پیپرپن کی مثال	190
گیا کشتی لڑنے والا بھی پیر ہوسکتا ہے؟	171	پیر پر اعتراض کا نواں سبب	191
مرید کے لیے زہر قاتل	172	ناکام مرید	192
پیر بھی آخر انسان ہے	173	پیر بھائیوں سے حسد	192
خلاف سنّت بات دیکھ کر شیخ سے پھرنا کیسا؟	174	حسد کی نحوست	192
		پیر باطن دیکھتا ہے ظاہر نہیں	193
پیر معصوم نہیں	175	پیر کے منظورِ نظر سے محبت	194
پیر پر اعتراض کا چوتھا سبب	176	مرشد کی نظر	196
علم کی آفت	177	مرشد کی اطاعت کا صدقہ	197
باادَب بانصیب، بے اَدَب بے نصیب	178	اللہ دیکھ رہا ہے	199
		کامل مرید	202
تم نے زبان سیدھی کی ہے ہم نے دل	182	کامل مرید	203
		درود شریف کی فضیلت	203
پیر پر اعتراض کا پانچواں سبب	183	مرید ہو تو اعلیٰ حضرت جیسا	204
دوسروں کے پیروں پر بھی اعتراض نہ کیجئے	184	مرشد کا فرمان سر آنکھوں پر!	205
		پیر پر اعتراض سے بچو	206

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں	206	پیر کی کدال	233
مَفلوج کی ہاتھوں ہاتھ شِفایابی	208	فیض سے محرومی	234
حضرتِ موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ	209	مجھے موتیوں والا چاہیے	237
حضرت خضر علیہ السّلام کا تعارف	216	آج میرا وضو نہیں تھا!	238
حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں	217	اپنا ماضی یاد رکھتا ہوں	239
نسبت کے مدنی پھول	218	ماضی یاد رکھیے	241
نیک بندوں کی برکتیں	218	"یاغوثِ اَعظم نگاہِ کرم" کے سولہ حُروف کی نسبت سے مُرشد کے 16 حقوق	243
نیک پڑوسی کی برکت	218		
انبیائے کرام کے نائبین کی برکت	219		
برکتوں سے محرومی	222	پیارے مرشد	247
فیض مرشد کے حصول کا راز	223	پیارے مرشد	248
بابا فرید گنج شکر کی محبت مرشد	223	درود شریف کی فضیلت	248
عشق کی انوکھی دنیا	225	شِیر خوار بچے کی گواہی	249
عشق کا امتحان	226	ولایت کی تعریف	251
اتباع و پیروی کسے کہتے ہیں؟	226	وِلایت کسبی ہے یا عطائی؟	253
حضرت عبداللہ بن عمر کا عشق رسول	227	کرامت کسے کہتے ہیں؟	255
فاسق کی مغفرت	228	خلافِ عادت امر کی مختلف صورتیں	256
مجھے میرا پیر ہی کافی ہے	229	معجزہ اور کرامت میں فرق	256
پیر کی خانقاہ کا ادب	231	کرامت اور اِستدراج میں فرق	257
منزل تک پہنچنے کا راستہ	231	ولی ہونے کیلئے کرامت ضروری نہیں	258
امام شعرانی کا ارشاد	232		

ولی کو کرامت کیوں ملتی ہے؟	259	جنات کی شرکت	287
ماں کی ناراضی خدا کی ناراضی	259	بحرِ شریعت وطریقت کے مالک	288
بیل کی نصیحت	262	علم کا درجہ کمال	288
بچے کی پہلی درسگاہ	263	فتنہ وفساد کا دور	289
راہِ خدا کا ننھا مسافر	264	فیضانِ غوثِ اعظم	290
آفتابِ ولایت کی ضیاپاشیاں	268	ایک کورین کا قبولِ اسلام	294
نظرِ ولایت کی تابانیاں	269	علما پر اعتراض منع ہے	296
آوازِ مبارک کی کرامت	274	عُلَما پر اعتراض منع ہے	297
ہند کی بادشاہت	275	دُرُود شریف کی فضیلت	297
بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت	276	عیسائیہ کا بیٹا	298
		خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں!	299
ولی کے لئے ایمان وتقویٰ شرط ہے	278	علم کی عزت	300
شیر خوار روزہ دار	279	عُلمائے کرام کا احترام	302
محیُ الدّین لقب کی وجہ	280	دین کے رَہنُما	303
تبلیغ قرآن وسنت کا حکم	282	عُلَماء کی شان میں 7 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم	304
سرکار کا کرم	282		
نیکی کی دعوت پر مشتمل پہلا بیان	284	علم کے فیضان اور اِس سے محرومی کے نقصان کے بارے میں بُزرگانِ دین کے 4 فرامین	306
نیکی کی دعوت کا عظیم جذبہ	284		
حضور غوثِ اعظم کا مدنی مقصد	285		
شرکائے اجتماع	286	لمحۂ فکریہ!	308

شکریہ کے مُتَعَلِّق 2 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم	309	عُلَماء کے بغیر اسلام کا نظام نہیں چل سکتا	323
دُنیَوی محسن کا تو شکریہ لیکن . . .	309	زبان کو قابو میں رکھئے!	323
عُلَماء سے مُتَعَلِّق ایک فتوی	310	عُلَماء کے لئے مدنی پھول	324
عوام کے لئے نصیحت کے مدنی پھول	312	امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عمل	326
دور رکعتیں 70 رکعتوں سے افضل	314	حُسنِ ظن اختیار کیجئے!	326
عالم کی غیبت کرنے والا رحمت سے مایوس	315	یہ وقت بھی گزر جائے گا	328
		یہ وقت بھی گُزر جائے گا	329
عُلَماء کی توہین کے حیاسوز انداز	315	دُرود شریف کی فضیلت	329
عالم کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں؟	316	حکمت بھری تحریر	329
		ایمان کا لباس	331
عُلمائے دین کی توہین کی مثالیں	317	مصائب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حکمتیں	332
جب دیکھو کفر کا فتوی داغ دیتے ہیں!	319	مصائب ترقیِ درجات کا ذریعہ ہیں	333
		مصیبتوں سے گُناہ جھڑتے ہیں	334
عُلَما کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے	319	مصیبتوں کا سبب ہمارے کرتوت ہیں	336
عُلَمائے دین کی توہین سنگین جُرم ہے	321	آخِرت کی مصیبت برداشت نہ ہو سکے گی	337
شیطان لوگوں کو عالموں سے کیوں دُور کرتا ہے؟	321	کربلا والوں سے بڑھ کر مصیبت زدہ کون؟	337

حضرت ایّوب عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر	338	ستر ہزار جادوگر سجدہ میں گر گئے	353
حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر	339	اللہ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی	355
حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر	340	ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال	356
سردارِ انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا صبر	340	بادشاہ سے الجھنے والے فقیر کو کوئی عقلمند نہیں کہتا	356
صبر کے مواقع	343	مصیبت کے موقع پر بولے جانے والے کفریات کی مثالیں	357
صبر ابتدائے صدمہ پر ہے	345	تسلی بھرا مکتوب	359
صبر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہے	347	مصیبت کا خاتمہ	363
نافرمانوں کی خوشحالی میں حکمت	347	ماخذ و مراجع	366
آسائشوں پر مت پھولو	349		
مصیبت پر خوش ہونے والی عورت	350		

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علما و مشائخ“ کے 10 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 10 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عَمَلِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم** (5) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃُ اللہِ علیہ پڑھوں گا۔ (6) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (7) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (8) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (9) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (10) اس روایت عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[2] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں بیان کردہ باتیں دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا۔

---

1 معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
2 حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

پیشِ لفظ

وعظ و نصیحت اگرچہ دو الگ الگ لفظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر ان سے حقیقت میں کیا مراد ہے، اس میں انتہائی معمولی سا فرق ہے، مثلاً وعظ سے مراد خیر کی ایسی باتیں یاد دلانا ہے جن سے دل نرم پڑ جائے اور ایک قول کے مطابق وعظ ایسی بات کی طرف راہ نمائی کرنے کو کہتے ہیں جو بطریقۂ رغبت وڈر اصلاح کی طرف بلائے۔[1] جبکہ نصیحت کا لفظ خلوص و عبرت کے لیے بھلائی کی بات بتانے اور نیک صلاح مشورے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔[2] جیسا کہ شفا شریف میں ہے کہ جس شخص کو نصیحت کی جارہی ہو، اس کی مکمل بھلائی اور خیر خواہی کے ارادے کو نصیحت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[3]

وعظ و نصیحت کا مقصود چونکہ دوسروں کی اصلاح ہوتا ہے، لہٰذا اگر دیکھا جائے تو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوَتِ اسلامی کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت پر مشتمل پر اثر بیانات بھی ہیں، یہ بیانات کرنے والے مبلغین اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کے سرخیل و سردار عظیم مبلغ اسلام، سچے عاشق رسول و پابندِ سنت، باعمل و باکردار، صاحبِ فراست و معاملہ فہم، حاضر جواب و حاضر دماغ، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جہاں دیدہ شخصیت دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

نگرانِ شوریٰ کے بیانات تنظیمی طور پر کس قدر اہمیت کے حامل ہیں، ان کے متعلق بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے یہ ارشادات پڑھ لیجئے:

☆ نگرانِ شوریٰ کے بیانات انقلابی ہوتے ہیں۔[4] ☆ نگرانِ شوری کے کئی انقلابی بیانات ہیں،

---

1. تفسیر خازن، پ11، سورہ یونس، تحت الآیۃ:57، 2/448
2. اردو لغت کبیر، 20/73 ماخوذاً
3. کتاب الشفا، 2/28
4. ۷ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بمطابق 29 نومبر 2014ء بعد عشاء مدنی مذاکرہ

ان کو عام کیجئے اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] ☆ اللہ پاک کی رحمت سے نگرانِ شوریٰ کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے۔[2]

نگرانِ شوریٰ کے بیانات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تقریباً 2009 یا 2010 میں دعوتِ اسلامی کی کے شعبہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے نگران اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی کے حکم پر بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام تدریسی و دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر یہ ذمہ داری اٹھائی اور صرف تین چار سالوں میں ہی تقریباً 19 کتب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گئے۔ پھر دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا تو اسلامک ریسرچ سنٹر کے چند ذمہ داران بالخصوص مولانا سید عمران اختر شاہ صاحب نے اس علمی ذخیرے میں چند رسائل کا مزید اضافہ کیا اور پھر یہ کام جزوی طور پر تعطل کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اب پھر اگست 2024 کو یہ اہم کام دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا تو سابقہ کاموں کو مجلد شکل میں لانے کی ذمہ داری اس بار بھی مجھے عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو عارضی طور پر موقوف کر کے تمام شائع شدہ کتب و رسائل کا جائزہ لے کر فوری کام کا آغاز کر دیا۔ نگرانِ شوریٰ کے بیانات کا ایک مجموعہ چونکہ **رسائل دعوتِ اسلامی** کے نام سے اور دوسرا **اسلامی شادی** کے نام پہلے ہی شائع ہو چکا ہے، لہٰذا اب ان تمام کتب و رسائل کو کل سات جلدوں میں لانے کا فیصلہ ہوا، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلد نمبر1:

☆ فیضانِ مرشد ☆ احساسِ ذمہ داری ☆ جنت کی تیاری
☆ وقفِ مدینہ ☆ مدنی کاموں کی تقسیم ☆ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
☆ مدنی مشورے کی اہمیت ☆ تعارف دعوتِ اسلامی

---

1 ۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمطابق 28 اکتوبر 2014ء کے مدنی مذاکرہ
2 ۱۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق 11 اکتوبر 2014ء عشاء بعد مدنی مذاکرہ

جلد نمبر2:

☆علم و علما کی شان ☆جامع شرائط پیر ☆پیر پر اعتراض کرنا منع ہے
☆کامل مرید ☆پیارے مرشد ☆علما پر اعتراض منع ہے
☆یہ وقت بھی گزر جائے گا

جلد نمبر3:

☆موت کا تصور ☆شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆غیرت مند شوہر
☆بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆بیٹی کی پرورش ☆بیٹے کی وصیت ☆صدقے کا انعام

جلد نمبر4:

☆صحابی کی انفرادی کوشش ☆سیرت ابو درداء ☆عشق رسول
☆گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے ☆اللہ والوں کا انداز تجارت

جلد نمبر5:

☆سود اور اس کا علاج ☆برائیوں کی ماں ☆گناہوں کی نحوست
☆فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

جلد نمبر6:

☆مقصد حیات ☆ایک زمانہ ایسا آئے گا ☆ہمیں کیا ہو گیا ہے
☆ایک آنکھ والا آدمی ☆جنت کا راستہ

جلد نمبر7:

☆اسلامی شادی

شیر عطار نگرانِ شوریٰ پر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے صدقے نور کی برسات ہو اور آپ کے فیوضات سے دنیا یونہی فیض یاب ہو۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ابو الابصار ابرار اختر القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین (دعوتِ اسلامی)

Go To Index

علم و علما کی شان



پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علم و علما کی شان [1]

درود شریف کی فضیلت

مشہور محدث حضرت سَیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک دوست کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالٰی نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا: مجھے بخش دیا گیا۔ میں نے کہا: کس وجہ سے؟ اُس نے کہا: میں حدیث لکھا کرتا تھا اور جب بھی نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام آتا تو طلب ثواب کی خاطر "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" لکھ دیا کرتا تھا اسی وجہ سے بخش دیا گیا۔ [2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1... مبلغ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان یکم ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق 17 اکتوبر 2012ء کو جامعۃ المدینہ للبنات سے سند فراغت حاصل کرنے والی اسلامی بہنوں کی ردا پوشی کے موقع پر دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ، بابُ المدینہ (کراچی) میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد **یکم رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ بمطابق 11 جولائی 2013ء کو** تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیہ**)

2... القول البدیع، الصلاۃ علیہ عند کتابۃ اسمہ الشریف، ص ۴۶۳

دین دار عورت کی اہمیت

کوفہ کے ایک عظیم بُزرگ حضرت سَیِّدُنا ابو محمد سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ سے ایک شخص نے اپنی زوجہ کے مُتَعَلِّق عرض کی: اے ابو محمد! میری بیوی ہر وقت میری بے عزّتی کے درپے رہتی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگے پھر بولے: کیا تو نے اس سے نکاح اس لئے کیا تھا کہ تیری عزّت میں اضافہ ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: (نکاح کے ذریعے) جو شخص حُصولِ عزّت چاہتا ہے اسے ذِلّت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، جو شخص حُصُولِ مال کا خواہش مند ہو اُسے فقر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جو شخص دین کا ارادہ رکھتا ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے دین کے ساتھ ساتھ عزت اور مال بھی جمع فرما دیتا ہے۔[1] پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے: ہم چار بھائی تھے، محمد، عمران ابراہیم اور میں خود۔ محمد نے جب شادی کا ارادہ کیا تو حسب ونسب میں رغبت کے سبب اُس نے ایسی عورت سے شادی کی جو خاندان میں اس سے بڑھ کر تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو ذِلّت میں مبتلا کر دیا۔ عمران نے مال کی رغبت میں ایسی عورت کا اِنْتِخاب کیا جو اس سے زیادہ مالدار تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے فقر و تنگدستی میں مبتلا کر دیا۔ میں ان دونوں کے معاملے میں حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ میرے پاس معمر بن راشد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ تشریف لائے تو میں

1... حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینۃ، ۷/ ۳۴۰

نے انہیں اپنے بھائیوں کا قصہ بیان کیا اور ان سے اس کے بارے میں مشورہ لیا تو انہوں نے مجھے حضرتِ سَیِّدُنا یحییٰ بن جعدہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ اور اُمُّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث بیان کیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا یحییٰ بن جعدہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: چار وجوہات کی بنا پر عورت سے شادی کی جاتی ہے۔ دین، حسب نسب، مال اور خوبصورتی لیکن تم دین والی عورت کو ترجیح دینا۔[1] حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: برکت کے اعتبار سے سب سے عظیم عورت وہ ہے جس (سے نکاح) میں بوجھ کم ہو۔[2]

حضرتِ سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث پر عمل کرنے کی غرض سے اپنے لیے دین اور بوجھ کی کمی کو اختیار کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دین کے ساتھ ساتھ میرے لیے عزّت ومال بھی جمع کر دیا۔[3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! نکاح جو کہ انسانی زندگی کے معاملات

1... جمع الجوامع، حرف التاء المثناۃ، ۴/ ۱۱۷، حدیث: ۱۰۶۳۴

2... مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/ ۴۷۸، حدیث: ۲۵۱۷۳

3... حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینۃ، ۷/ ۳۴۰

میں سے ایک اہم ترین معاملہ ہونے کے علاوہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سُنت بھی ہے اس کے لئے حدیثِ پاک میں دین والی عورت کو ترجیح دینے کا حکم ارشاد ہوا لہٰذا شادی اور اس کے بعد کے معاملات میں شادمانیوں اور کامیابیوں کے حُصُول کے لئے قرآن و حدیث پر عمل کرنااور دین کے معاملے کو فوقیت دیناہی مُفید ہے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے دونوں حدیثوں کو پیشِ نظر رکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُنہیں دین کے ساتھ ساتھ عزّت اور مال بھی عطا فرمادیا۔

بد قسمتی سے آج کل ہمارے معاشرے کا اچھا خاصا طبقہ دین سے تعلق رکھنے والی اسلامی بہنوں یا اسلامی بھائیوں کو پسند نہیں کرتا۔ اے کاش! ہم سب مل کر ایک ایسا معاشرہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں جس میں والدین اپنے لڑکے کی شادی کے لیے عِلْمِ دین سے آراستہ اور دین کے معاملے میں مُعاون لڑکی ہی کے انتخاب کو مطمحِ نظر (مقصدِ اصلی) بنائیں، نیکی، پرہیز گاری اور پردے کے معاملے میں انتہائی محتاط لڑکی ہی نکاح کے قابل سمجھی جائے۔ اسی طرح لڑکی کے والدین بھی ایسا لڑکا تلاش کریں جو سنتوں کا پیکر اور باعمل عاشقِ رسول ہو۔ جب میاں بیوی اس قدر نیک و پارسا اور دین کا عِلْم رکھنے والے ہونگے تو نہ صرف خود دُنیوی، اُخروی، مُعاشرتی اور اَزْدَواجی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے بلکہ ان کی اولاد بھی نیک و پرہیز گار ہو گی اور

یوں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے معاشرے میں ہر طرف سنتوں کی بہار آجائے گی۔ مگر افسوس! صد افسوس! آج کے اس پُرفتن دور میں دانستہ و نادانستہ طور پر مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، عصری علوم کے نام پر دنیاوی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی اور دینی تعلیمی اداروں کی حوصلہ شکنی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس قدر حوصلہ شکنی و مخالفت اور علم دین سیکھنے سکھانے کے لیے مناسب انتظامات نہ ہونے کے باوجود دنیا بھر میں لاکھوں مسلمانوں کا علمِ دین کی طرف رجحان بڑھتا جارہا ہے، یہ سلسلہ پہلے کبھی رُکا ہے نہ ہی آئندہ کبھی رُکے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

جامعۃ المدینہ کا آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت ملک وبیرونِ ملک سینکڑوں جامعات المدینہ کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پندرھویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی علم دوستی اور اشاعتِ علمِ دین کی تڑپ کے نتیجے میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام جامعۃُ المدینہ کی سب سے پہلی شاخ 1995ء میں نیو کراچی کے علاقے مدرسۃ المدینہ گودھرا کالونی بابُ المدینہ (کراچی) کی دوسری منزل میں

کھولی گئی۔ جہاں تین اساتذۂ کرام نے اسلامی بھائیوں کو عالم کورس (درسِ نظامی) پڑھانا شروع کیا۔ اس جامعہ کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ جامعہ کی عمارت علم کے پیاسے اسلامی بھائیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی ہو گئی۔ چنانچہ اس جامعۃُ المدینہ کو 1998ء میں گلستان جوہر جامع مسجد فیضانِ عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پڑوس میں وسیع عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ اسی دوران سبز مارکیٹ (شومارکیٹ) باب المدینہ کراچی میں بھی شام کے اوقات میں جامعۃُ المدینہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ شیخ طریقت، امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور مُبَلِّغِینِ دعوتِ اسلامی کی جانب سے حصولِ علمِ دین کی بھرپور ترغیب کے نتیجے میں جہاں لاکھوں عاشقانِ رسول، راہِ خدا میں سفر کرنے والے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں کے مسافر بنے وہیں کثیر تعداد نے مَدَنی قافلوں میں سفر کرنے کے ساتھ ساتھ باقاعدہ علمِ دین کے حصول کے لئے جامعۃُ المدینہ کا بھی رُخ کیا۔ یوں دنیا بھر بالخصوص پاکستان میں جامعۃُ المدینہ کی مزید شاخیں کھلتی چلی گئیں۔ تادمِ تحریر اسلامی بہنوں کے لئے بھی جامعۃ المدینہ کی سینکڑوں شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ یقیناً موجودہ دور میں ان جامعات المدینہ کا قیام کسی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں کہ جن میں ہزارہا اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں عالم وعالمہ کورس کر رہے ہیں۔ صرف پاکستان میں تقریباً 252 جامعات قائم ہیں جن میں کم و بیش 15 ہزار طلبہ وطالبات درسِ نظامی (عالم کورس) کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور سینکڑوں

اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں جواہر علم سے اپنی جھولیاں بھر کر سندِ فراغت بھی پا چکے ہیں۔

دستار بندی اور رِداپوشی کیا ہے؟

علم انبیاء کی میراث ہے اور بلاشبہ اس نعمت سے سرفراز شخص سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب دینی اداروں سے علمی موتی حاصل کر کے ان خوش بخت اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے عملی میدان میں قدم رکھنے کا وقت آتا ہے تو انکی شان اجاگر کرنے کے لیے ایک مخصوص تقریب بنام **تقریب دستار بندی / رداپوشی** کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ان کے سروں پر عزت و وقار کے تاج سجائے جاتے ہیں یعنی اسلامی بھائیوں کو عمامہ شریف اور اسلامی بہنوں کو رِدا (چادر) عطا کی جاتی ہے۔ عموماً اس خصوصی شرف سے نوازنے کیلئے کسی ذی مرتبہ بُزرگ ہستی کا انتخاب کیا جاتا ہے جیسا کہ تبلیغ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت جامعات المدینہ سے فارغ التحصیل ہونے والے مدنی اسلامی بھائیوں کے سروں پر شیخ طریقت امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ شریف سجاتے ہیں۔

دستار بندی کوئی نئی بات نہیں

دستار بندی (یعنی عمامہ باندھنا) کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ

السَّلَام کی سنت ہے اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین سے بھی ثابت ہے کہ وہ کسی کو اہم کام کی انجام دہی کے لیے روانہ کرتے تو اس کے سر پر تاج سجاتے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جہاد کی تیاری کرنے کا حکم دیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ عمامہ شریف پہن کر بارگاہِ ناز میں حاضر ہو گئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہاد پر روانہ کرنے سے پہلے نصیحتوں کے کچھ مدنی پھول عطا فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عمامہ کھولا، پھر خود اپنے دستِ اقدس سے سیاہ عمامہ باندھا۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس کرم نوازی کو اکثر یاد کرتے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا ذکر بھی فرمایا کرتے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ”حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اقدس سے میرے سر پر عمامہ کا تاج سجایا اور (باندھتے ہوئے) اس کا شملہ میرے آگے اور پیچھے لٹکا دیا۔“[2]

1... کتاب المغازی، سریۃ امیرھا عبد الرحمن بن عوف... الخ، ۲/ ۵۶۰، ملتقطاً

2... ابو داود، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۴/ ۷۷، حدیث: ۴۰۷۹

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: آج کل فارغُ التحصیل طلبہ کے سروں پر علماء عمامے لپیٹتے ہیں جسے رسمِ دستار بندی کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دستار بندی ورِداپوشی کے مقاصد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر کام با مقصد ہونا چاہیے کہ بے مقصد کام بے وقعت ہوتا ہے چنانچہ اسلامی بھائیوں کی دستار بندی ہو یا اسلامی بہنوں کی رِداپوشی، اس کا اہتمام بھی بلا مقصد نہیں۔ آیئے اس کے تین بنیادی و اہم مقاصد پر نظر ڈالتے ہیں:

﴿1﴾ اظہارِ شرف

علمِ دین یقیناً بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا سہرا اُنہی خوش نصیبوں کے سر سجتا ہے جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضلِ خاص سے نوازتا ہے جیسا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔[2] لہٰذا دستار بندی ورِداپوشی کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ علمِ دین کا جو شرف و اعزاز اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان فارغُ التحصیل اسلامی بھائیوں

1... مراٰۃ المناجیح، ۶/۱۰۵

2... بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا... الخ، ۱/۴۳، حدیث: ۷۱

اوراسلامی بہنوں کو عطا فرمایاہے دوسروں پر اس کا اظہار ہو جائے۔

﴿2﴾ علمِ دین کی رغبت

دوسرا مقصد یہ ہے کہ دستار بندی ورِداپوشی کے عظیم الشان سنتوں بھرے اجتماع میں اہلِ علم کے شرف واعزاز کو دیکھ کر جو اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں علمِ دین سے دُور ہیں انہیں حُصُولِ علم کی رغبت ملے اور جو پہلے سے شاہراہِ علم پر گامزن ہیں اُن کے جذبے میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔

﴿3﴾ حوصلہ افزائی

تیسرا مقصد فارغُ التحصیل اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ چونکہ دین کی خدمت کرنے، نیکی کی دعوت دینے، برائی سے روکنے، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے اور انہیں جہالت کی پُر آشوب راہوں سے بچا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و معرفت کے راستے پر چلانے جیسے عظیم کاموں کی ذمہ داری اہلِ علم کے کندھوں پر دوسروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اس لئے جب کوئی بزرگ شخصیت انہیں دستار بندی یا رِداپوشی کے شرف سے نوازتی ہے تو اس کا مقصد محض ایک "رسم" ادا کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ سندِ فراغت حاصل کرنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو خدمتِ دین اور خیر خواہیِ مُسلمین کی بڑی بڑی ذمہ داریاں سپرد کرتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھانا بھی ہوتا ہے تاکہ وہ ان عظیم الشان ذمہ داریوں کی انجام دہی میں

امر بالمعروف میں خواتین کا کردار

موجودہ حالات میں اخلاقی قدروں کی پامالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ نیکیاں کرنا بے حد دُشوار اور ارتکابِ گناہ بہت آسان ہو چکا ہے ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مرد تو مرد عورت بھی شریعت کے مطابق پردے کی پابندی کرتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کی ذمہ داری کو انتہائی جانفشانی کے ساتھ ادا کرے اور اپنے گرد و پیش کے ماحول کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک رکھے، خود بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری کرے اور اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی اور اولاد کو بھی سنتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے معاملے میں بعض صورتوں میں اسلامی بہنوں کے بنیادی کردار کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ

اولاد سے قربت

اس میں کوئی شک نہیں کہ باپ کی بہ نسبت ماں اولاد کے ساتھ زیادہ وقت گزارتی ہے۔ باپ عام طور پر طلب رزق اور دیگر معاملات میں مصروف رہنے کی وجہ سے گھر سے باہر رہتا ہے، جبکہ اسلامی بہنوں کا تو اصل ٹھکانا ہی گھر کی چار دیواری ہے

لہٰذا نیکی کی دعوت دینے میں دلچسپی کی صورت میں اسلامی بہنوں کو اسلامی بھائیوں کے مقابلے میں اولاد کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بہت زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

ماں کی طرف قلبی لگاؤ

اولاد کا ماں سے قلبی لگاؤ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں جیسا کہ عام مشاہدہ ہے جب بچے بلا جھجھک اپنے دل کی باتیں ماں سے کرتے ہیں تو ماں ان کی باتیں سنتی اور بطورِ شفقت مانتی ہے **نتیجۃً** بچے اس سے مانوس ہو کر اس کے حکم کی خلاف ورزی سے گریز کرتے ہیں۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچے کی بے جا ضد سے پیچھا چھڑانے، روتے بچے کو خاموش کرانے یا کوئی بات سمجھانے اور منوانے میں جہاں باپ کو کافی جتن کرنے پڑیں وہاں ماں کی ذرا سی مداخلت و شفقت وہ کام کر جاتی ہے جو باپ کا رُعب و دَبدَبہ بھی نہیں کر پاتا، ایسی صورت میں جب ماں اسلامی طرز پر اپنے لختِ جگر کی تربیت و رہنمائی پر توجہ دے گی تو یقیناً بچپن ہی سے اس کا ننّھا ذہن اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔

اولاد کی اچھے خُطوط پر تربیت اور شوہر کی خدمت تو ویسے بھی ایک عورت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے

مُتَعَلِّق پوچھا جائے گا۔ بادشاہ نگران ہے، اس سے اس کی رعایا کے مُتَعَلِّق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعَیال کا نگران ہے اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[1]

غرض اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے میں اسلامی بہنوں کا بھی وافر حصہ شامل ہے، ایسے بے شمار ایمان افروز واقعات اسلامی تاریخ کا حصہ ہیں جو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں عورت کے کردار کی کلیدی حیثیت کو اُجاگر کرتے ہیں، آیئے ان میں سے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔

بحیثیتِ ماں عورت کا کردار

اُسْدُ الْغَابَۃ جلد 7 صفحہ 100 پر ہے: جنگ قادسیہ (جو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لڑی گئی تھی) میں حضرت سیّدتُنا خَنْسَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاروں شہزادوں سمیت شریک ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنگ سے ایک روز قبل اپنے چاروں شہزادوں کو اس طرح نصیحت فرمائی: میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی،

1 ... بخاری، کتاب العتق، باب کراھیۃ التطاول ... الخ، ۲/۱۵۹، حدیث: ۲۵۵۴

اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو، میں نے تمہارے نسب کو خراب نہیں کیا، تمہیں معلوم ہے کہ اللہ غفّار عَزَّوَجَلَّ نے کفّار سے مقابلہ کرنے میں مجاہدین کے لئے عظیم الشّان ثواب رکھا ہے۔ یاد رکھو! آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہونے والی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ سنو! سنو!

قراٰن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

(پ۴، اٰل عمران: ۲۰۰)

صبح کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ جنگ میں شرکت کرو اور دشمنوں کے مقابلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کرتے ہوئے آگے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے ہیں تو اس شعلہ زن آگ میں کود جانا، کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عزّت واکرام کے ساتھ جنّت میں رہو گے۔

جنگ میں حضرت سیّدتُنا خَنْسَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چاروں شہزادوں نے بڑھ چڑھ کر کفّار کا مقابلہ کیا اور یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کر گئے۔ جب ان کی والدۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے بجائے واویلا مچانے

کے کہا: اس پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھے چار شہید بیٹوں کی ماں بننے کا شرف عطا فرمایا۔ مجھے اللہ ربّ العزّت کی رحمت سے امید ہے کہ میں بھی ان چاروں شہیدوں کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ماں کی حیثیت میں عورت کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ حضرتِ خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے راہِ خدا میں بھیجنے سے پہلے اپنے بیٹوں کی کتنی پیاری تربیت کی نیز جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چاروں شہزادے مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے تو واویلا مچاتے ہوئے آسمان سر پر اُٹھانے کے بجائے نہ صرف صبر و شکیبائی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا بلکہ شہید بیٹوں کی ماں ہونے پر شکرِ الٰہی بجالائیں اے کاش ہماری اسلامی بہنیں ان کے اس طرزِ عمل کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔

بحیثیتِ زوجہ عورت کا کردار

فتح مکہ کے موقع پر جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے تو ابو جہل کے بیٹے عکرمہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا کہ میں ایسی سرزمین میں نہیں رہوں گا جہاں مجھے اپنے باپ کے قاتلوں کو دیکھنا پڑے۔

1... اسد الغابۃ فی معرفۃ الصّحابۃ، ۷/ ۱۰۰

چنانچہ اپنے سسرال پہنچے اور بیوی امِّ حکیم کو رختِ سفر باندھنے کی ہدایت کی۔ اس نے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا، اے قریش کے نوجوانوں کے سردار! تم کہاں جارہے ہو، تم ایسی جگہ جارہے ہو جہاں تمہاری کوئی پہچان نہیں۔ لیکن حضرتِ عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرتِ سیِّدَتُنا امِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبولِ اسلام کے بعد سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی، یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عکرمہ آپ سے بھاگ کر یمن جارہا ہے کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں آپ اسے قتل نہ کر ڈالیں، آپ اسے امان دے دیجئے۔ یہ سن کر رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امان عطا فرمادی۔ پھر حضرتِ سیِّدَتُنا ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی تلاش میں نکلیں اور انہیں تہامہ کے ساحل پر جالیا اور انہیں سمجھانے لگیں، اے چچا کے بیٹے! میں تمہارے پاس لوگوں میں سے سب سے افضل، نیک اور بہترین ہستی (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے آئی ہوں، تم خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تمہارے لئے امان طلب کرلی ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا، کیا تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟ حضرتِ امِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا، ہاں! میں نے ان سے عرض کی تو انہوں نے امان دے دی۔ یہ سن کر حضرتِ عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرتِ امِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ لوٹ آئے۔ جب حضرتِ عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھ کر رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت خوش ہوئے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کھڑے ہوگئے اور ساتھ ہی حضرتِ امِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نقاب ڈالے موجود تھیں۔ حضرتِ عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بولے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور سب حاضرین کو اپنے مسلمان ہونے پر گواہ بنالیا۔ اس کے بعد سرکارِ مدینۃ المنورہ سلطان مکۃ المکرمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سابقہ کوتاہیوں کی معافی طلب کی۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے میں آپ نے حضرتِ سیِّدَتُنا امِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت میں بحیثیتِ زوجہ ایک عورت کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے اسلام آوری کے بعد انفرادی کوشش کے ذریعے اپنے شوہر کو بھی کفر کے ریگستان سے نکال کر اسلام کے شجرِ سایہ دار تلے لا کھڑا کیا(2) اسلامی بہنوں کو

1... کتاب التوابین، ص۱۲۳، ملتقطاً

2... کافِرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے؟ اس بارے میں سَیِّدی اعلیٰ حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اَندر شوہر اِسلام لے آیا، یہ اُس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ (ملفوظات، ص:۴۱۷)

چاہئے کہ ان کے واقعے سے درس حاصل کریں اور حکمتِ عملی اختیار کرتے ہوئے اپنے بچوں کے ابو کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے میں کسی صورت غفلت سے کام نہ لیں۔

بحیثیت بیٹی عورت کا کردار

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے (تاکہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں) ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی: بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملادو۔ لڑکی یہ سن کر بولی: امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں کہنے لگی: بیٹی! حضرت سَیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تمہیں دیکھ تھوڑی رہے ہیں جاؤ اور دودھ میں پانی ملادو۔ لڑکی نے کہا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی کہ ان کی موجودگی میں تو ان کا حکم بجالاؤں اور ان کی غیر موجودگی میں حکم عدولی کروں۔

حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا

ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟

حضرت سَیِّدُنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے بیٹی کی حیثیت میں ایک عورت کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ ماں کے اصرار کے باوجود وہ لڑکی نہ صرف خود ملاوٹ اور دھوکہ دہی جیسے قبیح فعل سے باز رہی بلکہ نہایت احسن انداز میں انفرادی کوشش کرتے ہوئے اپنی والدہ کو بھی خوفِ خدا اور اطاعتِ امیر کا ذہن دیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اگر والدین کسی خلافِ شرع کام کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کرنے کے بجائے نرم انداز میں خوش اسلوبی سے انہیں حکمِ شریعت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کام کے بجالانے سے معذرت کر لیں کیونکہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ عشرۃ، ص ۲۸ مفہوماً

نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ [1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بحیثیت بہن عورت کا کردار

اسلام آوری سے قبل امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب عبداللہ بن نُعَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی معلوم ہوا کہ میرے بہن بہنوئی دونوں مسلمان ہوگئے ہیں۔ ان کو غیظ (یعنی سخت غصہ) آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سورۂ طٰہٰ شریف" سکھا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی۔ بہن نے صَحِیْفَہ کو کسی گوشہ میں چھپادیا۔ اور حضرت خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک کوٹھری میں چھپ گئے۔ دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا: تو دین سے پھر گئی؟ صاف کہہ دیا میں نے سَچّا دِین اسلام قبول کیا۔ انہوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔ جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا: اے عمر! تم مار ہی ڈالو مگر دینِ اِسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انہوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غُصّہ فَرو (یعنی کم) ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ۔ آپ کی بہن نے کہا: تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے۔ انہوں نے زبردستی کرکے مانگ لیا،

1... مسند احمد، ۱/ ۲۷۸ حدیث: ۱۰۹۵

دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے مُنہ سے نکلا: ”وَاللّٰہ مَا ھٰذَا کَلَامُ الْبَشَر“ (خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں) یہ سن کر حضرت خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا: اے عمر! تمہیں خوش خبری ہو کل ہی حُضُور اَقْدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (الٰہی اِسلام کو ابو جہل یا عمر کے ذریعہ سے عزت دے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کہ حضور کی دعا تمہارے حَق میں قبول ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: حضور کہاں تشریف فرما ہیں؟ حضرت خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: دارِ اَرقم میں، انہوں نے کہا: مجھے لے چلو حضرت خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) درِ دولت پر لے کر حاضِر ہوئے۔ دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اَقْدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: عمر! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو؟ فرماتے ہیں: مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیمُ الشّان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا۔ یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا: ”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ“ یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر بآوازِ بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے بہن کی حیثیت میں ایک عورت کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح حضرتِ سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن باطل کے

1... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۳۹۷تا۳۹۹ ملتقطاً

سامنے سرنگوں ہونے کے بجائے حق کے لئے ڈٹی رہیں اور ان کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش نہ آئی بہن کی عملی طور پر انفرادی کوشش کی بدولت حضرتِ سیّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل موم ہو گیا اور یہی قبولِ اسلام کی طرف ان کی پہلی پیش رفت ثابت ہوئی۔

والدہ، ہمشیرہ، زوجہ اور بیٹی سے مُتَعَلِّق مذکورہ تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہماری اسلاف خواتین کو بھی نیکی کی دعوت کا کس قدر جذبہ ہوا کرتا تھا کہ اولاد، بھائی، شوہر اور والدین کی خیر خواہی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں، اے کاش! ہر اسلامی بہن ان کے طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہوئے اس بگڑے مُعاشرے کی بگڑی بنانے کے لئے کمربستہ ہو جائے، یاد رکھئے! نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یہ تو وہ عظیمُ الشّان کام ہے جو انبیاء و اولیاء کا منصب رہا ہے، اس کام کو انجام دینے والے کا زیورِ علم سے آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ علمِ دین کے بغیر دوسروں کی راہنمائی تو کُجا خود اپنی عبادات کی دُرستی کے بھی لالے پڑ سکتے ہیں، لہٰذا اسلامی بھائیوں کی طرح اسلامی بہنوں کے لئے بھی علمِ دین حاصل کرنا اور بالخصوص عورتوں سے مُتَعَلِّق مسائل سیکھنا نہایت ضروری ہے اس ضمن میں تین روایات مُلاحظہ فرمایئے۔

1. حضرت سَیِّدُنا ابو سَعِید خُدْرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت خاتمُ

اَلْمُرْسَلین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مرد حضرات آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات سن لیتے ہیں، آپ ہمیں بھی ایک دن عطا فرمادیں جس میں ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام سکھائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم فلاں دن فلاں مقام پر جمع ہو جایا کرو۔ چنانچہ وہ عورتیں جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات میں سے کچھ سکھایا پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے گی (جس کے تین نابالغ بچے فوت ہوں) وہ اس کے لئے آگ سے حجاب ہو جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اور دو بچے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور دو بچے بھی۔ (1)

2. حضرتِ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ "تین شخص ایسے ہیں جن کے لئے دُگنا اجر ہے۔ (1) اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی اور

1... بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب تعلیم النبی امّته من الرجال و النساء... الخ، ۴/ ۵۱۰، حدیث ۷۳۱۰

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں پر ایمان لایا۔(2)وہ غلام جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اپنے آقا کے حقوق ادا کئے۔(3)وہ شخص جس کی ایک کنیز تھی اس نے اسے اچھی تربیت دی اور اچھی تعلیم دی پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔[1]

3. انصار میں سے ایک صحابیہ حضرتِ سیّدتُنا اَسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حیض (ماہواری) کے غُسل کے مُتَعلِّق دریافت کیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا تفصیلی طریقہ ارشاد فرمایا، اس پر حضرتِ سیّدَتُنا اُمُّ المومنین عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَمْنَعْهُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ یَتَفَقَّهْنَ فِی الدِّیْنِ انصار کی خواتین بھی کیا خوب ہیں کہ دین (کے احکام) سمجھنے میں شرم وجھجک ان کے آڑے نہیں آتی۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ احادیثِ مُبارکہ میں خواتین کے علمِ دین سیکھنے کے مُتَعلّق دلیل وترغیب موجود ہے نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ علمِ دین سیکھنے کے معاملے میں جِھجک نہیں ہونی چاہئے جیسا کہ حضرتِ سیّدتُنا اُمُّ المومنین عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے شرم وحیا کی پیکر ہونے کے باوجود انصاری خواتین کی تعریف اس انداز سے کی کہ انصار کی خواتین بھی کیا خوب ہیں کہ دین (کے احکام)

1...بخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امته واهله، ۱/۵۲، حدیث: ۹۷

2...ابنِ ماجه، کتاب الطهارة وسننها، باب فی الحائض کیف تغتسل، ۱/۳۵۶، حدیث: ۶۴۲

سمجھنے میں شرم و جھجک ان کے آڑے نہیں آتی نیز امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے بخاری شریف میں عِلم میں حیا کے مُتَعَلِّق ایک باب باندھا اور اس کا آغاز اس قول سے کیا: لَا یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْیٍ وَلَا مُسْتَکْبِرٌ یعنی (حُصُولِ علم میں) شرم کرنے والا اور تکبر کرنے والا علم حاصل نہیں کر سکتا۔[1]

واقعی جو شخص اس خیال سے سوال کرنے سے حیاء کرے کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچیں گے کہ اس کو اتنی سی بات بھی نہیں معلوم، اسی طرح جو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم تصور کرتے ہوئے سوال کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھے وہ علمِ نافع اور اس کی بَرَکتیں ہر گز ہر گز حاصل نہیں کر سکتا اور اس کے برعکس جو شخص علمِ دین سیکھنے سِکھانے میں حیاء نہ کرے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے علم و عمل کے میدان میں اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ لوگ اس کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ پاتے۔

بلند مقام پر کیسے پہنچے؟

منقول ہے کہ کروڑوں حَنَفِیّوں کے پیشوا، حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کبھی بخل نہیں کیا اور جو مجھے نہیں آتا تھا اس میں دوسروں سے استفادہ کرنے سے میں

1... بخاری، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم، ۱/ ۶۸

کبھی نہیں رُکا۔[1]

لہٰذا جو خوش نصیب اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں فارغُ التحصیل ہو چکے ہیں اُن کو چاہئے کہ دوسروں کو بھی نیکی کی دعوت دیتے ہوئے اُنہیں علم وعلما کے فضائل اور انکے مقام ومرتبے سے آگاہ کریں اور حُصولِ علمِ دین کی طرف راغب کریں، یقیناً مُعاشرے میں جس قدر علمِ دین کی شمعیں روشن ہوں گی اسی قدر جَہالتوں کی ظلمتیں کافور ہوں گی اور جب جَہالتیں کم ہونگی تو یقیناً گناہوں کے سیلاب کا زور ٹوٹے گا یوں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت جلد ہمارا معاشرہ ایک حسین گلزار بن جائے گا۔ یاد رکھئے! ایسے نامساعد حالات میں لوگوں کے دلوں میں علم دین سیکھنے سکھانے کا جذبہ بیدار کرنے کا ایک ذریعہ قرآن وحدیث میں موجود علم وعلما کَثَّرَھُمُ اللہ کے فضائل سے مُتَعَلِّق وہ ارشاداتِ عالیہ بھی ہیں جو امت کیلئے ایک عظیم رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علما کی فضیلت

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے۔ (پ۳، اٰل عمران:۱۸)

1... الدر المختار، المقدمة، ۱/۱۲۷

اس آیتِ کریمہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بات کی گواہی دینے کے بعد کہ اس کے سِوا کوئی معبود نہیں، اپنی اس گواہی کے ساتھ ساتھ فرشتوں اور اہلِ علم کی گواہی کو ملایا ہے یقیناً اس میں اہلِ علم کی خصوصیتِ عظیمہ کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں کئی مقامات پر علما کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِۚ وَ مَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ(۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور اِنہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔ (پ۲۰، العنکبوت:۴۳)

اسی طرح سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بکثرت احادیث مبارکہ میں بھی علم کے فضائل اور علما کی شان بیان کی گئی ہے آیئے اس ضمن میں 5 فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنئے اور جھومئے۔

1. حضرت سیّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”علم حاصل کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خشیت، اسے طلب کرنا عبادت، اس کا درس دینا تسبیح، اس میں بحث کرنا جہاد، بے علم کو علم سکھانا صدقہ اور اس کی اہلیت رکھنے والوں تک اسے پہنچانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ یہ تنہائی میں غمخوار، خلوت کا ساتھی، خوشی و غمی پر دلیل، دوستوں کے ہاں زینت، اجنبی

لوگوں کے ہاں قرابتدار اور راہِ جنت کا مینار ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باعث قوموں کو بلندیوں سے نوازتا ہے اور انہیں نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایسا راہنما اور ہادی بنا دیتا ہے کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے، ہر خیر و بھلائی کے کام میں ان سے راہنمائی لی جاتی ہے، ان کے نقشِ قدم پر چلا جاتا ہے، ان کے اعمال و افعال کی اقتدا کی جاتی ہے، ان کی رائے حرفِ آخر ہوتی ہے، فرشتے ان کی دوستی کو مرغوب جانتے ہیں اور انہیں اپنے پروں سے چھوتے ہیں، ہر خشک و تر شے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں، کیڑے مکوڑے، خشکی کے درندے اور جانور، آسمان اور ستارے سب ان کی مغفرت چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ علم اندھے دلوں کی زندگی، تاریک آنکھوں کا نور اور کمزور بدنوں کی قوت ہے۔ بندہ اس کے سبب نیک لوگوں کے مراتب اور بلند درجات تک جا پہنچتا ہے۔ علم میں غور و فکر کرنا روزے رکھنے کے برابر اور اسے پڑھانا رات کے قیام کے مساوی ہے۔ علم کے ذریعے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و فرمانبرداری ہوتی ہے، اسی سے توحید اور ورع و تقویٰ ملتا ہے، اسی کے سبب صلہ رحمی کی جاتی ہے، علم امام ہے اور عمل اس کا تابع۔ علم نیک بخت لوگوں کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے جبکہ بدبختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔"[1]

2. جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ پر چلے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے جنت کا

1... جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی فضل العلم، ص۷۷، حدیث: ۲۴۰، بتغیر

راستہ آسان کر دے گا۔[1]

3. جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے۔[2]

4. اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔[3]

5. علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[4]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک میں طلبِ علم ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے، اس لئے یہ بات معلوم ہونا نہایت ضروری ہے کہ کونسا اور کس قسم کا علم سیکھنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے چنانچہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 826 صَفحات پر مشتمل کتاب **قوتُ القُلوب** میں 11 اقوال ذکر کئے گئے ان کا مطالعہ نہایت مفید ہے آیئے اس کے چند اقتباسات مُلاحظہ کیجئے۔

1... مسلم، کتاب الذکر والدعاء... الخ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن... الخ، ص ۱۴۴۷ حدیث: ۲۶۹۹

2... ترمذی، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، ۴/ ۲۹۴، حدیث: ۲۶۵۶

3... بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً... الخ، ۱/ ۴۲، حدیث: ۷۱

4... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء... الخ، ۱/ ۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

علم اِخلاص و آفاتِ نفس کی پہچان

علمائے شام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ علمِ اِخلاص کا حاصل کرنا، نفس کی آفات اور وسوسوں کو پہچاننا، شیطان کے مکر و فریب اور دھوکے کو پہچاننا اور ان امور کو جاننا جو اعمال کی اصلاح و فساد کا باعث بنتے ہیں فرض ہے، اس اِعتبار سے کہ اَعمال میں اِخلاص کا ہونا فرض ہے اور اس اِعتبار سے بھی کہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے پہلے شیطان کی دشمنی سے آگاہ فرمایا پھر اس سے عداوت رکھنے کا حکم دیا۔

حلال کے متعلق علم حاصل کرنا

ملک شام کے عابدین و صالحین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک سے مراد حلال کے بارے علم حاصل کرنا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کا حکم دیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ حرام کھانے والا فاسق ہے۔ جس کی وضاحت ایک حدیثِ پاک میں کچھ یوں ہے کہ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”فرائض کی ادائیگی کے بعد حلال روزی تلاش کرنا فرض ہے۔“[1]

بقدرِ ضرورت حلال و حرام کے فرق کی پہچان

بعض سلف صالحین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ پاک سے

1... المعجم الکبیر، ۱۰/ ۷۴، حدیث: ۹۹۹۳

مراد یہ ہے کہ بندے پر علمِ توحید اور امر و نہی کے اصول کو بقدرِ ضرورت جاننا اور حلال و حرام کے درمیان فرق کرنا فرض ہے کیونکہ اس کے بعد کسی بھی علم کے حصول کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا اس لئے کہ تمام علوم کو معلوم ہونے کے اعتبار سے علم کہا جاتا ہے۔ نیز اس بات پر اجماع ہے کہ ضرورت سے زائد علم حاصل کرنا فرض نہیں۔ البتہ افضل یا مستحب ہے۔

خرید و فروخت اور نکاح و طلاق کا علم

کوفہ کے فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام اس حدیثِ پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے خرید و فروخت اور نکاح و طلاق کا علم حاصل کرنا مراد ہے۔ کیونکہ جب کسی شخص کو ایسا کوئی معاملہ درپیش ہو تو اس پر اس کا علم حاصل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

امیرُ المومنین حضرت سیّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرمایا کرتے کہ ہمارے اس بازار میں صرف وہی تجارت کر سکتا ہے جو (بیع و شرا کے) معاملات سمجھتا ہو، مگر سود خور کا داخلہ ممنوع ہے چاہے وہ اس بات کو پسند کرے یا نہ کرے۔[1]

ایک قول ہے کہ پہلے بیع و شرا کے احکام سیکھو پھر تجارت کرو۔

حضرت سیّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک

1...ترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم، ص۱۶۹۲، حدیث: ۴۸۷

رسولِ بے مثال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمانِ عالیشان ”طلبِ علم فرض ہے“ سے مراد اسلام کے بنیادی پانچ ارکان کا علم ہے۔ چونکہ ان ارکان پر عمل کرنا علم کے بغیر صحیح اور درست نہیں ہو سکتا، لہٰذا عمل سے پہلے علم ضروری ہے کیونکہ عمل کے فرض ہونے کی وجہ سے اس کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہو جاتا ہے۔

ایک بار ایک اعرابی نے رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: ”یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے بتایئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے؟“ ایک روایت میں ہے، اس نے عرض کی: ”ہمیں وہ احکام بتایئے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہمارے پاس بھیجا ہے۔“ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے شہادتین، پانچ نمازوں، زکوٰۃ، ماہِ رمضان المبارک کے روزوں اور بَیتُ اللہ شریف کے حج کے مُتَعَلِّق بتایا۔ اس نے پھر عرض کی: ”کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کچھ فرض ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”نہیں! مگر یہ کہ تو نفلی عبادت کرے۔“ تو عرض گزار ہوا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس پر کچھ زائد کروں گا نہ اس میں کچھ کمی کروں گا۔“ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر یہ اپنی بات میں سچا ہوا تو فلاح پا گیا اور جنت میں داخل ہو گا۔“[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1... قوتُ القلوب، الفصل الحادی و الثلاثون، ۱/ ۲۲۴-۲۲۷، ملتقطاً

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ”غیبت کی تباہ کاریاں“ صفحہ 5 پر تحریر فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[1] یہاں اسکول کالج کی دُنیوی تعلیم نہیں بلکہ ضروری دینی علم مُراد ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے بنیادی عقائد کا سیکھنا فرض ہے، اس کے بعد نَماز کے فرائض و شرائط و مفسدات، پھر رَمضانُ المبارَک کی تشریف آوری پر فرض ہونے کی صورت میں روزوں کے ضَروری مسائل، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اُس کے لئے زکوٰۃ کے ضَروری مسائل، اسی طرح حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے، نکاح کرنا چاہے تو اس کے، تاجر کو خرید و فروخت کے، نوکری کرنے والے کو نوکری کے، نوکر رکھنے والے کو اجارے کے، و علٰی ھٰذا الْقیاس (یعنی اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالِغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عَین ہے۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطِنی فرائض) یعنی فرائضِ قَلبیہ (باطِنی فرائض) مَثَلاً عاجِزی و اِخلاص اور توکُّل وغیرہا اور ان کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور باطِنی گناہ مَثَلاً تکبُّر، ریاکاری، حَسَد وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔[2]

1... اِبن ماجہ، ۱/ ۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

2... تفصیل کیلئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۲۳، ۶۲۴

مُہلکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں جیسا کہ جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان وغیرہ کے بارے میں ضَروری معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے تاکہ ان گناہوں سے بچا جاسکے۔

وقت کا تقاضا!

پیارے اسلامی بھائیو! آج کے دورِ جدید میں عصری علوم سے آراستہ لاتعداد لوگوں کی خواہش ہے کہ اُنہیں اور ان کی اولاد کو کسی طرح دین کے معاملے میں جہالت کی تاریکیوں سے نجات ملے اور علمِ دین کی روشنی نصیب ہو جائے، ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اہلِ علم اسلامی بھائی اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر لوگوں کی خیر خواہی کی ذمہ داری قبول کریں اور علم کی جو دولت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عطا فرمائی ہے اس کے ذریعے قرآن وسنت کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرکے اپنے منصب کے پیشِ نظر حسبِ استطاعت علمِ دین کے پیاسوں کی پیاس بجھائیں۔ حضراتِ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو علمِ دین کا اس قدر شغف ہوا کرتا تھا کہ وہ نفوسِ قُدسیہ اپنی زندگی کے آخری لمحات بھی حصولِ علم اور اشاعتِ علم میں گزارنے کے خواہشمند ہوا کرتے تھے اس بات کا اندازہ درجِ ذیل روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

بیانِ حدیث کا جذبہ

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ذَرّ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی گدی کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے فرمایا: اگر تم اس پر تلوار رکھ دو پھر مجھے اس بات کا ذرا بھی گمان ہو کہ اپنی گردن ماری جانے سے پہلے پہلے میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہوا کوئی ایک کلمہ بھی بیان کر سکتا ہوں تو میں ضرور بیان کروں گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو علمِ دین پھیلانے اور حدیث بیان کرنے کا کس قدر شوق و جذبہ تھا، یقیناً یہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربیت ہی کا نتیجہ تھا جو ان حضرات نے علمِ دین سیکھنے سکھانے کو مقصدِ حیات بنا رکھا تھا، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حصولِ علمِ دین کے مُتَعَلِّق صحابہ کرام کی کس قدر عظیمُ الشان تربیت فرمائی تھی اس کی ایک جھلک درج ذیل روایت میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرتِ سیدنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی اپنی مایہ ناز تفسیر "تفسیر کبیر" میں زیرِ آیت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ (پ۱، البقرۃ: ۳۱) نقل فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محوِ گفتگو تھے کہ آپ پر وحی آئی کہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کی ایک ساعت (یعنی گھنٹہ بھر) باقی رہ گئی ہے۔ یہ وقت عصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب یہ بات اس صحابی کو بتائی تو انہوں نے مضطرب ہو کر التجاء کی: **یا رسولَ اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

1 ... بخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، ۱/ ۴۲

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو اس وقت میرے لئے سب سے بہتر ہو۔ تو آپ نے فرمایا: علمِ دین سیکھنے میں مشغول ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر علم سے افضل کوئی شے ہوتی تو رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت اسی کا حکم ارشاد فرماتے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اے کاش! ہمیں بھی یہ جذبہ حاصل ہو جائے کہ ہم دینی مسائل اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث کو سیکھنے اور خوب خوب یاد کر کے اُسے دوسروں تک پہنچانے والے بن جائیں۔ جو خوش نصیب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث یاد کرنے اور اُنہیں پھیلانے والے ہوں اُنہیں مبارک ہو کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُنہیں اپنی دُعا سے نواز رہے ہیں۔

دعائے سرکار کا حقدار

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اس کو یاد کیا حتی کہ اسے دوسروں تک پہنچایا۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے جو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول

1... تفسیر کبیر، ۱/ ۴۱۰ ملخصاً

2... ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، ۴/ ۲۹۸، حدیث ۲۶۶۵

بندوں کی دُعاؤں کا آرزو مند ہے اُسے جھوم جانا چاہئے کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں مقبولوں کے مقبول اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیثِ پاک سُن کر یاد کرنے اور اُسے دوسروں تک پہنچانے والے کو دعا دے رہے ہیں کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے شخص کو تروتازہ رکھے" یقیناً ایک اُمّتی کے لئے یہ بڑی سعادت وخوش بختی کی بات ہے کہ خود سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے دُعاؤں سے نوازیں۔

محدثین کی شان

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس حدیثِ پاک کے تحت محدثینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایسے واقعات بھی ذکر کئے ہیں کہ برسوں کے بعد جب ضرورۃً ان کی قبروں کو کھولا گیا تو اُن کے جسم ایسے تروتازہ تھے گویا آج ہی تدفین کی گئی ہو۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات شریف کے 230 سال کے بعد آپ کی قبر انور کے پہلو میں جب سید ابو جعفر بن ابو موسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کیلئے قبر کھودی گئی تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ 230 برس گزر جانے کے باوجود امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کفن صحیح وسالم اور بدن تروتازہ تھا۔[1]

1... مرقاۃ، ترجمۃ الامام احمد بن حنبل، ج ۱/ ٦٧

لہٰذا ہم میں سے جو بھی سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس دُعا و فضیلت کے حُصول کا خواہشمند ہو اُسے چاہیے کہ سرکار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی احادیث سیکھنے سکھانے کا شوق اپنے اندر پیدا کرے یقین جانئے اس میں دونوں جہان کی کامیابی ہے، اَور کچھ نہیں تو کم از کم یہی حدیث یاد کر کے اپنے دُوسرے اسلامی بھائیوں کو سُنا دیجئے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اس کو یاد کیا حتی کہ اسے دوسروں تک پہنچایا“۔ اگر ہماری زبانی یہ حدیثِ مبارک سُن کر کسی کا دل چوٹ کھا گیا اور وہ صلوۃ و سنت کی راہ پر گامزن ہو گیا اور علم دین سیکھنے سِکھانے والا بن گیا تو یقیناً یہ ہمارے لئے ثوابِ جاریہ ہو جائے گا اور یوں صرف ایک حدیثِ پاک دوسروں تک پہنچانے کی وجہ سے ہم ڈھیروں فضائل سے مالا مال ہو جائیں گے، علمِ دین حاصل کر کے دوسروں تک پہنچانے کے بارے میں 3 فرامینِ مصطفی مُلاحظہ ہوں۔

1. پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔[1]
2. میری حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔[2]
3. حجۃ الوداع کے موقع پر سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو آخری خُطبہ ارشاد فرمایا اس سے بھی علمِ دین اور رسولِ کریم صَلَّی

1... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۲/ ۴۶۲، حدیث: ۳۴۶۱
2... مسند ابی یعلی، مسند ابی سعید الخدری، ۱/ ۵۰۹، حدیث: ۱۲۰۴

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین عام کرنے کی اہمیّت اُجاگر ہوتی ہے چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دین کے احکامات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: جو لوگ موجود ہیں وہ (یہ احکامات) اُن لوگوں تک پہنچادیں جو موجود نہیں۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! جب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یہ ارشادات سنے تو انہوں نے تبلیغِ دینِ اسلام کی خاطر مختلف مقامات کے سفر اختیار کئے اور سرکار مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اس کے بعد تابعین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام بھی اسی مقصد کو لے کر آگے بڑھے اور انہوں نے اپنے بعد والوں تک دینِ اسلام کی تبلیغ اور سُنّتوں کا پرچار کیا۔

یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا حتی کہ امام بخاری، امام مسلم، امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک بن انس، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام اوزاعی، سفیان ثوری اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے محدثین و فقہائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہم نے تبلیغِ اسلام ہی کے عظیم مقصد کے پیشِ نظر تفسیر و حدیث اور فقہ کیلئے خوب عرق ریزی سے کام کیا۔ چنانچہ ان نُفُوسِ قدسیہ میں سے کسی نے علمِ تفسیر میں مہارت حاصل کی تو کسی نے فنِ حدیث میں کمال حاصل کیا اور کوئی تو فقہ میں اپنا مثل نہیں رکھتا نیز اسی طرح ان

1... بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، ۳/ ۱۴۱، حدیث: ۴۴۰۶

کے شاگردوں کی سیرت کا مُطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بھی اپنے اساتذہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زبانی، قلمی اور عملی ہر لحاظ سے تبلیغِ دین میں مصروف رہے۔ انہیں حضرات میں ایک عظیم محدِّث حضرت سیّدُنا سُفْیَان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ بھی ہیں جنہوں نے احادیثِ مُبارَکہ کی خُوب خُوب خدمت کی اور تاحیات علمی سرگرمیوں میں مگن رہے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی کامیاب زندگی میں آپ کے والد صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی نصیحت کا بڑا عمل دخل تھا۔ چنانچہ

والد کی نصیحت

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: جب میں اپنی عمر کے پندرھویں سال کو پہنچا تو میرے والد نے مجھے بلایا اور (نصیحت کے مدنی پھول لُٹاتے ہوئے) کچھ یوں وصیّت فرمائی:

1. اے سُفْیَان! بلاشبہ کم سنی کے قوانین وضوابط تم سے منقطع ہو گئے۔ لہٰذا بھلائی کے امور محفوظ کر لو، تمہارا شمار اہلِ خیر میں ہونے لگے گا۔
2. اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں جو تمہیں دھوکے میں مبتلا کرنا چاہے اس سے دھوکا نہ کھانا کہ وہ تمہاری مدح وستائش (تعریف) اس بات کے خلاف کرے جو تمہارے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کیونکہ باہمی رضا مندی کے وقت تو ہر کوئی تعریفیں کرتا ہے مگر جب کوئی ناراضی ہو تو وہی آدمی برائیاں کرنے پر اُتر آتا ہے۔
3. بری صحبتوں کے بجائے خَلوت پسندی (اکیلے رہنے) کی عادت ڈالو۔

4. تمہارے بارے میں میرا جو حسنِ ظن ہے اسے بدگمانی میں تبدیل نہ ہونے دینا۔

5. اہلِ علم کی صحبت میں وہی شخص سعادت مند ہے جو ان کی اطاعت و فرماں برداری کرے۔[1]

نصیحت پر عمل

حضرت سَیِّدُنا سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے والد محترم کی اس نصیحت کو اپنی تَوَجُّہ کا مرکز بنالیا، میرا رُجحان اسی کی طرف رہتا ہے میں اس سے رُوگردانی نہیں کرتا۔[2]

نیکی و تقویٰ پر مدد

حضرتِ حُسَیْن بِنْ زِیَاد رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا سُفْیَان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے مُتَعَلِّق پوچھا گیا: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ ترجمہ کنز الایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ تو خود نیکی کرے، اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے، اس معاملہ میں دوسروں کی مدد کرے اور ان کی راہنمائی کرے۔[3]

1... صفة الصفوة، ذكر المصطفين من طبقات أهل مكة.... الخ، ومن الطبقة الخامسة، الجزء الثانی ۱/ ۱۵۴

2... صفة الصفوة، ذكر المصطفين من طبقات أهل مكة.... الخ، ومن الطبقة الخامسة، الجزء الثانی ۱/ ۱۵۵

3... حلية الاولياء، سفيان بن عيينة، ۷/ ۳۳۴

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح حضرت سیدنا سُفْیَان بِنْ عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی علمِ دین حاصل کرنے اور اسے پھیلانے کے لئے وقف کر رکھی تھی اسی طرح ہمیں بھی علمِ دین عام کرتے رہنا چاہئے بلا شبہ یہ وہ عمل ہے جو نہ صرف زندگی میں بلکہ مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتا ہے۔

مرنے کے بعد فائدہ دینے والے اعمال

حدیث پاک میں ہے: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین کے، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔[1]

بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ یہ تینوں صفات صرف ایسے عالم میں جمع ہو سکتی ہیں جو اپنا علم خرچ کرنے والا اور پھیلانے والا ہو۔[2]

فقدانِ علم کا نقصان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ صدقہ جاریہ، نیک اولاد اور اشاعتِ علمِ دین ایسے اعمال ہیں کہ مرنے کے بعد بھی اس کے کرنے والے کو اس کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ لہٰذا علمِ دین پھیلانے کے معاملے میں حریص ہو جایئے اور علم کے ذریعے اپنے گرد و پیش میں ہونے والی برائیوں کو دَم بدَم ختم کرنے کے لئے

1... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ص ۸۸۶، حدیث: ۱۶۳۱

2... حلیۃ طالب العلم، الفصل السادس التحلی بالعمل، زکاۃ العلم، ۱/ ۳۶ المکتبۃ الشاملۃ

کوشاں رہئے۔ یقیناً فی زمانہ برائیوں میں سب سے بڑی برائی جہالت ہے جو کہ ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ناسوروں میں سرفہرست ہے گھر بار کا معاملہ ہو یا کاروبار کا، دوست احباب کا معاملہ ہو یا رشتے دار کا، نکاح کا معاملہ ہو یا اولاد کی تربیت کا، انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر غرض کیا حقوقُ اللہ اور کیا حقوقُ العباد، زندگی کے ہر شعبے میں جہاں بھی جس انداز سے بھی خرابیاں پائی جارہی ہیں اگر آپ سنجیدگی سے اس کے بارے میں غور کریں تو یہ بات آپ پر آشکار ہو جائے گی کہ اس کا بنیادی اور سب سے نمایاں سبب علم دین سے دوری ہے۔ علمِ دین کے فقدان اور درست راہنمائی سے محرومی کے باعث نہ صرف معاملات واخلاقیات میں بلکہ عقائد وعبادات تک میں طرح طرح کی برائیاں اور خرابیاں نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی جارہی ہیں جن کے سدِّباب کے لئے محض علمِ دین حاصل کرلینا ہی کافی نہیں بلکہ اپنے علم پر عمل کرنا اور اس کے ذریعے دوسروں کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔ پندرھویں صدی کی عظیم علمی ورُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مریدین، محبین اور مُتَعَلِّقین کو اپنی اور دوسروں کی اصلاح میں مگن رہنے کا ذہن دیتے ہوئے اُنہیں یہ مَدَنی مقصد عطا کیا ہے: **مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے اس کی تفصیلی معلومات کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 616 صَفحات پر مشتمل کتاب ''نیکی کی دعوت'' کا مطالعہ نہایت مُفید ہے آیئے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

کَلِمۂ طیِّبہ نَفع دے گا جب تک...

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِرشادِ حقیقت بنیاد ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ) ہمیشہ اپنے کہنے والوں کو نَفع پہنچاتا رہے گا اور ان سے عذاب کو دُور کرتا رہے گا جب تک اس کا حق ہلکا نہ جانیں۔ صَحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کلمہ طیِّبہ کے حق کو ہلکا جاننا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یَظْھَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِی اللہِ فَلَا یُنْکَرُ وَلَا یُغَیَّرُ یعنی (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے حق کو ہلکا جاننا یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا کام ہوتا دیکھ کر نہ اُسے روکا جائے اور نہ ہی اُسے تبدیل کیا جائے۔[1]

اسلام کے 8 حصے

حضرتِ سیِّدُنا حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام کے آٹھ حصّے

---

1 ... اَلتَّرغِیب وَالتَّرھِیب، کتاب الحدود وغیرھا، الترغیب فی الامر بالمعروف... الخ، ۳/۱۸۳، حدیث: ۳۵۳۸

ہیں: (۱)اسلام (۲)نَماز(۳)زکوٰۃ(۴)رمضان کا روزہ(۵)حجِ بَیتُ اللہ(۶)اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنا۔(۷)نیکی کا حکم دینااور (۸)بُرائی سے روکنا(پھر فرمایا)وہ شخص کامیاب نہیں جس کا کوئی حصّہ نہ ہو۔[1]

دُنیامیں بھی سزاملے گی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو قوم قدرت کے باوُجود گناہ کرنے والے کو اِس سے روکتی نہیں،اندیشہ ہے کہ وہ نہ روکنے والی قوم مرنے سے پہلے دنیاہی میں عذاب میں گرفتار ہو جائے۔چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا جَرِیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولوں کے سالار،دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: اگر کسی قوم میں کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو اور قوم کے لوگ باوُجودِ قدرت اسے گناہ سے نہ روکیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے مرنے سے پہلے اُن پر اپنا عذاب نازِل فرمائے گا۔[2]

آخِرت میں بھی سزاملے گی

اس حدیثِ پاک کے تحت ”مراٰۃ المناجیح“ میں ہے:جس قوم یا جماعت میں کچھ لوگ بُرائی کے مرتکب ہوں اور وہ قوم ان کو روکنے کی طاقت رکھنے کے باوُجود نہ روکیں تو وہ بھی عذابِ خُداوندی کے مستحق ہوں گے اور یہ عذاب وہ لوگ

1... شُعَبُ الْاِیمان،باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر،۶/۹۴،حدیث:۷۵۸۵

2... ابوداؤد،کتاب الملاحم،باب الامر والنھی،۴/۱۶۴،حدیث:۴۳۳۹

مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دیکھ لیں گے۔ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبد الحق محدِّث دِہلوی (عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی) فرماتے ہیں کہ بُرائی کو بدلنے میں کوتاہی کرنا دوسرے جَرائم کے مقابلے میں اس لحاظ سے مُنْفَرِد (مُن۔فَ۔رِد) ہے کہ دوسرے گناہوں کی سزا آخِرت میں ملے گی جب کہ اِس کوتاہی کی سزا دنیا میں بھی ملے گی اور آخِرت کا عذاب اِس کے علاوہ ہو گا۔[1]

عزّت والے ذلیل کر دیئے جاتے ہیں

مزید اسی کتاب کے صفحہ 595 پر ہے: حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کسی قوم میں معزّز ِین (یعنی عزّت والے لوگ) ایسی بُرائی کو نہ روکیں جسے روکنے پر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن کو ذَلیل کر دیتا ہے۔[2]

کٹے ہوئے کانوں والا بَہرا

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو کوئی سُنے کہ فُلاں شَخص فِعلِ بد (یعنی گناہ) کا مرتکب ہوا اور پھر (باوُجُودِ قدرت) وہ اُس گناہ کرنے والے کو نہ روکے تو قِیامت کے روز وہ کٹے ہوئے کانوں والا بَہرا ہو گا۔[3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1... مرآۃ المناجیح، ۶/۵۰۷

2... تَنبِیہُ الْمُغتَرِّین، الباب الرابع، ومنها امرهم بالمعروف... الخ ص ۲۳۶

3... تَنبِیہُ الْمُغتَرِّین، الباب الرابع، ومنها امرهم بالمعروف... الخ ص ۲۳۶

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ موجودہ دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی اس نیک کام کو جس حُسن وخوبی سے ادا کر رہی ہے وہ کسی سے ڈھکا چُھپا نہیں اس مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے نہ صرف خود برائیوں سے بچ جاتے ہیں بلکہ علمِ دین حاصل کرکے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ آیئے اس ضمن میں ایک مدنی بہار ملاحظہ کیجئے۔

بابُ المدینہ (کراچی) کی ایک اسلامی بہن کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے: بدقسمتی سے اچھا ماحول میسر نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنی زندگی کے شب وروز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرنی میں بسر کر رہی تھی نمازیں قضا کرنا فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سُننا میری دائمی عادات میں شامل تھا اس کے علاوہ نت نئے فیشن اپنانا اور گلی محلے میں بے پردگی کے ساتھ فخریہ طور پر گھومنا نیز بات بات پر جھوٹ کا سہارا لینا میرے نزدیک مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ باعثِ شرمندگی نہ تھا، میری اصلاح کچھ یوں ہوئی کہ ایک مرتبہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک ایک اسلامی بہن نے مجھ پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے مجھے اجتماع میں شرکت کی توفیق بھی

نصیب ہوگئی اسلامی بہنوں نے میری اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً مجھ پر انفرادی کوشش کا سلسلہ جاری رکھا جس کی برکت سے مجھے فکرِ آخرت اور حصولِ علمِ دین کا جذبہ نصیب ہوگیا، میں اپنے تمام گناہوں سے تائب ہوکر نماز روزے کی پابند بن گئی اور تادمِ تحریر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ صرف قرآن وحدیث کورس مکمل کرچکی ہوں بلکہ اپنے پیر ومرشد، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" کے پیشِ نظر جامعۃُ المدینہ للبنات میں درسِ نظامی (عالمہ کورس) کرنے کی سعادت بھی حاصل کررہی ہوں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رضا کے لئے علمِ دین حاصل کرنے اور اس کے ذریعے اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

مرشد کامل کے اوصاف پر مشتمل مدنی گلدستہ



جامع شرائطِ پیر



مرکزی مجلس شوریٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

جامع شرائط پیر [1]

درود پاک کی فضیلت

رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہَدا کے ساتھ رکھے گا۔“

ابتدا اپنے آپ سے کرو

ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

[1] .....مبلغ دعوتِ اسلامی ونگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا ابو حامد حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان 25 رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ بمطابق اکتوبر 2007ء کو تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر یو کے (UK) کے اسلامی بھائیوں سے فرمایا۔ ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق 07 جنوری 2013ء کو ضَروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شُعْبَہ رَسَائِلِ دَعْوَتِ اِسْلَامی مَجْلِس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ)

[2] .....مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلوۃ علی النبی .....الخ، الحدیث: ۱۷۲۹۸، ج ۱۰، ص ۲۵۳

وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کے شہزادے! میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی لوگوں کو نیکی کی دعوت دیا کروں اور برائی سے منع کیا کروں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس سے دریافت فرمایا: ''کیا تم (اپنی اِصلاح کرنے میں) حدِ کمال کو پہنچ چکے ہو؟'' بولا: ''مجھے اُمید تو یہی ہے۔''

اس کی یہ بات سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں قرآنِ پاک کے تین حُروف کی وجہ سے رُسوا ہونے کا خوف نہ ہوتو یہ کام کر سکتے ہو۔'' اس نے (بڑی حیرانی سے) عرض کی: ''وہ حُروف کون سے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۱، البقرۃ: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

پھر اُس سے پوچھا: ''کیا تمہیں اس آیتِ مبارکہ کا حکم معلوم ہے؟'' اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر مزید عرض کی: ''اچھا وہ دوسرا حَرف کون سا ہے؟''

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی

عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (پ۲۸، الصف: ۳، ۲) سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

پھر دریافت فرمایا: ''کیا اس آیتِ مبارکہ کا حکم جانتے ہو؟'' اس نے جواب دیا: نہیں۔ بہر حال اس نے پھر عرض کی: ''وہ تیسرا حَرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرتِ سیِّدُنا شعیب عَلَیْہِ السَّلَام کا قول ہے (جو قرآنِ پاک میں مذکور ہے)۔'' چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ (پ۱۲، ھود: ۸۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا اس آیتِ مبارکہ کے حکم سے آگاہ ہو؟'' اس بار بھی جب اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نصیحت آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا: ''(دوسروں کی اصلاح کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ اس اصلاح کی) **اِبتدا اپنے آپ سے کرو۔**'' [1]

خام اور تام میں فرق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ خام (ناپختہ، نامکمل، کچا) اور تام

---

[1] ..... شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۷۵۲۹، ج۶، ص۸۸

(پختہ،مکمل) میں بہت فرق ہے کیونکہ رہبری ورہنمائی ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ بلکہ رہبورہنما بننے کے لیے پہلے خود آزمائش کی بھٹّی سے کُندن بن کر نکلنا ضَروری ہے کیونکہ دوسروں کی رہنمائی کرنا گویا کہ ایک راہِ پُرخَطر پر چلنا ہے،اس میں ذرّہ برابر کوتاہی وغلطی گہری کھائی میں گرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ چنانچہ،

وہ بے علم حضرات جو وِلایت کی مَسند کو اپنے باپ کی وِراثَت سمجھتے ہیں ان کی ہدایت وعبرت کے لیے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: حضرت خواجہ مودُود چشتی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سلسلۂ چِشتیہ کے جلیلُ القَدر بزرگوں اور سرداروں کی اولاد میں سے تھے۔ان بزرگوں کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے آباؤ اجداد کے مَنْصب پر بیٹھے۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے مگر صاحبزادہ صاحب ابھی نہ تو عالِم ہوئے تھے اور نہ ہی راہِ طریقت میں کسی کامل مُرشِد کی تعلیم سے چلے تھے۔اللہ تعالیٰ کی عنایت ان کے شامل حال ہوئی کہ ان کی تعلیم وتربیت کے لئے حضرت شیخ الاسلام سیدی احمد نامقی جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ہَرات بھیجا گیا۔ جب یہ بزرگ ہَرات پہنچے تو لوگ ان کی عظیمُ الشّان کرامات دیکھ کر ان کے مُرید ومُعتقِد ہو گئے اور ان کا شُہرہ ہر طرف پھیل گیا۔

خواجہ مودود چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی اور اِرادہ کیا کہ حضرت احمد جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ملک سے نکال دیں۔ چنانچہ مُریدوں کا لشکر لے کر حرکت میں آئے حضرت شیخ الاسلام احمد جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھیوں کو اس بات کی اِطلاع ملی لیکن انہوں نے براہِ ادب حضرت کو نہ بتایا مگر حضرت خود ہی خوب جانتے تھے۔ ایک دن جب صبح کا کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! ابھی کچھ قاصِد آنے والے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قاصِد حاضر ہو گئے۔ حضرت والا نے انہیں کھانا کھلایا، پھر فرمایا: تم کہو گے یا میں بتاؤں کہ تم کس لئے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: آپ ہی فرمادیں۔ فرمایا: تمہیں خواجہ مودود نے بھیجا ہے کہ جا کر مجھے یہ کہہ دو کہ تم ہماری وِلایت میں کیوں آئے ہو، سیدھی طرح واپس جانا ہے تو چلے جاؤ ورنہ جس طرح چاہیں گے نکال دیں گے۔ قاصِدوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ ہاں خواجہ مودود نے یہی پیغام دے کر بھیجا تھا۔ حضرت احمد جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِس پر فرمایا: اگر وِلایت سے مُراد یہ دیہات ہیں تو یہ نہ اَوروں کی مِلک ہیں اور نہ خواجہ مودود کی اور اگر وِلایت سے مُراد یہ لوگ ہیں تو یہ لوگ سَنْجَر کے بادشاہ کی رعایا ہیں اس اعتبار سے تو بادشاہ شَیْخُ الشُّیوخ بنتا ہے اور اگر وِلایت سے

مُراد وہ ہے جو میں جانتا ہوں اور جسے اولیا جانتے ہیں تو کل ہم انہیں دکھا دیں گے کہ ولایت کا کام کیا اور کیسا ہوتا ہے۔

قاصِدوں کو یہ جواب دے کر بھیج دیا، پھر بارش شروع ہوگئی اور ایک دن رات مسلسل برستی رہی، دوسرے دن صبح کے وقت حضرت احمد جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: گھوڑے تیار کرو تا کہ خواجہ مودود کی طرف چلیں۔ ساتھیوں نے عرض کی: حُضور ندی میں پانی بہت آ گیا ہے۔ اس حالت میں کوئی مَلّاح بھی کشتی نہیں لے جا سکتا۔ آپ نے فرمایا: کچھ مشکل نہیں، آج ہم مَلّاحی کریں گے۔ جب سوار ہو کر جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہتھیار لے کر موجود ہے۔ دریافت فرمایا: یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ عرض کی گئی: ان کو معلوم ہوا کہ آپ کے مقابلے کے لئے کوئی جماعت آئی ہے، چونکہ یہ آپ کے مرید اور محبت کرنے والے ہیں اس لئے آپ کے ساتھ چلنے کے لئے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں واپس کر دو، تیر تلوار بادشاہِ سَنْجَر کے ہتھیار رہیں، اولیا کے ہتھیار تو اور ہی ہوتے ہیں۔

الغرض چند خُدّام کو لے کر ندی کے کنارے پہنچے، پانی خوب چڑھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: ہم نے کہا تھا کہ مَلّاحی ہم کریں گے۔ یہ کہہ کر معرفتِ الٰہی کے بارے میں کلام کرنا شُروع کیا، لوگ سُن کر آپے سے باہر ہو گئے، آپ نے فرمایا:

آنکھیں بند کرلو اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر چلو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، جس نے جلدی آنکھ کھولی اس کا جوتا پانی سے تر ہو گیا اور جس نے دیر سے آنکھ کھولی اس کا جوتا بھی خشک رہا اور سب نے اپنے آپ کو دریا کے پار پایا۔

خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قاصِدوں نے جب یہ معاملہ دیکھا فوراً جا کر صاحبزادہ صاحب کو اطلاع دی مگر کسی کو یقین نہ آیا، صاحبزادہ صاحب دو ہزار مُسلّح مُریدوں کے ساتھ سامنے آ گئے لیکن جیسے ہی حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نظر سے نظر ٹکرائی فوراً بے اختیار ہو کر گھوڑے سے اتر کر حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی قدم بوسی کرنے لگے، حضرت نے ان کی پیٹھ تھپتھپا کر ارشاد فرمایا: وِلایت کا کام دیکھا؟ تم نہیں جانتے کہ اللّٰہ والوں کی وِلایت فوج اور اسلحے سے نہیں ہوتی۔ جاؤ سوار ہو جاؤ! ابھی تم بچے ہو، تمہیں نہیں معلوم کہ تم کیا کرتے ہو۔ پھر جب بستی میں آئے تو حضرت احمد جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک محلّے میں ٹھہرے اور صاحبزادہ خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دوسرے محلّے میں۔ دوسرے دن صاحبزادے کے مُریدوں نے کہا: ہم تو احمد جامی کو ملک سے نکالنے آئے تھے اور آج ان کے ساتھ ایک ہی بستی میں ٹھہرے ہوئے ہیں، کوئی طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔ حضرت خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ صبح ان کی

خدمت میں حاضر ہو کر واپسی کی اجازت لے لیں، ان کا کام ہماری طاقت میں نہیں۔ مُریدوں نے کہا: درست رائے یہ ہے کہ ایک جاسوس مقرر کرلیں جب ان کے دوپہر کے آرام کا وقت آئے اور لوگ ان کے پاس سے چلے جائیں اور وہ تنہا ہوں اس وقت ہماری ایک جماعت کے لوگ آپ کے ساتھ ان کے پاس جائیں اور سماع شُروع کریں اور وجد کی صورت بنائیں، اسی حالت میں ان پر حملہ کر کے کام تمام کر دیں۔ حضرت خواجہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ ٹھیک نہیں، وہ ولی ہیں، صاحبِ کرامات ہیں۔

جب دوپہر کو حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے آرام کا وقت ہوا خادم نے چاہا کہ بچھونا بچھائے، فرمایا: تھوڑی دیر ٹھہرو، کچھ کام ہے۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، خادم نے دروازہ کھولا تو حضرت خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ سلام کے بعد سماع شروع ہوا، ساتھیوں نے نعرے لگانا شروع کئے، انہوں نے چاہا کہ اپنا فاسد ارادہ پورا کریں کہ اچانک حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا: اے سہل! تو کہاں ہے؟ ارے اے سہل! تو کہاں ہے؟ سہل نام کے یہ بزرگ شہرِ سَرَخَس کے رہنے والے تھے، حضرت کے آواز دیتے ہی فوراً حاضر ہوئے اور ان فَسادِیوں پر ایک نعرہ مارا سب اپنی جوتیاں پگڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صرف خواجہ مودود چشتی رَحْمَۃُ اللہِ

تَعَالٰی عَلَیْہ باقی رہ گئے۔نہایت شرمندگی سے کھڑے ہوئے اور ننگے سر ہو کر مُعافی مانگی اور عرض کی حضور آپ جانتے ہیں کہ فَساد میں میری مرضی نہ تھی، فرمایا: تم سچ کہتے ہو مگر تم ساتھ کیوں آئے؟ عرض کی: میں نے بُرا کیا، مجھے مُعاف فرما دیں۔ فرمایا: میں نے مُعاف کیا، اب ان لوگوں کو بلاؤ اور دو خدمتگار مقرر کرو اور تین دن ٹھہرو۔حضرت خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حاضر ہو کر عرض کی: جو آپ کا حکم تھا وہ میں نے پورا کر دیا اب مزید کیا فرمان ہے۔فرمایا: مصلّٰی ایک طرف رکھو اور پہلے جا کر علم پڑھو کہ بے علم زاہد شیطان کا مَسْخَرہ ہے۔

خواجہ نے عرض کی: میں نے قَبول کیا اور کیا فرمان ہے؟ فرمایا: جب علم حاصل کرنے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنا روحانی خاندان زندہ کرو۔تمہارے آباؤ اجداد اولیا و صاحبِ کرامات تھے۔خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: حضرت آپ مجھے اپنے آباؤ اجداد کا سلسلہ زندہ کرنے کا فرماتے ہیں تو پہلے تبرکاً مجھے مَسند پر بٹھا دیں۔فرمایا: آگے آؤ! یہ آگے آئے، حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنی مَسند کے کنارے پر بٹھایا اور فرمایا: تمہیں مسند پر بٹھاتا ہوں بشرطیکہ تم عالم بنو۔یہ تین مرتبہ فرمایا، حضرت خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تین دن اور حاضر رہے فیض و برکات لئے نوازشیں حاصل کیں، پھر علم حاصل کرنے بلخ و بُخارا تشریف

لے گئے، چار سال میں علوم میں کامل ماہر ہو گئے، ہر شہر میں حضرت خواجہ مودود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کرامات ظاہر ہوئیں، پھر علاقہ چِشت میں پہنچے اور مُریدوں کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ مختلف جگہوں سے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے اور حضرت کی برکتوں سے معرفت کی دولت اور ولایت کا مرتبہ حاصل کیا۔ [1]

وقتِ نزع پیرِ کامل کی مدد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ رہبری کے لیے خود کامل ہونا اور کسی کامل پیر کی بارگاہ میں حاضر ہونا لازم ہے کیونکہ کوئی بھی ان کاملین کی مدد کے بغیر منزلِ مقصود تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ،

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نزع کا جب وقت آیا، شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس (مرنے والے) کا اِیمان سلب ہو جائے، (یعنی چھین لیا جائے) اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ اُس نے اِن سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مُناظروں مُباحثوں میں گزاری، خدا کو بھی پہچانا؟ آپ نے فرمایا: بیشک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر کیا دلیل؟ آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی، وہ خبیث **مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت** (یعنی فرشتوں کا استاد) رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل توڑ دی۔

---

[1] .....فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۵۸ ملتقطاً

اُنہوں نے دوسری دلیل قائم کی اُس نے وہ بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں۔ اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس۔ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہیں دُور دراز مقام پر وُضو فرما رہے تھے، وہاں سے آپ نے آواز دی: **"کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا"** ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

گر دلیلے خواہی ازوے رو متاب

یعنی طلوعِ آفتاب، آفتاب ہی کی دلیل ہے، اگر دلیل چاہے تو اس سے منہ نہ پھیر۔[1]

پیرِ کامل کی ضرورت و اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ کسی کا علم میں یکتائے زمانہ ہونا بھی اس کے ایمان پر خاتمے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ البتہ! کسی پیرِ کامل کے دامن سے وابستہ ہونے سے یہ امید ضرور کی جاسکتی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پیرِ کامل کے صدقے اس کے مُریدوں کو بُرے خاتمے سے محفوظ فرمالے کیونکہ پیر کی باطنی توجہ نہ صرف شیطانی وسوسوں کو دور کرتی ہے بلکہ ایمان کی حفاظت کا بھی ایک مضبوط ذریعہ ہے۔ چنانچہ،

---

[1] .....ملفوظات، ص ۴۹۳

حجۃُ الاسلام امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی پیر و مُرشد کی اہمیت وضَرورت کے حوالے سے اپنے رسالے **ایھا الولد** میں فرماتے ہیں کہ سالک کو رہنمائی اور تربیّت کرنے والے ایک شیخ (یعنی مرشدِ کامل) کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ اپنی خُصوصی تربیت سے مُرید کے بُرے اَخلاق کو جڑ سے ختم کر دے اور ان کی جگہ اچھے اَخلاق کا بیج بَودے ۞ تربیت کی مثال بالکل اس طرح ہے جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس اور جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے تا کہ فصل کی ہریالی اور نشوونما میں کمی نہ آئے ۞ اسی طرح راہِ حق کے سالک کے لئے ایک ایسے مرشِد کامل کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے جو اس کی اَحسن طریقے سے تربیت کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرے ۞ ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ نے انبیا و رُسُل عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اس لئے مَبعُوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا راستہ بتائیں مگر جب آخری رسول، حضور خاتم النبیین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس جہان سے پردہ فرما گئے (اور نُبُوَّت و رسالت کا سلسلہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ختم ہوا) تو اس مَنصبِ جَلیل کو خلفائے راشدین عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بطورِ نائب سنبھال لیا اور لوگوں کو راہِ حق پر لانے کی سعی و کوشش فرماتے رہے۔ [1]

---

[1]……مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، ایھا الولد، ص ۲۶۱

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خلفائے راشدین و دیگر کثیر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان دین اسلام کی اِشاعت کے لیے مَصروفِ عمل رہے، انہوں نے باقاعدہ سلسلہ درس و تدریس شُروع کیا، بے شُمار تِشنگانِ عُلوم دینیہ اپنی علمی پیاس بجھانے دور دراز سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ چنانچہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فیض حاصل کرنے والوں کو **تابعین عظام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب مُرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اسلامی سلطنت کی حُدود میں وُسعت آتی گئی تو اُمّت کے اَفکار میں اِفتراق و اِنتشار کی کیفیات بھی وسیع تر ہونے لگیں، ان حالات میں دنیاوی نعمتوں پر اُخروی نعمتوں کو ترجیح دینے والے اور پیارے آقا کی دُکھیاری اُمّت کی اصلاح کا جذبہ رکھنے والے ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن نے آگے بڑھ کر اُمّت کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دیا اور عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کو اچھا سمجھنے کے بجائے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں بھری سادہ زندگی کے اِتّباع کی پیروی پر زور دیا۔ انہوں نے خالص علمی و عملی حیثیت سے دین اسلام کی ترویج کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور لوگوں کو سچا مسلمان بنانے کے لیے ان کی ظاہری و معنوی حیثیت سے مدنی تربیت فرمانا شروع کر دی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ ان بُزُرگانِ دین و اولیائے کاملین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن کے رُوحانی تَصَرُّ فات اور باطنی فُیُوض و بَرَکات کے باعث ہر دور میں حق کی شمع فَروزاں رہی اور ایسے اَہلِ نظر پیدا ہوتے رہے جو نامُساعِد حالات کے باوُ جود باطِل کے خلاف برسرِ پیکار رہے اور شَرِیعَت وطریقت کی روشنی میں لوگوں کے ظاہِر و باطِن کی اِصلاح کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ ایمان کی حفاظت کی مَدَنی سوچ بھی عطا فرماتے رہے کیونکہ مسلمان کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، مگر فی زمانہ ایمان کو جس قدر خَطَرات لاحِق ہیں اس کو ہر ذی شُعور مَحسوس کر سکتا ہے۔ چنانچہ حفاظتِ ایمان کے لیے کسی ایسے کامل پیر و مرشد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو نہ صرف اپنے مُریدوں پر بادل کی طرح سایہ فگن رہے بلکہ ان پر آنے والی ہر آفت و مصیبت کے وقت ڈھال بھی بن جائے۔ مگر افسوس صد افسوس! آج کل علم دین سے نابلد ہونے یا فکر آخرت پیش نظر نہ ہونے کے سبب بعض ناعاقِبت اندیشوں نے پیری مُریدی کو حُصولِ دنیا کا ذریعہ بنا لیا ہے اور موجودہ دور میں کسی کامل پیر کو تلاش کرنے کی سوچ تو کجا اس کے متعلق معلومات بھی مثل عَنقا[1] ہیں۔

---

[1].....عنقا کے متعلق مختلف اقوال ہیں، یہ ایک فرضی افسانوی پرندہ ہے جس کے متعلق فلاسفہ کا خیال ہے کہ اسکے دو بازو اور چار پاؤں ہیں اور اسکے باز و مشرق و مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں، ایسے پرندے کا پایا جانا ممکن تو ہے لیکن پایا نہیں جاتا۔ (نصاب المنطق، ص ۴۱)

پس آیئے! یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ پیر و مُرشِد کون ہوتا ہے؟ اس میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟ اور کیا دورِ حاضر میں ایسے اوصاف کی حامل کوئی شخصیت موجود ہے جس کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر ہم حفاظتِ ایمان کا نسخۂ کیمیا پا سکیں۔

شیخ کی تعریف

حضرت سیِّدُنا عبدالغنی نابلسی حنفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی حدیقہ ندیہ میں شیخ یعنی پیر و مرشد کی تعریف کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ شیخ سے مراد وہ بزرگ ہے جس سے اس کے بیان کردہ احکامِ شرع کی پیروی پر عہد کیا جائے اور وہ اپنے اقوال و افعال کے ذریعے مریدوں کے حالات اور ظاہری تقاضوں کے مطابق ان کی تربیت کرے اور اس کا دل ہمیشہ مراتبِ کمال کی طرف متوجہ رہے۔[1]

پیر و مرشد کا مرتبہ

حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنی شہرۂ آفاق کتاب **کشف المحجوب** میں اور حضرت سیدنا علامہ علی قاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی **مرقاۃ المفاتیح** میں نقل فرماتے ہیں کہ **اَلشَّیْخُ فِی قَومِہٖ کَالنَّبِیِّ فی**

---

[1] ……الحدیقۃ الندیۃ، الباب الاول، فمرجع الاحکام وشبتھا الکتاب والسنۃ۔ الخ، ج ۱، ص ۱۵۹

اُمَّتِہ یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی اُمّت میں۔ [1]

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں امام جلالُ الدّین سیوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حوالے سے مذکورہ حدیث پاک ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں شیخ سے مُراد ہادیانِ راہِ خدا ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ کی جانب ہدایت دینے والے ہیں اور قرآنِ کریم میں ایسے لوگوں کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (پ۵، النساء: ۵۹)

یہاں اولی الامر سے مُراد علمائے شریعت وطریقت دونوں ہیں۔ [2]

پیری مُریدی کا ثبوت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] .....مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، باب آداب التلاوۃ، تحت الحدیث: ۲۱۹۷، ج۴، ص۲۹۶

کشف المحجوب، باب لبس المرقعات، ص۵۲

[2] .....فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص۴۸۳

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۱)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **نورُ العِرفان** میں اس آیتِ مبارَکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے شَرِیعت میں تقلید کرکے اور طریقت میں بیعت کرکے تاکہ حَشْر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح اِمام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔

مرید ہونے کا مقصد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پیر اُمورِ آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی رہنمائی اور باطنی توجّہ کی بَرَکت سے مُرید **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی والے کاموں سے بچے اور رِضائے رَبُّ الانام کے مَدَنی کاموں کے مطابق اپنے شب و روز گزار سکے۔

فی زمانہ حالات

موجودہ زمانے میں بیشتر لوگوں نے پیری مُریدی جیسے اَہم منصب کو حُصولِ دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ بیشمار بدعقیدہ اور گمراہ لوگ بھی تَصَوُّف کا ظاہری لَبادہ

اوڑھ کر لوگوں کو گمراہ اور ان کے دین و ایمان کو برباد کر رہے ہیں۔ انہی غلط کار لوگوں کو بنیاد بنا کر پیری مُریدی کے مخالفین اس پاکیزہ رشتے سے لوگوں کو بدگمان کر رہے ہیں۔ دورِ حاضر میں چونکہ کامل و ناقص پیر کا امتیاز انتہائی مشکل ہے۔ لہٰذا مُرید ہوتے وقت سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولانا شاہ اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اور حجۃُ الاسلام امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے پیر و مُرشد کی جن شرائط واَوصاف کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے اور مُرشدِ کامل کی پہچان کا جو طریقہ ارشاد فرما کر اُمّت کو صحیح رَہنمائی عطا کی ہے اُسے پیشِ نظر رکھنا ضَروری ہے۔

مرشدِ کامل کیلئے چار شرائط

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: شیخِ اِتّصال یعنی جس کے ہاتھ پر بَیْعَت کرنے سے انسان کا سلسلہ حُضور پُرنور، سیّدِ المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک مُتَّصِل ہو جائے، اس کیلئے چار شرطیں ہیں: (۱) شیخ کا سلسلہ **بِاتّصالِ صحیح** (یعنی دُرُست واسطوں کیساتھ) حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچا ہو۔ (۲) شیخ سُنّی العقیدہ ہو۔ (۳) عالم ہو۔ (۴) فاسِق مُعْلِن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔ [1]

---

[1]……فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۰۶، ۵۰۵

مرشدِ کامل کے 26 اوصاف

حُجَّۃُ الاِسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی **کامل مرشد کے اوصاف** یوں بیان فرماتے ہیں کہ شیخ (پیرومرشد) کے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نائب ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ عالم ہو لیکن ہر عالم بھی مُرشِدِ کامل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ہم یہاں اِجمالی طور پر مُرشد کامل کی بعض علامات بیان کرتے ہیں تاکہ ہر شخص مرشِد ورَہبر بننے کا دعویٰ نہ کرسکے۔

﴿1﴾.....**پیرکامل** وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزّت ومرتبے کی چاہت نہ ہو ﴿2﴾.....وہ ایسے مرشدِ کامل سے بیعت ہو جو نورِ بَصیرت سے مالا مال ہو ﴿3﴾.....اس کا سلسلہ **رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک مُتّصِل ہو ﴿4﴾.....نیک اَعمال بجالانے والا ہو ﴿5﴾.....ریاضتِ نفس کا عادی ہو ﴿6﴾.....کم کھانے ﴿7﴾.....کم سونے ﴿8﴾.....کم بولنے ﴿9﴾..... کثرتِ نوافل ﴿10﴾..... زیادہ روزے رکھنے اور ﴿11﴾.....خوب صدقہ وخیرات کرنے جیسے نیک اَعمال کرنے والا ہو ﴿12﴾.....نیز وہ **پیرکامل** اپنے شیخ کی کامل اِتباع کے سبب صبر ﴿13﴾.....نماز ﴿14﴾.....شکر ﴿15﴾.....تَوَکُّل ﴿16﴾.....یقین ﴿17﴾.....سخاوت ﴿18﴾.....قَناعت ﴿19﴾.....طمانیت نفس

﴿20﴾.....حِلم ﴿21﴾.....تواضع ﴿22﴾.....علم ﴿23﴾.....صدق ﴿24﴾.....وفا ﴿25﴾.....حیااور ﴿۲۶﴾.....وقار وسکون جیسے پسندیدہ اَوصاف کا پیکر ہو۔

پس جو **پیرِ کامل** ان اَوصاف سے متصف ہو وہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انوارِ مبارکہ میں سے ایک نور بن جاتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسکی اِقتدا کی جائے۔ ایسے **پیر و مرشد** کا ملنا بہت ہی مشکل ہے.....اور اگر (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور) خوش قسمتی وسعادت مندی ساتھ دے اور ان اَوصاف کے حامل **پیرِ کامل** تک رسائی ہو جائے اور وہ **پیرِ کامل** بھی اسے اپنے مُریدوں میں قَبول فرما لے.....تو اب اس مرید کے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے **پیرِ کامل** کا ظاہری اور باطنی ہر طرح سے اَدب واِحترام بجالائے۔ [1]

مرشدِ کامل کی تلاش

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خاص فضل وکرم ہے کہ وہ جسے چاہے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے **مَدَنی ماحول** عطا فرمادے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر دور میں اپنے پیارے مَحبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کی اصلاح کیلئے اپنے اَولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ضَرور پیدا فرماتا ہے جو اپنی مومنانہ حکمت وفِراست

---

[1].....مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، ایھا الولد، ص ۲۶۲

کے ذریعے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

سینکڑوں سال پہلے سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے پیر کے لیے جن اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ فی زمانہ یہ تمام اَوصاف شَیخ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذاتِ مبارکہ میں بَدَرجہ اَتَم پائے جاتے ہیں۔ جن کے تقویٰ و پرہیز گاری کی بَرَکات کی ایک مثال تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تَحریک دعوتِ اسلامی کا **مَدَنی ماحول** ہمارے سامنے ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نگاہِ ولایت اور حکمتوں بھری مَدَنی تربیت نے دنیا بھر میں لاکھوں مسلمانوں بالخُصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقِلاب برپا کر دیا اور اکثر غیر مسلموں کے اسلام قَبول کرنے کی اطلاعات بھی ملتی رہتی ہیں۔

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ شَرِیعَتِ مُطَہَّرہ اور طریقتِ مُنوّرہ کی وہ یادگارِ سَلَف شخصیت ہیں جو کہ کثیرُ الکرامت بُزُرگ ہونے کے ساتھ ساتھ عِلْماً وعَمَلاً، قَوْلاً وفِعلاً، ظاہِراً وباطِناً اَحکاماتِ الٰہیہ کی بجا آوَری اور سُنَنِ نَبَوِیَّہ کی پَیرَوی کرنے اور کروانے کی بھی روشن نظیر ہیں۔

امیرِ اہلسنّت جامع شرائط پیر

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے مرشد کامل کے لیے چار شرائط ذکر کی ہیں ان کی روشنی میں امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ کا جائزہ لینے سے روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ اپنے پیرومرشد کے بیان کردہ معیار پر پورا اترتے ہیں۔ چنانچہ،

مرشد کامل کی پہلی شرط

مرشِد کا سلسلہ **بِاتّصالِ صحیح** (یعنی دُرُست واسطوں کیساتھ) حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچا ہو۔

امیر اہلسنت اور پہلی شرط

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، قُطبِ مدینہ، شیخُ العرب والعجم حضرت سیدنا ضِیاءُ الدّین احمد مدنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے مُرید ہی نہیں بلکہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو قُطبِ مدینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدُالسّلام قادری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی سے خلافت بھی حاصل ہے اور یوں سلسلۂ قادریہ رضویہ میں چالیس واسطوں سے آپ کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِتّصال کا شَرف حاصل ہے۔

شجرہ عالیّہ قادریہ عطّاریہ

حضراتِ مشائخِ کرام سلسلہ مبارکہ قادِریہ رضویہ ضیائیہ

یاالٰہی رحم فرما مصطفٰے ① کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا ② کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا ③ کے واسطے

سیّد سجّاد ④ کے صدقے میں ساجِد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ ⑤ علم ہُدٰی کے واسطے

صدقِ صادِق ⑥ کا تَصَدُّق صادِقُ الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم ⑦ اور رضا ⑧ کے واسطے

بَہر معروف ⑨ و سری ⑩ معروف دے بیخودسَری
جُہدِ حق میں گن جُنید ⑪ باصَفا کے واسطے

بہر شبلی ⑫ شیرِ حق دنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحِد ⑬ بے رِیا کے واسطے

بُوالفَرَح ⑭ کا صدقہ کر غم کو فَرَح دے حُسن وسعد
بُو الحسن ⑮ اور بُوسعید ⑯ سعدِ زا کے واسطے

قادِری کر قادِری رکھ قادِریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدُالقادِرِ ⑰ قدرت نُما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُمْ رِزْقاً [1] سے دے رزقِ حَسن
بندۂ رزّاق تاجُ الاصفیا ⑱ کے واسطے

نصر اَبی صالح ⑲ کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی ⑳ جانفزا کے واسطے

طُورِ عِرفان و عُلُو و حمد و حسنیٰ و بَہا
دے علی ㉑ موسیٰ ㉒ حسن ㉓ احمد ㉔ بہا ㉕ کے واسطے

بہر ابراہیم ㉖ مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری ㉗ بادشہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا ㉘ مولیٰ جمال الاولیا ㉙ کے واسطے

دے محمد ㉚ کے لیے روزی کر احمد ㉛ کے لیے
خوانِ فضل اللّٰہ ㉜ سے حصہ گدا کے واسطے

دِین و دنیا کے مجھے بَرَکات دے بَرَکات سے
عشقِ حق دے عشقی ㉝ عِشْقِ اِنتِمَا [2] کے واسطے

---

[1] ……یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے اُنہیں اچھی روزی عطا فرمائی۔
[2] ……یعنی عشق کی نسبت رکھنے والے۔

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد ㉞ کے لیے
کر شہید عشق ، حمزہ ㉟ پیشوا کے واسطے
دِل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نُور کر
اَچھّے ㊱ پیارے شمس دیں بدرُ العُلٰی کے واسطے
دو جہاں میں خادِمِ آلِ رسولُ اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ ㊲ مقتدا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا ㊳ کے واسطے
پر ضیا کر میرا چہرہ حشر میں اے کبریا
شہ ضیاء الدین ㊴ پیر باصفا کے واسطے
اَحِینَا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا سَلَامٌ بِالسَّلَامِ ①
قادِری عبدالسلام ㊵ عبد رضا کے واسطے
عشقِ احمد میں عطا کر چشمِ تر سوزِ جگر
یاخدا اِلیاس ㊶ کو احمد رضا کے واسطے
صدقہ اِن اَعیاں کا دے چھ عین عز، علم وعمل
عفو وعرفاں عافیت اِس بے نَوا کے واسطے

---

①.....یعنی ہمیں دین ودُنیا میں سلامتی عطا فرما۔

دیگر سلاسل

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کو دُنیائے اسلام کے اور بھی کئی اَکابر عُلما و مَشائخ دَامَتْ فُیُوضُھم سے خلافت حاصل ہے، مثلاً شارِحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی وقارُ الدّین قادری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اور جانشینِ قُطبِ مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اشرفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی آپ کو اپنی خلافت اور حاصل شدہ اَسانید و اِجازات سے نوازا ہے۔

پہلی شرط کی وضاحت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 276 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**آدابِ مرشدِ کامل**'' **صَفْحَہ** 14 پر ہے کہ مرشِد کا سلسلہ **بِاتّصالِ صحیح** (یعنی دُرُست واسطوں کیساتھ) حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچا ہو۔ بیچ میں مُنقَطع (یعنی جُدا) نہ ہو کہ مُنقَطع کے ذریعہ اِتّصال ناممکن ہے۔

۞.....بعض لوگ بِلا بَیْعَت (یعنی بِغیر مرید ہوئے)، مَحض بَزُعمِ وراثت (یعنی وارث ہونے کے گمان میں) اپنے باپ دادا کے سَجّادے پر بیٹھ جاتے ہیں۔

۞..... یا بَیْعَت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بِلا اِذْن (بغیر اجازت) مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

۞..... یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قَطْع کر دیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ برائے ہَوَس اس میں اِذْن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

۞..... یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا۔ مگر بیچ میں ایسا کوئی شخص واقع ہوا جو بوجہ اِنتِفائے بعض شرائط قابلِ بیعَت نہ تھا۔ اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں مُنْقَطِع (یعنی جُدا) ہے۔

ان تمام صورتوں میں اس بَیْعَت سے ہرگز اِتّصال حاصل نہ ہوگا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سلسلہ کے مُنْقَطِع ومُتّصِل ہونے کے اعتبار سے مذکورہ چاروں صورتوں کے تناظر میں **شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ نہ تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بِلا بَیْعَت (یعنی بغیر مرید ہوئے) مَحض بِزُعمِ وراثت (یعنی وارث ہونے کے گمان میں) اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین ہیں اور نہ ہی آپ نے بِلا اِذْن (بغیر اجازت) مرید کرنا شروع کیا ہے۔ نیز آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں وہ درمیان میں کہیں منقطع نہیں بلکہ آپ کے سلسلہ قادریہ رضویہ ضیائیہ عطاریہ کا فیض

---

[1]..... آداب مرشد کامل، ص ۱۴

تو دنیا بھر میں جاری وساری ہے۔

امیرِ اہلسنت کا سلسلہ بیعت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالہ "سیّدی قُطبِ مدینہ" میں سلسلہ قادریہ رضویہ میں مرید ہونے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ (**رَاقِمُ الْحُرُوف**) بچپن ہی سے **اِمامِ اَھْلِسُنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البَرَکَت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شَمْعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، امامِ عشق ومحبّت** حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سے مُتعارِف ہو چکا تھا، پھر جُوں جُوں شُعُور آتا گیا، اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی **مَحَبَّت** دل میں گھر کرتی چلی گئی۔ میں **بِلا خوفِ لَومَۃِ لائِم** (یعنی مَلامت کرنیوالے کی ملامت سے ڈرے بغیر) کہتا ہوں کہ ربُّ العلی عَزَّوَجَلَّ کی پہچان میٹھے میٹھے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذَرِیعے ہوئی تو مجھے میٹھے میٹھے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پہچان امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سبب نصیب ہوئی۔ مجھے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سلسلے میں داخِل ہونے کا

شوق پیدا ہوا تو ایک ہی ہستی مرکزِ توجُّہ بنی، گو مَشائخِ اہلسنّت کی کمی تھی نہ ہے، مگر ''پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔'' اِس مقدّس ہستی کا دامن تھام کر ایک ہی واسِطے سے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نسبت ہو جانی تھی اور اُس ہستی میں ایک کشِش یہ بھی تھی کہ اُس پر براہِ راست گنبدِ خضرا کا سایہ پڑ رہا تھا۔

اُس مقدس ہستی سے میری مُراد حضرت شیخُ الفضیلت، آفتابِ رضویت، ضیاءُ الملّت، مُقتدائے اہلسنّت، مُرید وخلیفۂ اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخُ العربِ وَ الْعَجَم، میزبانِ مہمانانِ مدینہ، قطبِ مدینہ، حضرتِ علامہ مولیٰنا ضیاءُ الدّین احمد مَدَنی قادری رضوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی ذاتِ گرامی ہے۔ میں نے عزمِ مصمم (مُ۔صَمْ۔مَمْ) کر لیا کہ اب کسی نہ کسی طرح مجھے ان کا مرید بننا ہے، چُنانچِہ میں نے غالباً ۱۳۹۶ھ (یعنی 1976ء) میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کا پتا حاصل کیا۔ پتا حاصل کرنے کے بعد اپنے ایک کرم فرما مرحوم محمد آدم برکاتی صاحِب کو بتایا کہ میں نے حضرتِ سیِّدی قطبِ مدینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بذریعۂ ڈاک بیعت (بَے۔عَت) کرنے کا تہیَّہ کیا ہے۔ مرحوم آدم بھائی نے کہا: تم کراچی میں رہتے ہو اور وہ مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں۔ تم نے ابھی تک انہیں دیکھا تک نہیں ہے، آخر تصوُّرِ شیخ

کس طرح کرو گے؟ میں نے کہا: اس میں کون سی بڑی بات ہے اگر پیر کامل ہو تو خواب کے ذَرِیعے بھی یہ مسئلہ حل کرسکتا ہے ظاہِری دُوری فیوض و بَرَکات میں رُکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اُسی رات (یعنی ربیعُ النّور شریف کی دسویں شب) جب سویا تو سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لیکر جاگ اٹھی اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سچ مچ میرے ہونے والے پیر و مُرشِد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میرے خواب میں تشریف لے آئے اور اتنی دیر تک جلوہ افروز رہے کہ ان کا نقشہ میرے ذِہن میں اچّھی طرح محفوظ ہو گیا اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آج بھی محفوظ ہے۔ میں نے خوشی خوشی حضرتِ سیِّدی قطبِ مدینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلیفۂ مجاز پیرِ طریقت حضرت الحاج علّامہ مولیٰنا حافِظ قاری **محمد مُصلحُ الدین** صدّیقی القادری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی خدمت میں حاضِر ہو کر اپنا خواب سنایا۔ انہوں نے مجھ سے حضرتِ سیِّدی قطبِ مدینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا حُلیہ دریافت کیا، میں نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا۔ اُنہوں نے اس کی تصدیق فرمائی کیوں کہ قبلہ قاری صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بارہا مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حضرتِ سیِّدی قطبِ مدینہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضِری دے چکے تھے۔ پھر قاری صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی سے بسلسلۂ بیعت عریضہ لکھوا

کر کراچی سے مدینۂ طیّبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا روانہ کیا۔ جواب نہ ملا۔ چند بار اسی طرح عریضے بھیجے مگر جواب ندارد۔ میں بھی ہمّت ہارنے والا نہیں تھا۔ آخر کار ایک سال اور پانچ روز گزرنے کے بعد پھر قسمت چمکی، رات خواب میں زیارت ہوئی۔ میں حیران تھا کہ مُرید بھی نہیں بناتے، توجُّہ بھی نہیں ہٹاتے آخر مُعاملہ کیا ہے؟ مجھے کیا معلوم تھا کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں۔ رات کو زیارت کی پھر دن آیا اور مغرِب کی نَماز کے بعد پتا چلا کہ مدینۂ پاک زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی مشکبار فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا مُرشدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہِ عِطر بیز و عنبر خیز سے قَبولیّت کا مُژدۂ جانفزا آپہنچا ہے۔ **اَلحمدُ للّٰہِ علٰی اِحسانِہٖ۔**

پھر جب ۱۴۰۰ھ میں مُقدّر نے یاوَری کی، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرمایا تو جدّہ شریف کے ایئر پورٹ پر اتر کر مُحسن و کرم فرما اور اپنے پیر بھائی ساکنِ مدینہ الحاج صوفی محمد اقبال قادِری رضوی ضیائی سَلَّمَہُ الْبَارِی کی کار میں بیٹھ کر سیدھا مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوا۔ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد مُرشِدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضِر ہوا، جب بے تاب نگاہیں مُرشِدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چہرۂ زیبا پر پڑیں تو دل کو گواہی دینی پڑی کہ یہ تو وُہی نورانی چہرہ ہے جسے

بابُ المدینہ کراچی میں خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ

تصوُّر جماؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نُما ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کم وبیش دو ماہ مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضِری کی سعادت حاصِل رہی، اِس دوران تقریباً روزانہ آستانۂ عالِیہ پر ہونے والی محفلِ نعت میں حاضِری دیتا رہا۔ بارہا شام کو بھی آستانۂ مُرشِدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر حاضِری نصیب ہوتی رہی۔ جب مدینۂ طیِّبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے رخصت کی جاں سوز گھڑی آئی تو سر پر کوہِ غم ٹوٹ پڑا، بارگاہِ رسالت میں سلامِ رخصت عرض کرنے کے لئے چلا تو عجیب حالت تھی، محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گلی کے درودیوار اور برگ و بار چومتا ہوا بڑھا چلا جارہا تھا۔ اِسی دوران محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گلی کے ایک خار (یعنی کانٹے) نے آنکھ کے پپوٹے پر پیار سے چٹکی بھر لی جس سے ہلکا سا خون اُبھر آیا۔

یہ زخم ہے طیبہ کا یہ سب کو نہیں ملتا
کوشش نہ کرے کوئی اِس زخم کو سینے کی

بَہَر حال مواجَہہ شریف پر حاضِر ہوکر سلام عرض کرکے روتا ہوا مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے باہَر نکلا اور گرتا پڑتا مُرشِد کے آستانۂ عالیہ

پر حاضِر ہوا اور مُضطرِ بانہ سر مُرشِد کے زانو پر رکھ دیا اور روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مُرشِدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انتہائی **مَحَبَّت** کے ساتھ سر پر دستِ شفقت پھیر کر بٹھایا اور ارشاد فرمایا: ''بیٹا تم مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے جانہیں، آرہے ہو۔'' اُس وَقت مجھے اپنے ولیٔ کامل پیر و مُرشِد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اِس جملے کے معنٰی سمجھ میں نہیں آئے کیونکہ بظاہِر میں جا رہا تھا اور مُرشِد فرما رہے تھے: ''تم جانہیں، آرہے ہو۔'' لیکن اب اچّھی طرح اِس جملے کے سربَستہ راز کو سمجھ چکا ہوں کیوں کہ یہ مُرشِد کی کرامت تھی اور میرا حسنِ ظن ہے کہ مُرشِد میرا مستقبل دیکھ چکے تھے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل مُرشِد کے صدقے مدینۂ پاک زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی اتنی بار حاضِری نصیب ہوئی ہے کہ مجھے یاد بھی نہیں کہ میں نے کتنی بار سفرِ مدینہ کیا ہے! یہ سب کرم کی بات ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کرے مُرشِد کے صدقے اسی طرح مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں آنا جانا رہے اور آخر کار جنّتُ الْبقیع میں مُرشِد کے قدموں میں مدفن نصیب ہو جائے۔

رہے ہر سال میرا آنا جانا یا رسولَ اللہ
بقیعِ پاک ہو آخر ٹھکانا یا رسولَ اللہ

مرشد کامل کی دوسری شرط

مرشد سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک۔ آج کل بَہُت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں نے کہ جو بَیْعَت کے سِرے سے مُنکِر و دشمنِ اَولیا ہیں، مَکّاری کے ساتھ پیری مُریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار! خبردار! احتیاط! احتیاط!۔

اَمیرِ اَہلِ سُنَّت اور دوسری شرط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر اہلسنت کے **سنی صحیح العقیدہ** ہونے کے متعلق جاننے سے پہلے یہ جاننا زیادہ ضروری ہے کہ **سنی صحیح العقیدہ** سے مُراد کون شخص ہے؟ چنانچہ،

سنی صحیح العقیدہ کون؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ **سنی صحیح العقیدہ** سے مُراد وہ شخص ہے جو ائمۂ ہدیٰ کو مانتا، تقلیدِ ائمہ ضروری جانتا، اولیائے کرام کا سچا مُعتقِد اور تمام عقائد میں راہِ حق پر مستقیم ہو۔ [1]

---

[1] .....فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۴۸۱

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! امیر اہلسنت کے سنی صحیح العقیدہ ہونے پر شارحِ بخاری فقیہ اعظم ہند، خلیفۂ مجاز صدر الشریعہ، سابق صدر شعبہ افتا و ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) حضرت سیدنا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے یہ تاثرات سند کی حیثیت رکھتے ہیں:

خلیفہ صدر الشریعہ کے تاثرات

دعوتِ اسلامی خالص سنی جماعت، صحیح العقیدہ لوگوں کی جماعت ہے، اس جماعت کے بانی جناب مولانا محمد الیاس صاحب مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی سے میں بار ہا مل چکا ہوں، وہ انتہائی خوش عقیدہ سنی، مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سختی سے پابند انسان ہیں اور وہ اپنے مخصوص طریقے سے اجتماعات کے ذریعے مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں، اس لیے تمام سنی مسلمانوں کو چاہیے کہ اس جماعت میں شریک ہوں، اس کا تعاون کریں، اس کے پروگرام پر عمل کریں۔

مولانا محمد الیاس صاحب اس زمانے میں فی سبیل اللہ بغیر مشاہرے اور نذرانے کی طرف طمع کے، خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا جوئی کے لیے اتنا عظیم الشان عالمگیر پیمانے پر کام کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں لاکھوں بدعقیدہ سنی صحیح العقیدہ ہو گئے اور لاکھوں

شریعت سے بیزار افراد شریعت کے پابند ہو گئے، بڑے بڑے لکھ پتی، کروڑ پتی گریجویٹ نے داڑھیاں رکھیں، عمامہ باندھنے لگے، پانچوں وقت باجماعت نماز پڑھنے لگے اور دینی باتوں سے دل چسپی لینے لگے، دوسرے لوگوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے لگے، کیا یہ کارنامہ اس لائق نہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قبول ہو۔

حضرت اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْد** میری امّت کے بگڑنے کے وقت جو میری سنت کا پابند ہوگا اس کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ [1]

جب امت کے بگڑنے کے وقت سنّت کی پابندی کرنے والے کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے تو جو بندۂ خدا سنّت کا پابند ہوتے ہوئے کروڑوں انسانوں کو ایک نہیں اکثر سنتوں کا پابند بنا دے، اس کا اجر کتنا ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے دعوتِ اسلامی کے فروغ اور ترقی کی کوشش کی جائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شارحِ بخاری، خلیفۂ مجاز صدر الشریعہ حضرت سیدنا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے یہ خیالات و تاثرات شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سنی صحیح العقیدہ ہونے کی بَیِّن

---

[1] .....مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الحدیث: ۱۷۶، ج ۱، ص ۸

دلیل ہیں۔ نیز آپ جس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی سنی صحیح العقیدہ ہے، آپ کے والدین کریمین متقی و پرہیز گار تھے۔ چنانچہ،

آپ کے والد محترم کی کرامت

امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ بُزُرگوار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سلسلہ عالیہ قادِریہ کے صاحبِ کرامت بُزُرگ تھے۔ سنہ 1979ء میں جب شَیخِ طریقت امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کولمبو تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں کو والد صاحب سے بَہُت متأثر پایا کیونکہ انہوں نے وہاں کی عالیشان حَنَفی میمن مسجد کے انتظامات سنبھالے تھے اور اس مسجد کی کافی خدمت بھی کی تھی۔ وہاں پر امام صاحب کی غیر حاضری میں نمازیں بھی پڑھا دیا کرتے تھے۔ کولمبو میں قیام کے دوران امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے خالو نے دورانِ گفتگو آپ کو بتایا کہ آپ کے والد صاحب بہت نیک آدمی تھے، غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بہت چاہنے والے اور قصیدہ غوثیہ کے عامل تھے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب کبھی چار پائی پر بیٹھ کر آپ کے والد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ قصیدہ غوثیہ پڑھتے تو ان کی چار پائی زمین سے بلند ہو جاتی تھی۔ (سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیرِ اہلسنت کا بچپن

امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک بار فرمایا کہ مجھے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ثنا خوانی سے ہوش سنبھالتے ہی لگاؤ ہو گیا تھا اور اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی عقیدت بھی دل میں بیٹھ چکی تھی۔ لہٰذا آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لکھے ہوئے کلام پڑھنا اور سُننا پسند کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں بادامی مسجد (بمبئی بازار بابُ المدینہ کراچی) میں شوق ہی شوق میں مائیک پر نعت پڑھنے کھڑا ہو گیا مگر ابھی صرف یہ شعر ہی پڑھ پایا تھا:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

یکا یک ایک بوڑھے شخص نے جھڑکتے ہوئے مجھے مائیک سے ہٹا دیا، شاید اس لئے کہ میں کم سن تھا اور آواز بھی خاص نہ تھی۔ میرا دل بہت دُکھا مگر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُلفت اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عقیدت نے سنبھال لیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو اس وقت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے لکھے ہوئے اس کلام کو پڑھنے سے تو

روک دیا گیا مگر لگتا یوں ہے کہ بارگاہِ رسالت میں کیا جانے والا یہ استغاثہ (یعنی مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے) ایسا مقبول ہوا کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قلب مبارَک کو وہ چمک عطا ہوئی جس نے لاکھوں زنگ آلود دلوں کے میل کو دور کر کے مَدَنی چمک سے اُجیالا کر دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیرِ اہلسنت کی امامِ اہلسنت سے محبت

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اہلسنّت کی شان بلکہ پہچان ہیں، ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونے والے ہر فرد کی طرح امیرِ اہلسنّت بھی عشقِ رسول سے سرشار ہیں، بلکہ آپ تو چہار سو چار دانگِ عالَم میں اعلیٰ حضرت کے نام کا ڈنکا بجانے والے اور آپ کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں۔ آپ جس محبت بھرے انداز میں اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ آپ کی تحریروں اور تقریروں میں اعلیٰ حضرت کا تذکرہ کچھ یوں ملتا ہے: **اِمامِ اَھْلِسُنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شَمْعِ رِسالت،**

مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، امامِ عشق و محبّت حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن۔ اور ایک مقام پر تو آپ فرماتے ہیں: **میں بِلا خوفِ لَومَۃِ لائِم** (یعنی مَلامت کرنیوالے کی ملامت سے ڈرے بغیر) کہتا ہوں کہ ربُّ العلی عَزَّوَجَلَّ کی پہچان میٹھے میٹھے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذَرِیعے ہوئی تو مجھے میٹھے میٹھے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پہچان امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سبب نصیب ہوئی۔

بدعقیدگی سے نفرت

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اعلیٰ حضرت کے وسیلے سے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کا جو اَبدی و سَرمَدی جام پیا، آپ نے اس کی لذّتوں سے دوسروں کو بھی خوب آشنا کیا کہ ان کے دامن سے وابستہ ہونے والے کسی اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر گمراہی و بدعقیدگی کا کوئی حَربہ کارگر ثابت نہیں ہوسکتا۔ آپ نے بدعقیدگی کے اس عِفْرِیت کو بوتل میں بند کرنے کے لیے رات دن ایک کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو بدمذہبوں اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبتِ بد سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے

اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 505 صَفحات پر مشتمل کتاب ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' **صَفْحَہ** 62 پر فرماتے ہیں: بُری صُحبت سے ہمیشہ دُور رہیں اور فقط عاشقانِ رسول ہی کی صُحبت اپنائیں۔ بدمذہبوں کی صُحبت ایمان کیلئے زہرِ قاتل ہے، ان سے دوستی اور تعلُّقات رکھنے کی احادیثِ مبارکہ میں مُمانَعت ہے۔ چُنانچِہ سلطانِ عَرَب، محبوبِ رب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اُس سے بکُشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اُس سے پیش آئے جس میں اُس کا دل خوش ہو، اس نے اس چیز کی تحقیر کی جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اُتاری۔ [1]

رسولِ نذیر، سِراجِ مُنیر، محبوبِ ربِّ قدیر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دِلپذیر ہے: ''جس نے کسی بدمذہب کی (تعظیم و) توقیر کی اُس نے دین کے ڈھا دینے پر مدد دی۔ [2]

میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت **فتاوٰی رضویہ شریف** جلد 21 صَفْحَہ 184 پر فرماتے ہیں: سُنّیوں کو غیر مذہب والوں سے اِختِلاط (میل جول) ناجائز ہے خُصُوصاً یُوں کہ وہ (بدمذہب) افسر ہوں (اور) یہ (سُنّی) ماتحت۔

---

[1] .....تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۶۲

[2] .....المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۷۷۲، ج ۵، ص ۱۱۸

قالَ اللّٰہُ تعالٰی: (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۷، الانعام ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بُھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: تم ان سے دُور رہو اور وہ تم سے دُور رہیں، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ [1]

بدمذہب کو استاد بنانا

بدمذہب سے دینی یا دنیاوی تعلیم لینے کی مُمانَعت کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صُحبت آگ ہے، ذی عِلم عاقِل بالِغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں۔ عمران بن حطان رقاشی کا قصّہ مشہور ہے، یہ تابِعین کے زمانہ میں ایک بڑا مُحدِّث تھا، خارِجی مذہب کی عورت (سے شادی کر کے اس) کی صُحبت میں (رہ کر) **مَعاذَ اللّٰہ** خود خارِجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ (اس سے شادی کر کے) اُسے سُنّی کرنا چاہتا ہے۔ (یہاں وہ نادان لوگ عبرت

---

[1] ……مسلم، مقدمہ، الحدیث: ۷، ص ۹

حاصِل کریں جو بڑے عمِ فاسِد خود کو بہُت "پکّا سُنّی" تصوُّر کرتے اور کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے مَسلک سے کوئی ہِلا نہیں سکتا، ہم بہُت ہی مضبوط ہیں!) میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت مزید فرماتے ہیں: جب صُحبت کی یہ حالت (کہ اتنا بڑا محدِّث گمراہ ہو گیا) تو (بدمذہب کو) اُستاد بنانا کس دَرَجہ بدتر ہے کہ اُستاد کا اثر بہُت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، تو غیر مذہب عورت (یا مرد) کی سپُردگی یا شاگردی میں اپنے بچّوں کو وُہی دے گا جو آپ (خود ہی) دین سے واسِطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچّوں کے بَددین ہوجانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ [1]

محفوظ خدا رکھنا سدا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بدمذہبی کی بُو

مزید صَفْحَہ 245 پر فرماتے ہیں کہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب، **ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت** (مکمّل) صَفحہ 302 پر ہے: حضرتِ عمرِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نمازِ مغرِب پڑھ کر مسجِد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: کون ہے

---

[1] .....فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۹۲

کہ مسافر کو کھانا دے؟ امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا: اسے ہمراہ لے آؤ۔ وہ آیا (تو) اسے کھانا منگا کر دیا۔ مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زَبان سے ایسا نکلا جس سے "بدمذہبی کی بُو" آتی تھی، فوراً کھانا سامنے سے اُٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔ [1]

فارِقِ حقّ و باطِل امامُ الھُدٰی
تیغِ مَسلُولِ شدّت پہ لاکھوں سلام

بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا کیسا؟

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمّل) صَفْحَہ 277 سے عرض، ارشاد کا اقتباس مُلاحظہ فرمائیے اور اپنی آخرت کی بہتری کی صورت بنائیے۔

عرض: اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں۔ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: (بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا) حرام ہے اور بدمذہب ہوجانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہرِ قاتل۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: **اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ** یعنی انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ

---

[1] .....کنز العمّال، الحدیث: ۲۹۳۸۴، ج ۱۰، ص ۱۱۷

ڈالیں۔[1] اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذّاب (یعنی بَہُت بڑے جھوٹے) پر اعتماد کرتا ہے، **اِنَّهَا اَكْذَبُ شَیْءٍ اِذَا حَلَفَتْ فَكَیْفَ اِذَا وَعَدَتْ** (نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے) صحیح حدیث میں فرمایا: جب دجّال نکلے گا، کچھ (افراد) اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مُستقیم (یعنی قائم) ہیں، ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا؟ وہاں جا کر وَیسے ہی ہوجائیں گے۔[2] حدیث میں ہے، نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اُس کا حَشر اسی کے ساتھ ہوگا۔[3]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ (پ۶، المائدہ: ۵۱) ترجمۂ کنزالایمان: تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوٌّ لَكَ وَعَدُوٌّ صَدِیْقِكَ وَصَدِیْقُ عَدُوِّكَ** یعنی دشمن تین ہیں: ایک تیرا دشمن، ایک

---

[1] ……مُسلِم، مقدّمہ، حدیث ۷، ص ۹

[2] ……ابوداود، الحدیث: ۴۳۱۹، ج ۴، ص ۱۵۷

[3] ……المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۵۰، ج ۵، ص ۱۹

تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔ [1]

مرشد کامل کی تیسری شرط

مرشِد عالم ہو۔

❁.....یعنی کم از کم اتنا عِلْم ضَروری ہے کہ بِلا کسی اِمداد کے اپنی ضَروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔ کُتب بینی (یعنی مطالَعہ کر کے) اور اَفواہِ رِجال سے (یعنی لوگوں سے سن سن کر) بھی عالم بن سکتا ہے۔ [2] سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے سَنَد یافتہ محض بے بہرہ (یعنی بے علم) ہوتے ہیں اور جنہوں نے (باقاعدہ) سَنَد نہ لی انکی شاگردی کی لِیاقَت (یعنی صلاحیت) بھی ان سَنَد یافتوں میں نہیں ہوتی، عِلْم ہونا چاہیے۔ [3] (مطلب یہ ہے کہ فارِغُ التحصیل ہونے کی سَنَد نہ شرط ہے نہ کافی۔ بس عِلْم ہونا چاہیے)

❁.....علمِ فِقْہ (یعنی اَحکامِ شریعت) اسکی اپنی ضَرورت کے قابل کافی ❁.....اور عقائدِ اَہلسنّت سے لازمی پورا واقف ہو ❁.....کُفْر و اسلام، گمراہی و ہدایت کے فرق کا خوب عارِف (یعنی جاننے والا) ہو۔ [4]

---

[1].....المختصر المحتاج الیہ للذہبی، ص ۱۲۵

[2].....ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۵۸

[3].....فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۸۳

[4].....فتاوی افریقہ، ص ۱۳۷

امیر اہلسنت اور تیسری شرط

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ میں مرشدِ کامل کی یہ تیسری شرط بھی موجود ہے۔ بہت سے عُلَمائے کرام دَامَتْ فُیُوضُھم آپ کے علمی کمالات کا اعتراف کرتے ہیں۔ آیئے امیرِ اہلسنت کی حیاتِ طیبہ سے حُصولِ علم دین کے مدنی پھول چنتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ نے علم دین کیسے حاصل کیا۔

امیر اہلسنت نے علمِ دین کیسے حاصل کیا؟

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حُصولِ علم کے ذرائع میں سے مطالعۂ کُتُب اور صحبتِ عُلما کے ذریعے کو اختیار فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے سب سے زیادہ اِستفادہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقارُ الدین قادِری رَضَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے کیا اور مسلسل 22 سال آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مفتیٔ اعظم پاکستان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان کی صحبت بابَرَکت سے مستفیض ہوتے رہے حتی کہ مفتی وقارالدین قادِری رَضَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو رَجَبُ الْمُرَجب 1404ھ بمطابق اپریل

1984ء سنہ میں اپنے گھر سمن آباد گلبرگ ٹاؤن باب المدینہ کراچی میں اپنی خلافت واجازت سے بھی نوازا۔ چنانچہ وقارُالفتاویٰ میں امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے متعلق یہ اظہارِ خیال فرمانے کے بعد کہ میں انہیں عرصہ ۲۲ سال سے جانتا ہوں، آپ فرماتے ہیں: وہ میرے خلیفہ بھی ہیں، ان کے سنّی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، پکّے سنّی ہیں، اعلیٰ حضرت کے شیدائی ہیں۔ ①

امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ خود اپنے متعلق دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کے مطبوعہ 52 صَفحات پر مشتمل رسالے، **"تذکرۂ صدرالشریعہ"** کے صَفحہ 2 پر لکھتے ہیں: تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے قیام سے بہت پہلے میرے عہدِ طُفُولیت (یعنی بچپن یا لڑکپن) کا واقعہ ہے۔ جب ہم بابُ المدینہ کے اندر گئو گلی، اولڈ ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے، محلّے میں بادامی مسجِد تھی جو کہ کافی آباد تھی، پیش اِمام صاحِب بَہُت پیارے عالم تھے، روزانہ نَمازِ عشا کے بعد نَماز کے دو ایک مسائل بیان فرمایا کرتے تھے (کاش! ہر امامِ مسجِد روزانہ کم ازکم کسی ایک نَماز کے بعد اسی طرح کیا کرے) جس سے کافی سیکھنے کو ملتا تھا۔ ایک دن میں اپنے بڑے بھائی جان (مرحوم) کے ساتھ غالِباً نَمازِ

---

① ……وقارالفتاوی، ج ۲، ص ۲۰۲

ظہر اِسی بادامی مسجِد میں ادا کر کے باہَر نکلا تھا، پیشِ امام صاحِب فارِغ ہو کر مسجِد کے باہَر تشریف لا چکے تھے۔ کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا ہوگا اِس پر انہوں نے کسی کو حکم فرمایا: بہارِ شریعت لے آؤ۔ چُنانچِہ ایک کتاب ان کے ہاتھوں میں دی گئی اُس پر جلی حُرُوف سے بہارِ شریعت لکھا تھا، سرِ وَرَق پر سورج کی کرنوں کے مُشابہ خوبصورت دھاریاں بنی ہوئی تھیں، امام صاحِب نے وَرَق گردانی شُروع کی، مجھے اُس وَقت خاص پڑھنا تو آتا نہیں تھا۔ جگہ جگہ جلی جلی حُرُوف میں لفظِ مسئلہ لکھا تھا، چُونکہ مسائل سُن کر بَہُت سُکون ملتا تھا اِس لئے میرے منہ میں پانی آ رہا تھا کہ کاش! یہ کتاب مجھے حاصِل ہو جاتی! لیکن نہ میں نے مذہبی کتابوں کی کوئی دکان دیکھی تھی نہ ہی یہ شُعُور تھا کہ یہ کتاب خریدی بھی جاسکتی ہے، خیر اگر مَول ملتی بھی تو میں کہاں سے خریدتا! اتنے پیسے کس کے پاس ہوتے تھے! بَہر حال بہارِ شریعت مجھے یاد رَہ گئی اور آخِر کار وہ دن بھی آ ہی گیا کہ اللہ رَبُّ الْعِزَّت کی رحمت سے میں بہارِ شریعت خریدنے کے قابل ہو گیا۔ اُن دنوں مکمَّل بہارِ شریعت (دو جلدوں میں) کا ہدِیَّہ پاکستانی 32 روپیہ تھا جبکہ بِغیر جِلد کی 28 روپیہ۔ چُنانچِہ میں نے مکمَّل بہارِ شریعت (غیر مُجلّد) 28 روپے میں خریدنے کی سعادت حاصِل کی۔ اُس وقت بہارِ شریعت کے 17 حصے تھے، البتَّہ اب

20 ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے بہارِ شریعت سے وہ فُیوض و بَرَکات حاصِل کئے کہ بیان سے باہَر ہیں، مجھے اس کتاب کی برکات سے معلومات کا وہ اَنمول خزانہ ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے گُن گا تا ہوں۔

یوں بہارِ شریعت سے جس ذوقِ مطالعہ کا آغاز اور شوق پیدا ہوا اب با قاعدہ ایک کتاب گھر (یعنی کتب خانہ) کی شکل اختیار کر چکا ہے، جس کی کتابوں میں رفتہ رفتہ اِضافہ ہوتا جا رہا ہے اور آج علمِ قرآن وحدیث، عقائد، فقہ اور تصوف کے درجنوں موضوعات پر سینکڑوں کتب ورسائل آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے کتاب گھر کی زینت ہیں جن میں ترجمۂ کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، فتاوٰی رضویہ شریف، بہارِ شریعت اور اِحیاء العلوم سرِ فہرست ہیں۔

دینی مسائل پر امیرِ اہلسنّت کا عُبور

شوقِ مطالعہ، غور وتفکر اور جیّد عُلَمائے کِرام سے تَحْقِیق وتَدْقِیق کی وجہ سے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو مسائلِ شَرعیہ کی کافی معلومات ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تحریر کردہ کُتُب مثلاً فیضانِ سنّت، نماز کے احکام، اسلامی بہنوں کی نماز، چندے کے بارے میں سوال جواب، **رفیقُ الحَرَمین**، **رفیقُ المُعْتَمِرین** نیز کفریہ کلمات اور پردہ وغیرہ کے موضوعات پر آپ کی تالیفات

تَفَقُّہ فِی الدِّین میں آپ کے اعلیٰ مقام کا پتا دیتی ہیں۔خلیفہ آستانہ عالیہ مُحَدِّثِ اعظم پاکستان،حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق صاحب مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی لکھتے ہیں: آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے کثرتِ مُطالعہ، بحث وتمحیص اور اَکابر علمائے کرام سے تحقیق وتدقیق کے ذریعہ سے مسائلِ شرعیہ پر عُبُور حاصل کرلیا ہے۔امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی کُتُب کا مطالعہ، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے علمی فیضان کا ذریعہ ہے۔ان کے مسلک پر تَصَلُّب (یعنی مضبوطی)، شریعتِ مُطَہّرہ کی پابندی، رُوحانی عُرُوج کا سبب ہے۔حج وعمرہ کے مسائل پر آپ کی تحریر کردہ کتاب رَفِیْقُ الْحَرَمَین اور رَفِیْقُ الْمُعْتَمِرِین فقہ میں آپ کی تحقیق وتدقیق کی غمّاز ہیں، اصلاح وتربیت کے لئے قولِ حَسَن اور مثالی صلاحیت پر فیضانِ سنّت شاہدِ عدل ہے،علمِ دین سے غایت دَرَجہ کا شَغَف باعمل علمائے کرام کے احترام اور مدارسِ دینیہ سے لگاؤ کا مُوجِب ہے۔

امیرِ اہلسنت کی وُسعتِ علمی

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی وُسعتِ علمی دیکھنی ہو تو سُوالات وجوابات کے وہ اجتماعات سُن اور دیکھ لیجئے جو وقتاً فوقتاً مُنْعَقِد ہوتے رہتے ہیں جنہیں مَدَنی مذاکرات کا نام دیا گیا ہے۔ان میں امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مختلف

موضوعات مثلاً عقائد واعمال، شَرِ یُعَت وطریقت، فقہ وطِب، تاریخ وآثار، اَورادووظائف، گھریلو ومعاشرتی مسائل نیز تنظیمی مشکلات سے متعلق پوچھے گئے سینکڑوں سوالات کے جوابات ارشاد فرما چکے ہیں۔ یہ مدنی مذاکرے **مکتبۃُ المدینہ** کے ذریعے کیسٹ ورَسائل اورسی ڈیز کی صورت میں منظَرِ عام پر آنے کے ساتھ ساتھ مدنی چینل پر بھی نشر ہوتے رہتے ہیں۔

علم کا سمندر ہونے کے باوُجود آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ آغاز میں شُرکائے مَدَنی مذاکرہ سے کچھ اس طرح عاجزی بھرے اَلفاظ ارشاد فرماتے ہیں: "آپ سوالات کیجئے، یادرہے کہ ہرسوال کا جواب وہ بھی بِالصَّواب (یعنی دُرُست) دے پاؤں یہ ضروری نہیں، معلوم ہوا تو عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر مجھے بھول کرتا پائیں تو فوراً میری اِصلاح فرمادیجئے، مجھے اپنے موقف پر بلاوجہ اَڑتا ہوا نہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شکریہ کے ساتھ رجوع کرتا ہوا پائیں گے۔" [1]

امیرِ اہلسنت کی علمی خدمات

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کوعلمِ دین سے کس قدر محبت ہے اس کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں آپ ہر

---

[1]..... امیرِ اہلسنت کے شوقِ علم کے متعلق مزید جاننے کے لیے تذکرۂ امیرِ اہلسنّت کی چوتھی قسط "شوقِ علمِ دین" کا مطالعہ کیجئے۔

معاملے میں اسلامی بھائیوں کو شرعی رہنمائی کے لئے عُلمائے کرام بالخُصوص **دارُ الافتاء اھلسنت** سے رُجوع کرنے کا حکم ارشاد فرماتے رہتے ہیں، وہیں درست مخارج کے ساتھ تلاوتِ قراٰنِ کریم کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **لَارَیْب** کتاب سے اپنا رشتہ مضبوط کرنے کی تلقین بھی وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔

تبلیغِ قراٰن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے تحت قائم مُختلف مَجالس اور شُعبہ جات میں بہت سی مَجالس اور شُعبہ جات کا تعلّق خالص علمِ دین سیکھنے سکھانے سے ہے۔ چنانچہ،

📖 ..... **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی قراٰنِ کریم سے محبت کے پیشِ نظر مَدَنی منّوں اور منّیوں کو حِفظ و ناظِرہ کی دولت سے مالا مال کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے **مدرسۃُ المدینہ**۔

📖 ..... بڑوں کو دُرُست مَخارِج سے قراٰن کریم سکھانے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے **مدرسۃُ المدینہ بالِغان**۔

📖 ..... مَدَنی منّوں اور منّیوں کو دورِ جدید کے تقاضوں کے عین مُطابِق عُلومِ شَرعیّہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے آراستہ کرنے کے لئے **دارُ المدینہ**۔ حُصولِ علم کی خاطِر راہِ خدا میں سفر کرنے والے طلبہ و طالبات کی علمی پیاس بجھانے کے لئے **جامعاتُ المدینہ**۔

📖..... درسِ نظامی پڑھانے والے قابل اساتذہ پیدا کرنے کے لئے **تخصص فی الفنون۔**

📖.....شرعی احکام سیکھنے سکھانے کے لیے **دار الافتاء اھل سنت، دار الافتاء آن لائن، تخصص فی الفقہ** اور **مجلس تحقیقاتِ شرعیہ۔**

مرشدکامل کی چوتھی شرط

فاسِق مُعْلِن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔اس شرط پر حُصولِ اِتِّصال کا تَوَقُّف نہیں (یعنی حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تعلق کا دارومدار اس شرط پر نہیں) کہ فُجُور وفِسق باعثِ فَسخ (منسوخ ہونے کا سبب) نہیں۔مگر پیر کی تعظیم لازِم ہے اور فاسِق کی توہین واجب اور دونوں کا اجتماع باطِل۔(اسے امامت کیلئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شَرِ یعت میں اس کی توہین واجب ہے) [1]

امیر اہلسنت اور چوتھی شرط

خیر و شر کی جنگ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! **شیخ طریقت،**

---

[1].....فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۰۶

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی ذکر کردہ اس شرط پر بھی پورے طور پر صادِق آتے ہیں کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے دُھتکارے ہوئے ابلیس لعین نے ہر دور میں مَخلوق کو راہِ حق سے دور کرنے کے لیے گمراہی و بے دینی کے نئے نئے اَنداز و اَطوار اپنائے اور مُتَعارف کروائے۔ جب سے خیر و شر کی یہ جنگ شُروع ہوئی ہے شَر کے پھیلانے کے لئے شیطان اپنے پیروکاروں کے ساتھ مل کر مسلسل اس کوشش میں مگن ہے کہ راہِ حق سے وابستہ لوگوں کو بھٹکانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ابلیس سے شُروع ہونے والا **حق و باطل** کا یہ مَعرکہ ہر زمانے میں مختلف باطل طاقتوں اور صورتوں میں حق سے نبرد آزما رہا لیکن فتح ہمیشہ حق کی ہوئی اور باطِل کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (پ ۱۵، بنی اسراءیل: ۸۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! دینِ اِسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے اِنسانیت کی فَلاح و بہبود کے لیے پسند فرمایا اور اس دِین کی حِفاظَت کے لیے ہر دور میں ایسے اَفراد پیدا کئے جنہوں نے نہ صرف اِس دین مَتین پر خود عمل کیا بلکہ دوسروں تک اس کی تعلیمات پہنچانے اور نیکی کی دعوت عام کرنے کی بھرپور کوشش بھی فرمائی۔ کچھ ایسے ہی حالات پندرھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کو درپیش تھے۔ اس پُرفِتَن دور میں عام لوگ ضَروری دینی معلومات سے محروم اور الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا (Electronic & Print Midea) کے ذریعے پھیلنے والے فَحاشی وعُریانی کے بُرے اَثرات میں گرفتار تھے۔ دین اسلام کے زرّیں اُصولوں اور طریقوں پر عمل کرنا عُلما کا خاصّہ سمجھا جاتا تھا اور عوام کا منبر و مسجد سے تَعلُّق روزانہ کے بجائے ہفتہ وار اور سالانہ ہو چکا تھا۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتی اُمّت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

طاغوتی طاقتیں عاشقانِ رسول کو مٹانے کے لئے ان کے عقیدے اور عمل کو برباد کرنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف تھیں اور اس سلسلے میں انہیں بد

باطن لوگوں کی بھی بھرپور مدد حاصل تھی۔

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فَروزاں
اب اس کی مَجالس میں نہ بتّی نہ دیا ہے

گلشنِ اسلام میں خزاں

غیر مسلم قُوّتوں کی مسلمانوں کو مٹانے اور پاکیزہ اسلامی تعلیمات کو بگاڑنے کی ان ناپاک سازشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اِس پُرفِتن دور میں گناہوں کی یلغار، TV اور V.C.R کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھٹکار نے مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنا دیا، علمِ دین سے بے رغبتی اور ہر خاص و عام کا رُجحان صرف دُنیاوی تعلیم کی طرف ہونے لگا، دینی مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر ہر طرف جَہالت کے بادل منڈلانے لگے، مساجد کا تقدُّس پامال ہونے لگا، لادینیت و بدمذہبیت کا طوفان برپا ہونے لگا، ہر دوسرا گھر سنیما گھر بننے لگا، مسلمان موسیقی، شراب اور جوئے کا عادی ہو کر تیزی کے ساتھ بداَخلاقی کے عَمیق گڑھے میں گرتا نظر آنے لگا، گلشنِ اسلام میں خَزاں نے ڈیرے کیا ڈالے عاشِقانِ رسول کے کان ذکرِ خدا و مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پرسوز آوازیں سننے سے محروم ہونے لگے، اِن نازُک حالات میں لوگوں کی اصلاح کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ولی

کامل امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو منتخب فرمایا، کیونکہ جب بھی عاشقانِ رسول پر آزمائش کی آندھیاں چلیں، نئے نئے فتنے ظاہر ہوئے اور گمراہی کے بادل چھانے کے ساتھ ساتھ بے راہ رَوی اپنی بجلیاں گرانے لگی، بدعقیدگی کی دعوت عام ہونے کے باعث لوگ نیکی کے راستے سے دُور ہونے لگے تو اللہ رَبُّ الْعِزَّت نے دینِ اسلام میں پیدا ہونے والے اس بگاڑ کو ختم کرنے اور اپنے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کو زندہ کرنے کیلئے ہر دور میں اس اُمّتِ مصطفٰے کو ایسی ہستیاں عطا فرمائیں جو علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کے اَنوار سے منوّر رہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں انقلاب برپا کرنے کی مجاہدانہ صِفات سے بھی آراستہ تھیں۔

گلشنِ اسلام میں بہار

جب معاشرہ ان کی کوششوں کے خوشبو دار مَدَنی پھولوں سے معطّر ہونا شُروع ہوا تو فتنے دُور ہونا شُروع ہو گئے اور گمراہی کے بادل چھٹنے لگے، بے راہ روی کی طوفانی شِدّت میں کمی آ گئی، بے عملی کے سیلاب کا زور ٹوٹنے لگا اور شجرِ اسلام پھر سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہا اُٹھا۔ ہر طرف سنّتوں کی بہار آ گئی، رُوحانیت کے پھول کِھل اُٹھے، علم کے چشمے پھوٹنے لگے، عمل کے دریا بہنے لگے

اور عاشِقانِ رسول سنّتوں کی خوشبو ہر سُو پھیلانے لگے۔ چنانچہ،

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نیکی کی دعوت عام کرنے کی ذمہ داری مَحسوس کرتے ہوئے ایک ایک اسلامی بھائی پر انفرادی کوشش کر کے مسلمانوں کو عَملی طور پر سنّتیں اپنانے کی طرف راغِب کرنا شُروع کر دیا، یہاں تک کہ **شیخ طریقت، امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے جس مَدَنی کام کا آغاز کیا دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک عالمگیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور آج لوگ اسے قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے نام سے جانتے و پہچانتے ہیں۔ اس عظیم تحریک کی بنیاد **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ذی قعدۃ الحرام ۱۴۰۱ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۱ء میں عُروس البِلاد باب المدینہ کراچی پاکستان میں رکھی اور اس طرح مٹھی بھر لوگوں کو ساتھ لے کر چلنے والے **امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ آج کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں بستے ہیں اور اس عظیم تحریک کا مدنی پیغام تادمِ تحریر 172 ممالک تک پہنچ چکا ہے۔

شیخ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دینِ مَتین کی

جو خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، آپ نے لوگوں کو **دعوتِ اسلامی** کا ایک ایسا مشکبار مدنی ماحول عطا کیا ہے جس کی خوشبو سے پورا معاشرہ مہک رہا ہے اور جس کی بہاریں ہر طرف دکھائی دے رہی ہیں، اسلامی بھائیوں کو دیکھیں تو سبز سبز عمامے اور سفید مدنی لباس کے جلوے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے نظر آتے ہیں اور اسلامی بہنیں مدنی برقعوں میں سرتاپا حیا کا پیکر بن چکی ہیں۔ آپ نے سنّتوں بھرے مہکے مہکے مدنی ماحول میں آنے والوں کی تربیت کا ایک ایسا جامع اور مضبوط نظام ترتیب دیا ہے کہ جو آتا ہے بس یہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہر خاص و عام کو دل کے مدنی گلدستے میں سجانے کے لئے کئی مدنی پھول عطا فرمائے ہیں جن میں دو مدنی پھول یہ ہیں:

پہلا مدنی پھول

شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے، لہٰذا اس کے خلاف ہر محاذ پر بھرپور جنگ کا اعلان کیا جائے۔ پس شیطان اور برائیوں کے خلاف جنگ اب **دعوتِ اسلامی** کا نعرہ بن چکا ہے:

شیطان کے خلاف جنگ جاری رہے گی
غیبت کے خلاف جنگ جاری رہے گی

چغلی کے خلاف جنگ جاری رہے گی
سود کے خلاف جنگ جاری رہے گی
بے حیائی کے خلاف جنگ جاری رہے گی

دوسرا مدنی پھول

نجات تمام جہاں کے پالنے والے خدائے احکم الحاکمین عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور مومنین پر رحم وکرم فرمانے والے نبیٔ کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے اِتّباع میں ہے اور اس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتوں پر عمل کی ترغیب کے لئے یہ نعرہ بلند کیا:

سر پہ عمامہ سجا رہے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ
سر پہ زلفیں سجی رہیں گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ
رخ پہ داڑھی سجی رہے گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ
حیا سے نظریں جھکی رہیں گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ
قفل مدینہ لگا رہے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ایک چپ سو سکھ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مرشد کامل کی دیگر شرائط

مُرشِد کامل کا نفس کے فتنوں اور شیطانی چالوں سے آگاہ ہونا بھی لازم ہے۔ چنانچہ اس اعتبار سے **شیخ طریقت، امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ کا مُشاہدہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان شرائط پر بھی پورا اترتے ہیں، جیسا کہ بیان ہوا کہ آپ نے نفس وشیطان کے خلاف جنگ کا اعلان کر رکھا ہے۔ کیونکہ ایسا ممکن نہیں کہ بندہ حالتِ جنگ میں اپنے دشمنوں کی طرف سے غافل ہو جائے، چنانچہ بہت ضروری تھا کہ **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول میں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی مدنی تربیت کے لئے کوئی ایسا نِظام مُرتَّب کیا جائے جس سے ہر وقت شیطان کے حملوں سے باخبر رہا جائے اور کبھی بھی سستی کا مظاہرہ نہ ہو۔

مگر ہائے افسوس! صد افسوس! اس نفس کا کیا کیا جائے جو ایک بے مُہار اُونٹ کی حیثیت رکھتا ہے کہ بندے کے لمحہ بھر غفلت برتنے پر کہاں سے کہاں جا پہنچتا ہے اور شیطان جو ہمیشہ ایسے ہی نُفوس کی تاک میں رہتا ہے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، بندہ اگر سنبھل جائے اور نفس کو قابو کر لے تو شیطان بھاگ جاتا ہے ورنہ بندہ شیطان اور نفس کی وجہ سے نیکی کی

راہ سے دور اور بُرائیوں کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے محسوس تک نہیں ہوتا اور وہ بعض اوقات کُفر کی اندھیری وادیوں میں جا گرتا ہے۔ چنانچہ،

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نفس و شیطان کے دھوکے اور فریب سے باخبر رہنے کا ایک بڑا ہی آسان طریقہ متعارف کروایا جسے **مَدَنی اِنْعَامات** کے نام سے جانا و پہچانا جاتا ہے۔ یہ **مَدَنی اِنْعَامات** کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب زیادہ مشکل نہیں کیونکہ **مَدَنی اِنْعَامات پر عمل سے مُرادِ نفس کا مُحاسبہ کرنا اور روزانہ یہ دیکھنا ہے کہ آج کیا کیا؟** کیا نیکی کے کام کر کے قربِ خداوندی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اور اگر کبھی کوئی اسلامی بھائی یا اسلامی بہن محاسبہ کرتے ہوئے اپنے اعمال میں نیکیوں کی کمی اور گناہوں کی زیادتی پائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے نیکیوں میں کثرت کی کوشش کرے کہ گناہ کے بعد نیکی کرنا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ،

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولانا **سید محمد نعیم الدین مرادآبادی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''**خزائن العرفان**'' میں پارہ ۱۲، سورۂ ھود کی آیت نمبر ۱۱۴ کا **شانِ نزول** بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک شخص

نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لئے نیکیوں کا کَفّارہ ہونا کیا خاص میرے لئے ہے؟ فرمایا نہیں سب کے لئے۔''[1] اور وہ فرمانِ باری تعالٰی یہ ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۴)

مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''جہاں بھی رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو کہ یہ اسے مٹا دیتی ہے۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ مُحاسبۂ نفس تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے اور روزِ قیامت آراستہ و پیراستہ ہو کر بارگاہِ رَبُّ العزت میں پیش ہونے کی لگن اس بادشاہِ حقیقی کے خوف اور ڈر سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ان سب باتوں کے

---

[1] ..... خزائن العرفان، پ ۱۲، ھود: ۱۱۴

[2] ..... سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، الحدیث: ۱۹۹۴، ج ۳، ص ۳۹۷

حُصول کے لئے **شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ **مدنی انعامات** پر عمل مُمِدّ و مُعاوِن ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶

(پ ۲۰، العنکبوت: ۵، ۶)

ترجمۂ کنز الایمان: جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بیشک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے اور وہی سنتا جانتا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

یاد رکھئے نفس کا مُحاسبہ کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ اَسلاف سے ثابت ہے اور **شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اَسلاف کی اس سنّت کو اَز سرِ نو زندہ کر کے نفس و شیطان کو شکستِ فاش دی ہے۔ چنانچہ،

سیِّدُنا فاروقِ اعظم اور محاسبہ نفس

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اپنا محاسبہ کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور اپنی جانوں کا وزن کئے جانے سے پہلے خود ہی ان کا وزن کر لو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضور پیش ہونے والے

سب سے بڑے دن کے لئے خود کو آراستہ کرلو کہ جس دن تم پیش کئے جاؤ گے کچھ بھی مخفی نہ رہے گا، بے شک اُن لوگوں کا حساب آخرت میں خفیف و آسان ہوگا جنہوں نے دنیا ہی میں اپنی جانوں کا محاسبہ کیا اور انہی لوگوں کے نامۂ اعمال کے وزن روزِ قیامت وزنی ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے نُفوس کا وزن کیا ہوگا۔ اس لئے کہ میزان کا حق یہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے کچھ نہ رکھا جائے جو یقیناً بھاری وثَقیل ہوگا۔'' ①

مَدَنی اِنْعامات پر عمل کی ترغیب

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی انعامات پر عمل کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل موت کی تیاری کر لیتے ہیں۔**'' زندگی برف کی طرح پگھلتی جارہی ہے، **موت** اپنی تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے۔ عنقریب ہمیں **مرنا**، اندھیری قبر میں اترنا اور اپنی **کرنی** کا پھل بُھگتنا پڑیگا۔ یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل آخِرت کی تیاری کر لیتے ہیں۔

موت سے غافل نہ ہو اے بے خبر!
تجھ کو جانا ہے یہاں سب چھوڑ کر

---

① ……سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب حدیث الکیس... الخ، الحدیث: ۲۴۶۷، ج۴، ص۲۰۷

سب سے بڑے دن کے لئے خود کو آراستہ کرلو کہ جس دن تم پیش کئے جاؤ گے کچھ بھی مخفی نہ رہے گا، بے شک اُن لوگوں کا حساب آخرت میں خفیف و آسان ہوگا جنہوں نے دنیا ہی میں اپنی جانوں کا محاسبہ کیا اور انہی لوگوں کے نامۂ اعمال کے وزن روزِ قیامت وزنی ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے نُفوس کا وزن کیا ہوگا۔ اس لئے کہ میزان کا حق یہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے کچھ نہ رکھا جائے جو یقیناً بھاری وثَقیل ہوگا۔'' ①

مَدَنی اِنْعامات پر عمل کی ترغیب

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی انعامات پر عمل کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل موت کی تیاری کر لیتے ہیں۔'' زندگی برف کی طرح پگھلتی جارہی ہے، موت اپنی تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے۔ عنقریب ہمیں مرنا، اندھیری قبر میں اترنا اور اپنی کرنی کا پھل بُھگتنا پڑیگا۔ یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل آخِرت کی تیاری کر لیتے ہیں۔

موت سے غافل نہ ہو اے بے خبر!
تجھ کو جانا ہے یہاں سب چھوڑ کر

---

① ……سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب حدیث الکیس... الخ، الحدیث: ۲۴۶۷، ج ۴، ص ۲۰۷

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخ طریقت، امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ہوسکتا ہے آپ میں سے کسی کو میرے **مَدَنی انعام** مشکل معلوم ہوں مگر ہمت نہ ہاریں: حدیثِ پاک میں ہے: **اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ اَحْمَزُھا** یعنی افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زحمت زیادہ ہو۔[1]

حضرتِ سیدنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''دنیا میں جو عمل جتنا دُشوار ہوگا بروزِ قیامت میزانِ عمل میں وہ اتنا ہی وَزن دار ہوگا۔''[2]

مزید فرماتے ہیں: ''جب آپ کوئی عمل شروع کردیں گے تو وہ آپ کیلئے **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آسان ہوجائے گا۔ غالباً آپ کو **تَجْرِبہ** ہوگا کہ سخت سَرد ی کے وَقْت وُضو کیلئے بیٹھتے ہیں تو سردی سے دانت بجتے ہیں پھر ہمت کرکے جب وُضو شروع کردیتے ہیں تو **ابتداءً** ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوتی ہے اور پھر **بَتَدْرِیج** کم ہوجاتی ہے۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے مثلاً کسی کو کوئی مُہلِک بیماری لگ جائے تو وہ بے چین ہوجاتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادی ہوجاتا ہے تو قُوَّتِ برداشت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ **لہٰذا** فوراً سے پیشتر آپ **مَدَنی انعامات** کا رسالہ **مکتبۃُ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل فرمالیجئے اور مدنی انعام

---

[1] ……کشف الخفاء ومزیل الالباس، حرف الھمزہ مع الفاء، الحدیث: ۴۵۹، ج ۱، ص ۱۴۱

[2] ……تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراھیم بن ادھم، ص ۹۵

نمبر 15: ''کیا آج آپ نے یکسوئی کے ساتھ کم از کم 12 منٹ فکرِ مدینہ (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ) کرتے ہوئے جن جن **مَدَنی انعامات** پر عمل ہوا رسالہ میں ان کی خانہ پُری فرمائی؟'' کے مطابق عمل شروع کر دیجئے۔ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **بَتَدْرِیج** عمل میں اضافے کے ساتھ دل میں گناہوں سے نفرت محسوس فرمائیں گے۔ **حدیثِ** پاک میں ہے کہ آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لئے غور و فکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ [1]

تمام اسلامی بھائی نیّت فرمالیجئے کہ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ روزانہ پابندی سے **فکرِ مدینہ** کی سعادت حاصل کریں گے۔

فکرِ مدینہ پر اِستِقامت کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ استِقامَت کے ساتھ روزانہ **فکرِ مدینہ** کی سعادت حاصل ہو تو اس کے لئے آپ ایک وقت مقرر فرمالیجئے، مثلاً: آپ کی دُکان ہے یا آفِس جاتے ہیں اور رزق میں برکت کی نِیَّت سے وہاں قرآنِ پاک کی تلاوت کی سعادت کے ساتھ اَوْرَاد و وَظائف پڑھتے ہیں تو ان معمولات میں **فکرِ مدینہ** جیسے بابرکت کام کو بھی شامل کر لیجئے **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ رِزْق میں برکت کے ساتھ **فکرِ مدینہ** کرنے پر ایسی استقامت

[1] .....الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الفاء، الحدیث: ۵۸۹۷، ص ۳۶۵

حاصل ہوگی کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔(کسی بھی نماز کے بعد یا سونے سے قبل کا وَقت بھی مقرر کیا جاسکتا ہے) تمام اسلامی بھائی نیّت فرمالیجئے کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وقت مقررہ پر پابندی کے ساتھ **فکرِ مدینہ** ضرور کریں گے۔

دَرَجہ بندی

آسانی کے لئے **مَدَنی انعامات** کی یومیّہ دَرَجہ بندی کی گئی ہے تاکہ آپ **بَتَدرِیج** اپنے عمل میں اِضافہ فرماتے چلے جائیں۔ **حجَّۃ الاسلام** حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اگر کوئی **حُصولِ تقویٰ** کی خاطِر کم کھانے کی عادت ڈالنا چاہے تو یکبارگی کھانا کم نہ کرے بلکہ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن ایک ایک نوالہ کم کرتا جائے آہِستہ آہِستہ کم کھانے کی عادت ہو ہی جائیگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ لہٰذا آپ بھی **دَرَجہ بَدَرَجہ** عمل کرنا شروع کر دیجئے اور عمل بڑھاتے جایئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ وَقت بھی آجائیگا جب آپ تمام **مَدَنی انعامات** کے عامل بن جائیں گے۔ مگر یاد رہے! فرائض وواجِبات اور **سنّتِ مُؤَکَّدہ** وغیرہ شَرعی اَحکامات پر فوری عمل ضَروری ہے۔

مَدَنی انعامات ایک نظر میں

	اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	طلبہ	طالبات	مَدَنی منّے/منیاں
یومیہ مَدَنی انعامات	50	47	67	60	29

پہلا دَرَجہ	17	17	16	20	
دوسرا دَرَجہ	17	18	25	20	
تیسرا دَرَجہ	16	12	26	20	
ہفتہ وار مَدَنی انعامات	8	3	8	4	2
ماہانہ مَدَنی انعامات	6	5	7	4	2
سالانہ مَدَنی انعامات	8	8	10	6	7
کل میزان	72	63	92	83	40



میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا و آخرت بہتر بنانے، اپنے گناہوں کا احتساب کرنے، قبر و حشر کے بارے میں غور و فکر کرنے اور اپنے اچھے بُرے کاموں کا جائزہ لینے کے لئے آپ بھی **مَدَنی انعامات** کا رسالہ **مکتبۃُ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل فرمالیجئے اور ہر مدنی ماہ کے پہلے دس دنوں کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔ اگر فی الحال پُر نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی اتنا تو کیجئے کہ ولی کامل، عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان کی **پچیسویں شریف** کی نسبت سے

روزانہ کم از کم 25 سیکنڈز کے لیے اس کو دیکھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دیکھنے سے پڑھنے اور پڑھتے رہنے سے **فکرِ مدینہ** کرنے اور اِس رسالہ کو بھرنے کا ذہن بنے گا اور اگر بھرنے کا معمول بن گیا تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکتیں آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔

جامع شرائط پیر کامل کی تلاش

مکۃ المکرمہ (عرب شریف) کے علاقے **حَیّل معانیہ** کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ ہمارا خاندان کم وبیش 80 سال سے عرب شریف میں مقیم ہے۔ میری والدہ کی طرح میری پیدائش بھی مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں ہوئی۔ آج (یعنی بیان دینے کے وقت) سے تقریباً 12 سال پہلے تک میں ایک لااُبالی نوجوان تھا۔ ایک دن کسی نے میرا ذہن بنایا کہ دنیا وآخرت کی ڈھیروں بھلائیاں پانے کے لئے کسی **جامع شرائط پیر** سے مرید ہونا بھی ضروری ہے۔ میں نے **پیر کامل کی تلاش** شروع کر دی مگر 11 سال گزر گئے میں کسی سے مطمئن نہ ہو پایا۔ بارھویں سال ایک رات میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اونچے تخت پر **نورانی بزرگ** جلوہ فرما ہیں جن کے سر پر **سبز عمامہ شریف** کا تاج سجا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے میرا نام لے کر اپنے قریب بلایا اور بیعت کروا کے

اپنا مُرید بنالیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنی قلبی کیفیت کو بدلا ہوا پایا۔ ایک عرصے بعد میں نے نماز ادا کی اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے بعد سے پانچ وقت نماز کی پابندی شُروع کر دی۔ میرا دل گناہوں سے وحشت کھانے لگا اور میں تائب ہوکر نیکیوں کے راستے پر چل پڑا۔ مجھے سبز عمامے والے پیر ومُرشد بہت یاد آتے مگر میں نے انہیں صرف خواب میں دیکھا تھا، آخر تلاش کہاں کرتا!

کچھ عرصے بعد مرکز الاولیاء (لاہور، پاکستان) جانا ہوا تو وہاں **سبز عمامے** والے کثیر اسلامی بھائیوں کو دیکھا، سبز عمامے سے محبت کی وجہ سے ان کے قریب ہوگیا اور جب تک وہاں رہا، ان کی صحبت کی برکتیں لوٹتا رہا۔ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی ترکیب بھی رہی۔ اس دوران پتا چلا کہ دعوت اسلامی کے بانی، شیخ طریقت **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ حج پر جارہے ہیں اور اس مرتبہ ''چل مدینہ'' (یعنی امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ساتھ سفر کرنے والے خوش نصیب اسلامی بھائیوں) کا قافلہ **مرکز الاولیاء** لاہور سے روانہ ہوگا جسے جلوس کی صورت میں ائیر پورٹ لے جایا جائے گا۔ میں بھی جلوس میں پہنچ گیا کہ اتنی مشہور شخصیت کی زیارت کرنی چاہئے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جونہی میں نے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو اپنے

آنسو نہ روک سکا کہ **یہ تو میرے وہی پیر و مُرشد ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں مُرید بنایا تھا۔** شدید رش اور حفاظتی انتظامات کی وجہ سے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب جا کر ملاقات نہ کر سکا۔ بہر حال میں امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے ملاقات کی حسرت دل میں لئے دوبارہ عرب شریف لوٹ آیا۔ یہاں آ کر مجھے وسوسوں نے گھیر لیا کہ جس مُرشِد سے ملاقات مشکل ہو اس کے بجائے کسی اور پیر سے مُرید ہونا چاہئے۔ اس رات جب میں سویا تو خواب میں **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **کے دادا مُرشد اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **تشریف لے آئے۔** ان کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر تھے۔ جلال میں ارشاد فرمایا: ''لاؤ! ہمارے وظائف واپس کر دو۔'' میں نے مؤدبانہ عرض کی: ''حُضور کس لئے؟'' فرمایا: ''غلطی کرتے ہو، پھر پوچھتے ہو کیا ہوا؟'' میں سمجھ گیا کہ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے متعلق وسوسے کا شکار ہونے پر مجھے تنبیہ فرما رہے ہیں۔ میں نے رو رو کر معافی مانگی۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: **سرکار** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر **اللہ** تعالیٰ سے توبہ کرو۔ میں بیدار ہو کر **بارگاہِ رسالت** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر

ہوااور رو رو کر توبہ کی۔

کم و بیش چار دن بعد **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے دوبارہ خواب میں کرم فرمایا۔ اس مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے، محبت سے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا: ''**میرا عکس کراچی میں ہے۔**'' میں جان گیا کہ یہ **امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے لئے فرما رہے ہیں۔ پھر فرمایا: ''تمہیں جو بھی **الیاس** سے ملا ہے، سمجھو وہ مجھ سے ملا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''میں اپنے امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے ملاقات کا خواستگار ہوں۔'' اس پر فرمایا: ''**اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری ملاقات ضرور ہوگی، جب ملاقات ہو تو میرا سلام الیاس کو کہنا۔'' **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ 17 ربیع النور شریف 1430ھ بروز پیر شریف **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے فرمان کے مطابق مجھے **امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں سحری کی سعادت حاصل ہوئی اور ملاقات کا شرف بھی ملا تو میں نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا سلام بھی پہنچا دیا۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنّت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امام غزالی کے بیان کردہ اوصاف اور امیر اہلسنت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امام غزالی کے بیان کردہ مُرشِد کامل میں پائے جانے والے 26 اوصاف کی روشنی میں امیرِ اہلسنت کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ آپ جامع شرائط پیر ہیں۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دیگر نفلی عبادتوں اور خوفِ خدا وعشقِ رسول، جذبۂ اِتّباعِ قرآن وسنّت، جذبۂ اِحیائے سنّت، عَفْو ودرگزر، صبر وشکر، عاجزی و اِنکساری، اِخلاص وتقوی، حُسنِ اَخلاق، جود وسَخا، عبادت وریاضَت، دنیا سے بے رغبتی، حفاظتِ ایمان کی فکر، فَروغِ علمِ دین وتبلیغِ دین بالخصوص خدمتِ مسلکِ اَہلسنّت، محبوبانِ بارگاہِ الٰہی خصوصاً اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت مولانا شاہ اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سے انتہائی محبت وعقیدت، لوگوں سے ہمدردی وخیر خواہی کا ذہن، تمام معاملات (مثلاً خرید وفروخت، نکاح وغیرہ) حتی کہ علاج معالجہ کے بارے میں بھی لوگوں کی رہنمائی وغیرہ جیسی صِفات نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بنا دیا۔ دولت مندوں اور اربابِ اقتدار شخصیات سے بے نیازی نے

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو مزید ممتاز کر دیا، اَہلِ ثَرْوَت، مال و دولت کے انبار آپ کی ذات کے لئے پیش کرتے ہیں مگر آپ منع فرما دیتے ہیں۔

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے کردار کی بلندیوں سے متأثر ہو کر لاکھوں لاکھ مسلمان آپ کے ہاتھوں بَیعَت کر کے حُضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر پیرانِ پیر شَیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اَولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے دامن سے وابستگان پر چونکہ ربّ کائنات کے بے شُمار انعامات ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر عقل بھی دنگ رہ جاتی ہے۔ چنانچہ اِس پُرفتن دور میں گاہے بگاہے اُن خوش نصیب اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو جنہیں امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دامن سے وابستگی کی حیرت انگیز بَرَکتیں حاصل ہوئیں، کے متعلق یہ واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے رہتے ہیں کہ انہیں نہ صرف وقتِ موت کلمہ طیبہ نصیب ہوا بلکہ جن خوش نصیبوں کی قبریں طویل مُدّت کے بعد کسی حاجتِ شدیدہ کے باعث کھولی گئیں تو ان کے نہ صرف جسم اور کفن سلامت تھے بلکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کی قبروں سے خوشبو کی لپٹیں بھی آ رہی تھیں۔ چنانچہ،

شہیدِ دعوتِ اسلامی

۲۵ رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۱۶ھ رات تقریباً پونے گیارہ بجے مرکز

الاولیاء لاہور کے پونچھ روڈ کا مارکیٹ ایریا شدید فائرنگ کی تڑتڑ سے گونج اٹھا۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا اور دھڑا دھڑ دکانیں بند ہونے لگیں۔ جب لوگوں کے حواس کچھ بحال ہوئے تو دیکھا کہ ایک کارشُعلوں کی لپیٹ میں ہے۔

دَرْ اَصْل تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی عام مقبولیت اور اسلام کی حقیقی شان وشوکت کا عُروج برداشت نہ کرتے ہوئے "کسی" کے اشارے پر دَہشت گردوں نے شَیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی ابو بلال حضرتِ مولانا محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی جان لینے کی ناکام کوشش کی تھی۔ مگر "**جسے خدا رکھے اسے کون چکھے**" کے مِصْداق دشمن کا منصوبہ خاک میں مل گیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سنتوں کی مزید خدمت لینے کے لئے اپنے پیارے حبیب کے عاشق کو آنچ نہ آنے دی۔

اس فائرنگ کے نتیجے میں مبلغِ دعوت اسلامی محمد سجاد عطّاری اور **الحاج محمد اُحد رضا عطّاری** جامِ شہادت نوش کر گئے۔ دونوں شہیدانِ دعوت اسلامی کو **مرکز الاولیاء** لاہور کے مشہور **مِیانی قبرستان** میں سپردِ خاک کیا گیا۔ تدفین کے تقریباً آٹھ ماہ بعد لاہور میں شدید بارشیں ہوئیں۔ جس کے سبب **شہیدِ دعوت اسلامی حاجی اُحد رضا عطّاری** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی کی قبر مُنْہَدِم ہوگئی۔

اَعِزّہ کی خواہش پر لاش کی منتقلی کا سلسلہ ہوا۔ کافی لوگوں کی موجودگی میں مِٹی ہٹا کر جب چہرے کی طرف سے سِل ہٹائی گئی تو خوشبو کی لَپَٹ سے لوگوں کے مَشامِ دماغ معطّر ہو گئے۔ مزید سلیں ہٹا لی گئیں۔ **عینی شاہدین** کے بیان کے مطابق شہیدِ دعوتِ اسلامی حاجی **اُحد رضا عطّاری** کا کفن تک سلامت تھا۔ تدفین کے وقت جو سبز سبز عمامہ شریف سر پر باندھا گیا تھا وہ بھی اسی طرح سجا ہوا تھا۔ چہرہ بھی پھول کی طرح کِھلا ہوا تھا ہاتھ نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے جبکہ شہید کو جہاں گولیاں لگی تھیں وہ زَخْم بھی تازہ تھے اور کفن پر تازہ خون کے دھبے صاف نظر آرہے تھے، دُرود وسلام کی صداؤں میں شہید کی لاش کو اٹھا کر دوسری جگہ پہلے سے تیار شدہ قبر میں منتقل کر دیا گیا۔ (یہ واقعہ مختلف اخبارات میں بھی شائع ہوا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حملے کے واقعہ کے بعد محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں ایک اِستِغاثہ پیش کیا۔ اس کے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:

اچانک دشمنوں نے کی چڑھائی یا رسول اللہ

شہید دو ہو گئے اسلامی بھائی یا رسول اللہ

مِرا دشمن تو مجھ کو ختم کرنے آ ہی پہنچا تھا

میں قرباں تم نے میری جاں بچائی یا رسول اللہ

عدو جھک مارتا ہے خاک اڑاتا ہے تیرے قربان

مجھے اب تک نہ کوئی آنچ آئی یا رسول اللہ

شہید دعوتِ اسلامی سجاد و اُحد آقا

رہیں جنت میں یکجا دونوں بھائی یا رسول اللہ

نہیں سرکار ذاتی دشمنی میری کسی سے بھی

ہے میری نفس و شیطاں سے لڑائی یا رسول اللہ

حُقوق اپنے کئے ہیں درگزر دشمن کو بھی سارے

اگرچہ مجھ پہ ہو گولی چلائی یا رسول اللہ

تمنا ہے میرے دشمن کریں توبہ عطا کر دو

انہیں دونوں جہاں کی تم بھلائی یا رسول اللہ

اگرچہ جان جائے خدمتِ سنت نہ چھوڑوں گا

شہا کرتے رہیں مشکل کشائی یا رسول اللہ

تمنا ہے تیرے عطّار کی یوں دھوم مچ جائے

مدینے میں شہادت اس نے پائی یا رسول اللہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! معلوم ہوا کہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیبِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُصوصی کرم ہے اور واقعی آپ جامع شرائط پیر ہیں کیونکہ آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ خوش نصیب مسلمان دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنّت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شریعت و طریقت

حضرت امام قُشَیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی رسالہ قُشَیریہ میں حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی سے نقل فرماتے ہیں: جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں طریقت میں اس کی اقتدا کریں نہ اسے اپنا پیر بنائیں کیونکہ ہمارا علم طریقت کتاب وسنت کا پابند ہے۔

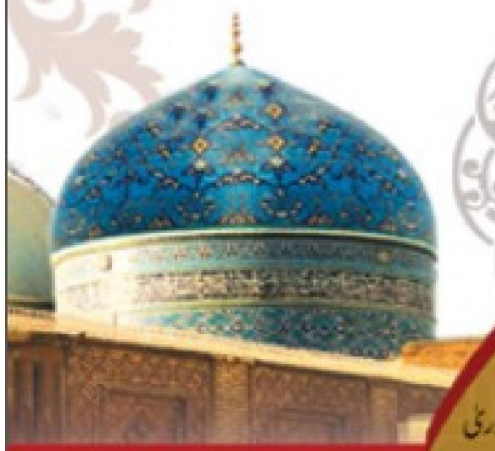
(رسالہ قشیریہ ص ۲۴ مطبوعہ مصر)

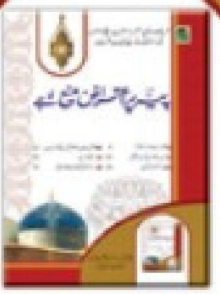
Go To Index



طریقت کے پر خطر راستوں پر چلنے والوں کی
رہنمائی کے لیے ایک پر اثر تحریری بیان

پیر پر اعتراض منع ہے





پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پیر پر اعتراض منع ہے[1]

درود شریف کی فضیلت

دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذی وقار ہے: جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہَدا کے ساتھ رکھے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلوۃ علی النبی۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۷۲۹۸، ج۱۰، ص۲۵۳)

جاتا ہے تو جانے دو

ایک لڑکا گھر سے بھاگنے کا عادی تھا، بار بار بھاگتا اور ماں باپ اسے تلاش کرتے پھرتے۔ جب ڈھونڈ کر لاتے تو پھر کچھ عرصہ کے بعد بھاگ جاتا، آخر کار ماں باپ اس کے بار بار بھاگنے سے تنگ آگئے اور ایک مردِ کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارا لڑکا یوں کرتا ہے۔ اس مردِ کامل نے

---

[1] مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے یہ بیان شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شبِ ولادت ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ بمطابق اکتوبر 2007ء کو تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق 12 ستمبر 2012ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔
(شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیہ)

کہا: ”تمہاری محبت کی زیادتی نے اُس کو ایسا بنا دیا ہے، اب اگر بھاگے تو تم اس کی پروا نہ کرنا، خود پریشان ہو کر جب واپس آئے گا تو کبھی نہ بھاگے گا۔“ چنانچہ ماں باپ نے ایسا ہی کیا اور اس مردِ قلندر کی بات پر عمل کیا اور اسے نہ ڈھونڈا، آخر کار پریشان حال، دکھی، ٹھوکریں کھاتا، گرتا پڑتا ماں باپ کے پاس پہنچا تو پھر کبھی ماں باپ کو چھوڑ کر نہ گیا۔ (تفسیرِ نعیمی، ج۲، ص۴۲۷)

مجرم سے منہ موڑ لو

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی میں حضرت سیدنا علامہ اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: شیخ طریقت کو چاہیے کہ مریدین کی ایک دو غلطیاں تو معاف کرے لیکن جب محسوس کرے کہ مرید جرم کا عادی ہو چکا ہے تو اس سے تعلق توڑ دے، اسے خود سے بالکل دور کر دے، اب وہ کتنی ہی آہ وزاری کرے کتنا ہی روئے دھوئے مگر اسے اپنے پاس نہ بلائے، بلکہ اس سے کہے: کچھ دن مجرموں کے ساتھ رہ کر ان کا انجام دیکھ، پھر جب تمہیں ان کی حرکات سے پوری نفرت ہو جائے تب میرے پاس آنا کہ تمہیں ہماری صحبت کی قدر ہو اور پھر تم جرم سے باز رہو۔ مزید فرماتے ہیں: **کبھی فِراق (جُدائی) بھی ذریعۂ وِصالِ دائمی (ہمیشہ کے ملاپ کا ذریعہ) ہو جاتا ہے، ہِجْر (جُدائی) سے وَصْل کی قَدْر**

ہوتی ہے۔ (تفسیرِ نعیمی، ج۲، ص۴۲۶ بحوالہ تفسیر روح البیان، ج۱، ص۳۵۹)

پیر کی ناراضی

معلوم ہوا اگر کسی غلطی پر پیر صاحب جَلال فرما دیں یا پوچھ گچھ کر لیں تو بُرا نہیں منانا چاہئے اگرچہ بسا اوقات نفس پر گراں گزرتا ہے اور ایسے موقع پر شیطان بھی نادان مُریدوں کے دل میں بدگُمانی کی آگ کو خوب بھڑکاتا ہے جس میں نادان مُریدوں کو اکثر مبتلا ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح مُرید پر پیر کے حُقوق ہیں اسی طرح پیر پر بھی مرید کے کچھ حقوق ہیں۔ جن میں سرِ فہرست مرید کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہمہ تَن کوشاں رہنا ہے اور اصلاح کے لئے نرمی و گرمی دونوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: استاد شاگردوں پر اور پیر مریدوں پر ناراض ہو سکتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب القدر، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۷)

مرشد کو فوراً راضی کر لو

حضرت سیدنا امام عبد الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی کا مرشِد اس سے ناراض ہو جائے اور اسے اپنی خطا و غلطی

ہوتی ہے۔ (تفسیرِ نعیمی، ج۲، ص۴۲۶ بحوالہ تفسیر روح البیان، ج۱، ص۳۵۹)

پیر کی ناراضی

معلوم ہوا اگر کسی غلطی پر پیر صاحب جَلال فرما دیں یا پوچھ گچھ کر لیں تو بُرا نہیں منانا چاہئے اگرچہ بسا اوقات نفس پر گراں گزرتا ہے اور ایسے موقع پر شیطان بھی نادان مُریدوں کے دل میں بدگُمانی کی آگ کو خوب بھڑکاتا ہے جس میں نادان مُریدوں کو اکثر مبتلا ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح مُرید پر پیر کے حُقوق ہیں اسی طرح پیر پر بھی مرید کے کچھ حقوق ہیں۔ جن میں سرِ فہرست مرید کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہمہ تَن کوشاں رہنا ہے اور اصلاح کے لئے نرمی و گرمی دونوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: استاد شاگردوں پر اور پیر مریدوں پر ناراض ہو سکتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح، کتاب الایمان، باب القدر، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۷)

مرشد کو فوراً راضی کر لو

حضرت سیدنا امام عبد الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی کا مرشِد اس سے ناراض ہو جائے اور اسے اپنی خطا و غلطی

نہیں کہ مُرید اُخْروی نَجات کے حُصول کے لیے اپنے پیر کی رضا چاہے اور اس کے لیے کوشش کرے۔ مگر اس پُر فِتَن دور میں ایک ہستی ایسی بھی ہے جس کا انداز باقی جہاں سے نرالا ہے اور وہ ہستی ہیں **پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضِیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ۔ آپ کی حیاتِ طیّبہ کا مُشاہدہ کرنے والے اسلامی بھائی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ کا کسی مرید سے ناراض ہونا تو درکنار، اگر کسی مرید کی اصلاح فرماتے ہوئے یا کسی بھی وجہ سے یہ خیال بھی آپ کے دل میں پیدا ہو جائے کہ فلاں اسلامی بھائی کی میری وجہ سے دل آزاری ہوئی ہے تو اس سے معافی مانگنے میں ذرہ برابر دیر نہیں فرماتے۔ چنانچہ،

۲۲ رَبیع النور شریف ۱۴۳۱ھ کو امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں کچھ ذمہ دارانِ جامعات المدینہ حاضر تھے، ایک مَدَنی اسلامی بھائی نے عرض کی: ہمارے حیدرآباد کے طلبہ اپنے اپنے کرائے پر باب المدینہ کے تربیتی اجتماع میں آئے ہیں۔ اس پر امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے تحسین کے کلِمات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ **آپ کا شہر قریب ہے کرایہ کم لگتا ہے، پنجاب والے بھی اپنے اپنے کرائے پر آئے ہیں ان معنوں میں وہ زیادہ لائقِ تحسین ہیں۔** کچھ دیر

بعد نمازِ عشا کا وقت ہو گیا اور وہ مدنی اسلامی بھائی دوبارہ کسی وجہ سے خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تو ۲۴ رَبیع النور شریف ۱۴۳۱ھ کو وقتِ سحری موجود اسلامی بھائیوں سے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ان کے متعلق معلوم فرمایا کہ وہ کہاں ہیں؟ انہیں موجود نہ پاکر ایک لفافہ ذمہ دار اسلامی بھائی کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: رات جن مَدَنی اسلامی بھائی سے حیدرآباد کے طلبہ کے متعلق گفتگو ہوئی تھی انہیں پہنچادیجئے۔

جب ان مَدَنی اسلامی بھائی نے لفافہ کھولا تو اس میں موجود 100 روپے کا نوٹ اور عاجزی وخوفِ خدا میں ڈوبی تحریر پڑھ کر آب دیدہ ہوگئے، اس میں کچھ یوں تحریر تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی عُفِیَ عَنْہ کی جانب سے میرے میٹھے میٹھے مدنی بیٹے۔۔۔۔۔۔۔۔ سَلَّمَہُ الْغَنِی کی خدمت میں گنبد خضرا کو چومتا ہوا اسلام۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو دین ودنیا کی برکتوں سے مالامال فرمائے اٰمین۔

۲۲ رَبیع النور ۱۴۳۱ھ بشمولِ شُما (آپ سمیت) کچھ ذمہ دارانِ جامعاتُ المدینہ تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے حیدرآباد کے طلبہ اپنے اپنے

کرائے پر باب المدینہ کے تربیتی اجتماع میں آئے ہیں، اس پر تحسین کے فوراً بعد میرے منہ سے نکلا کہ ”**آپ کا شہر قریب ہے کرایہ کم لگتا ہے، پنجاب والے بھی اپنے کرائے پر آئے ہیں۔**“

اپنی سبقتِ لِسانی پر نادم ہوں، ڈرتا ہوں کہیں آپ کی دل شکنی نہ ہوگئی ہو، اگر یہ ایذا رَسانی تھی تو توبہ کرتا ہوں، آپ سے بھی معافی مانگتا ہوں، مجھے وہ جملہ نہ کہنا چاہئے تھا، برائے کرم مجھے معاف فرمادیجئے۔ جو اسلامی بھائی اُس وقت حاضر تھے ممکن ہو تو ان کو بھی میری توبہ پر مطلع فرما کر احسان بالائے احسان فرما دیجئے۔ چاہیں تو ان کو میری تحریر کا عکس بھی دے سکتے ہیں، مجھے معافی سے نواز کر مطلع فرمادیجئے تو کرم بالائے کرم ہوگا۔

مدنی پھول ﴿ اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ یعنی خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ اور عَلانیہ کی عَلانیہ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۳۳۱، ج ۲۰، ص ۱۵۹)

100 روپے آپ کی نذر ہیں، چاہیں تو مٹھائی کھا کر غم غَلَط کر لیجئے۔

۲۴ ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ

معلوم ہوا کہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جہاں **حُقوقُ اللّٰہ** کے معاملے میں حد دَرجہ محتاط ہیں وہاں **حُقوقُ الْعِباد** کے معاملے میں بھی بے حد احتیاط برتتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: **حُقوقُ اللّٰہ** اگر **اللّٰہ**

عَزَّوَجَلَّ چاہے تو اپنی رَحمت سے معاف فرمادے گا مگر **حُقوقُ الْعِباد** کا معاملہ سخت تر ہے کہ جب تک وہ بندہ جس کا حق تلَف کیا گیا ہے، مُعاف نہیں کریگا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی مُعاف نہیں فرمائے گا اگرچہ یہ بات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر واجب نہیں مگر اس کی مرضی یہی ہے کہ جس کا حق تلَف کیا گیا ہے اس سے مُعافی مانگ کر راضی کیا جائے۔

ہزاروں کے مجمع میں معافی

ضلع مظفر گڑھ (پنجاب) کے قصبہ گجرات کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: غالباً 1988 میں پتا چلا کہ قبلہ امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **کوٹ اَدُّو** بیان کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ ہمارے چچا نے امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! ملتان سے **کوٹ اَدُّو** جاتے ہوئے راستے میں ہمارا قصبہ گجرات آتا ہے، اگر کرم فرمائیں اور ہمارے گھر کی دعوت قبول فرمالیں تو مہربانی ہوگی۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے ہاں کردی اور یوں ہمارے قصبہ میں آنے کا طے ہوگیا۔ سارے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قصبے میں ہر طرف یہ دھوم مچ گئی کہ زمانے کے ولی تشریف لارہے ہیں۔ گھر کے اَفراد نے خوشی میں نئے کپڑے پہنے، گھر کو صاف کرنے اور

سجانے کا اہتمام کیا گیا، میدان میں پانی کا چھڑکاؤ کروایا گیا۔ انتظار ہوتا رہا مگر آپ تشریف نہ لاسکے۔ سب کو تشویش ہوئی کہ "**اللہ** خیر کرے"، بہر حال وقت گزرنے کے بعد والد اور چچا شکستہ دلی سے اجتماع میں شرکت کیلئے **کوٹ اَدُّو** روانہ ہوگئے۔ اجتماع کثیر تھا، مگر جب امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ منبر پر تشریف لائے اور آپ کی نظر میرے چچا پر پڑی تو آپ نے ہزاروں لوگوں کے سامنے چچا کے آگے ہاتھ جوڑ لئے اور فرمایا: **مجھے معاف فرمادیں میں آپ کے گھر حاضر نہ ہوسکا، آپ کی دل آزاری ہوئی ہوگی۔**

یہ دیکھ کر چچا کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، بعد میں معلوم ہوا کہ ڈرائیور کی غلطی سے **کوٹ اَدُّو** کیلئے وہ راستہ اختیار کیا گیا جس راستے میں ہمارا قصبہ نہیں پڑتا تھا اور یوں سب دوسرے راستے سے **کوٹ اَدُّو** جا پہنچے۔ اب وقت اتنا ہوچکا تھا کہ واپسی ممکن نہ تھی۔

ایہہ تَن میرا چَشْمَاں ہو وے، مرشِد ویکھ نہ رَجّاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چَشْمَاں ھِک کھولاں ھِک کَجّاں ھُو
اِتیاں ڈِٹھیاں صبر نہ آوے ھور کِتے وَل بھَجّاں ھُو
مرشِد دا دیدار ھے باھُو لکھ کروڑاں حجّاں ھُو

مشکل الفاظ کے معانی و مفہوم

ایہہ تَن میرا (میرا یہ سارا جسم) چَشْمَاں (آنکھیں) رَجّاں (جی بھر جانا) لُوں لُوں (بدن کا ہر ایک انگ، جز) مُڈھ (جڑ) کَجّاں (بند کرنا، ڈھک دینا) کِتے وَل (کس طرف) بھَجّاں (بھاگنا) مرشِد دا دیدار (مرشِد کی زیارت)

حضرت سلطان باہو رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مشہورِ زمانہ عارفانہ کلام میں فرماتے ہیں: کاش میرا یہ سارا بدن آنکھ بن جائے، بلکہ ہر روئیں کے ساتھ لاکھوں آنکھیں پیدا ہو جائیں تاکہ ایک بند کروں تو دوسری کھل جائے پھر بھی میرا جی مرشِد کے دیدار سے نہ بھرے گا۔ اس قدر دیکھنے کے باوجود بھی کسی کروٹ قرار نہیں کیونکہ دوسرا اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں کہ جس کی طرف بھاگ کر جاؤں، بلکہ مرشِد کی زیارت تو میرے لیے لاکھ کروڑ حج کے برابر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیر اہلسنّت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مریدین و مُتَعَلِّقین کا اپنے پیر و مرشِد اور امیر سے مُعافی مانگنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر ایک ایسی ہستی جو مرجعِ خلائق ہو اور لاکھوں مسلمان اس کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر اس کے مرید بن چکے ہوں، وہ اس طرح عاجزی اپناتے ہوئے اپنے مریدوں سے مُعافی مانگنے میں عار

مَحسوس نہ کرے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ پر خُصوصی کرم ہے۔ آپ کا یہ انداز ہر مسلمان کے لئے مَشْعَلِ راہ ہے۔

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

چور ڈاکو آندے نے، نمازی بن جاندے نے
عاشق لندن پیرس دے حاجی بن جاندے نے
مٹھا مرشد دیکھو تقدیراں اے سنواردا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

مرشد دا دیدار وے باہو، لکھ کروڑاں حجاں ھُو
کنی پیاری گل اے دسی سانوں حضرت باہو
جلوا دیکھو مرشد دا، سینہ پیا ٹھاردا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

نہ میں عالم نہ میں حافظ نہ میں ناظم نہ میں قاری
مرشد نال ہوئی یاری ہوگیا یارو عطاری
شالا رکھے قائم رکھے سگ عطار دا

میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر، میرا پیر

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ناشکری

دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذِی وَقار ہے: جس پر کوئی احسان کیا جائے اور وہ طاقت رکھتا ہو تو اس احسان کا بدلہ ضَرور دے ورنہ احسان کرنے والے کی تعریف ہی کر دے کیونکہ جس نے احسان کرنے والے کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے کسی کے احسان کو چھپایا اس نے ناشکری کی۔

(ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۰۴۱، ج۲، ص۴۱۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے! جب کسی کا احسان چھپانا کُفرانِ نعمت یعنی ناشکری ہے تو اس شخص کی ناشکری کا عالَم کیا ہو گا جو اپنے سب سے بڑے محسن یعنی پیر و مرشِد کے احسان کو یکلخت بُھلا دے جن کی برکت سے اسے اپنی اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی پہچان ملی۔ چنانچہ،

فتاوٰی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت، پروانۂ شمعِ رِسالَت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے حضرت شاہ **ولی اللہ** دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ شیخ کی تعظیم خالقِ کائنات کی تعظیم ہے اور شیخ کی نعمت کا شکر اس نعمت کو عطا کرنے والے **اللہ** کا شکر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۲۷، ص ۸۵۔۔۔ کلماتِ طیبات فصل چہارم درمکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۶۳) جو شخص اپنے مُحسِن کے احسانات

بھول جائے، ان کا تذکرہ کرے نہ شکریہ ادا کرے تو وہ قُربِ خداوندی سے بھی محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔

(ابو داود، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ج۴، ص۳۳۵)

پیر کامل کو تکلیف دینا

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف دی۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۶۰۷، ج۲، ص۳۸۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! جب کسی عام اسلامی بھائی کو تکلیف دینا حرام و جہنم میں لے جانے والا کام اور اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تکلیف دینا ہے تو جو بد نصیب اپنے پیر و مرشِد کی دل آزاری کا باعث بنے کیا اس پر رب تعالیٰ غضب نہ فرماتا ہو گا؟ چنانچہ،

اولیائے کاملین سے دشمنی کا وبال

مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عُمر بن خطّاب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ انور کے پاس بیٹھے اَشک بہا رہے ہیں، سبب دریافت فرمایا تو حضرت سیّدُنا مُعاذ بن جَبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ مجھے اس بات نے رُلایا ہے جو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سنی ہے کہ تھوڑی سی ریاکاری بھی شِرک ہے اور جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن، الحدیث: ۳۹۸۹، ج۴، ص۳۵۱)

کچھ ولی پوشیدہ ہوتے ہیں

حکیمُ الاُمّت حضرت سیّدُنا مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور انور (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کی ایذاء، رب سے جنگ ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اولیا ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے بہت دفعہ پڑوسیوں دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی **ولی اللہ** ہو اور ان کی تکلیف میرے لیے مصیبت بن جاوے۔

(مراٰۃ المناجیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، ج۷، ص۱۳۸)

کامل پیر پر اعتراض کے نو اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مرشدِ کامل کے در پر عمر گزارنے کے باوجود بعض لوگ اکتسابِ فیض سے محروم رہتے ہیں، آخر کیوں؟ غور کرنے پر معلوم ہو گا کہ یہ لوگ مرشدِ کامل کے افعال و اقوال کو عقل کے ترازو میں تولتے ہیں، جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو مرشد پر طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ لہٰذا یاد رکھئے کہ کامل پیر و مرشد پر اعتراض کا سبب اکثر اوقات قلبی خَباثَت (دل کی گندگی) ہوتی ہے مگر بسا اوقات کچھ ظاہری اسباب بھی اس کے مُحرِّک بن جاتے ہیں۔ آیئے ان اسباب پر ایک نظر ڈالتے ہیں تاکہ ان کا علاج کر کے ہم شیطانی وسوسوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں اور آخرت میں مرشد کی محبت دل میں بسائے ان کے جھنڈے تلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں۔

پیر پر اعتراض کا پہلا سبب

بعض مرید کافی عرصہ خدمتِ مرشد میں گزار دیتے ہیں اور جب کسی مَقام پر نہیں پہنچ پاتے تو یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ انہوں نے تو مرشد کی

خدمت کا حق ادا کر دیا ہے فیض دینا نہ دینا مرشِد کی مرضی ہے۔ یہ نادان لوگ نہیں جانتے کہ مرشِد کا حق ادا کرنا ان کے بس کی بات نہیں بلکہ ایسے وسوسے کا شکار ہونا ان کے لیے پیر کے فیض سے محرومی کا باعث ہے۔ چنانچہ،

کیا پیر کا حق ادا ہو سکتا ہے؟

حضرت خواجہ قُطْبُ الدّین بختیار کاکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْبَاقِی سے جب یہ عرض کی گئی کہ پیر کا مرید پر کس قَدر حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مرید عمر بھر حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (ہشت بہشت، ص۳۹۷) اور حضرت سیدنا امام عبد الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّورَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) **اَلْاَنْوَارُ الْقُدسِیَّۃُ فِی مَعْرِفَۃِ قَوَاعِدِ الصُّوْفِیَّۃ** میں ارشاد فرماتے ہیں: مرید کی شان یہ ہے کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس نے اپنے مرشِد کے احسانات کا بدلہ چُکا دیا ہے۔ اگرچہ اپنے مرشِد کی ہزار برس خدمت کرے اور اس پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرے کیونکہ جس مرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اس نے مرشِد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے تو وہ راہِ طَرِیقَت سے نکل جائے گا یعنی پیر کے فیض سے اس کا کوئی تَعَلُّق باقی نہ رہے گا۔ (الانوار القدسیۃ، الجزء الثانی، ص۲۷)

معلوم ہوا پیر کی خدمت بجالا کر اسے جتلانا نہیں چاہئے کیونکہ ہم جیسوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہ برگزیدہ بندے اپنی خدمت کے لیے قبول فرمالیں یہ ہی ان کی مہربانی ہے۔ کیونکہ انہیں نہ تو ہماری خدمت کی ضَرورت ہے اور نہ ہی ہمارے مال و دولت کی کوئی حاجت۔ چنانچہ،

پیر کی مرید سے توقعات

حافظ الحدیث حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی سِجِلْمَاسی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ (متوفی ۱۱۵۵ھ) اَلْاِبْرِیْز میں اپنے شیخ کریم حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دَبّاغ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ (متوفی ۱۱۳۲ھ) کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ کوئی بھی شیخ اپنے مُرید سے کسی قسم کی ظاہری خدمت، مالِ دنیا یا کسی اور فائدے کا طلب گار نہیں ہوتا بلکہ اسے اپنے مُرید سے صرف یہ توقّع ہوتی ہے کہ اس کا مرید ہر حالت میں اپنے شیخ کو صاحبِ کمال، صاحبِ توفیق، صاحبِ بصیرت، صاحبِ مَعْرِفت اور صاحبِ قُرب سمجھے اور پھر ساری زندگی اسی عقیدے پر قائم رہے، اس صورت میں ہر قِسم کی خدمت مرید کے لیے مفید ثابت ہوگی لیکن اگر یہ خوش اِعتِقادی موجود نہ ہو یا اگر ہو اور پُختہ نہ ہو تو مُرید کا دل وسوسوں کا شکار رہے گا اور اس صورت میں مرید کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ (الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشایخ والارادۃ، الجزء الثانی، ص ۷۸)

اپنی کمزوری کا اعتراف کرلو

حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی سِجِلْمَاسی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے پیر و مرشِد حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دَبّاغ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ **بابُ الْحَدِیْد** کے پاس موجود تھا، اس وقت ہمارے ساتھ حضرت کا ایک اور مرید بھی موجود تھا جو ہم تمام پیر بھائیوں میں سب سے زیادہ حضرت کی خدمت کیا کرتا۔ حضرت نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم مجھ سے صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے حُصول کے لیے محبت کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! میری محبت صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہے اور اس میں نہ تو کسی قسم کی ریاکاری شامل ہے اور نہ ہی مجھے شہرت کا حُصول مَقْصود ہے۔ حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی سِجِلماسی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات سن کر بہت غصہ آیا مگر میں حضرت کے اَدَب کی وجہ سے خاموش رہا۔ پھر حضرت نے اس سے دریافت فرمایا: اگر تمہیں پتہ چلے کہ میرے اندر موجود تمام اَسْرار خَتم ہو گئے ہیں تو کیا پھر بھی تمہاری محبت باقی رہے گی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اگر لوگ تم سے یہ کہیں کہ میں ایک عام شخص کی طرح ہوں تو کیا تب بھی یہ محبت باقی رہے گی؟ اس نے پھر اقرار کیا تو آپ نے فرمایا: اگر لوگ

تمہیں بتائیں کہ میں نے گناہوں کا اِرتِکاب شُروع کر دیا ہے کیا پھر بھی تمہاری محبت باقی رہے گی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے دریافت کیا: اگر میں کئی برس تک مثلاً 20 برس تک گناہوں کی دلدل میں غرق رہوں تو پھر؟ اس نے عرض کی: پھر بھی میرے دل میں کوئی شک وشبہ داخل نہیں ہو گا۔ تو پیر صاحب نے فرمایا: عنقریب میں تمہارا امتحان لوں گا۔

حضرت سیدنا احمد بن مبارک مالکی سِجِلماسی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مزید صبر نہ ہو سکا اور میں بول ہی پڑا اور اپنے اُس پیر بھائی سے کہا کہ ایسا مت کہو! تم سے ہر گز ایسا نہ ہو سکے گا۔ بلکہ مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہیں تم راہِ راست سے بھٹک نہ جاؤ کیونکہ ایک اندھا شخص کسی داناو بینا کو کیسے امتحان دے سکتا ہے؟ لہٰذا تم پیر صاحب سے معافی مانگ لو اور اپنی عاجزی اور کمزوری کا اعتراف کر لو، چلو میں بھی تمہارے ساتھ معافی مانگتا ہوں۔ پھر ہم دونوں نے حضرت سے معافی مانگی لیکن تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا۔ کچھ عرصہ بعد شیخ نے اُسی مرید کو ایک کام کہا جو بظاہر اسے پسند نہ تھا لیکن حقیقت میں اس کے لیے فائدہ مند تھا۔ مگر وہ اس کی حکمت نہ جان سکا اور اس نے ناپسند جانتے ہوئے وہ کام نہ کیا یہاں تک کہ وہ حضرت کے مُتعلّق بَدگُمانی کا شکار ہو کر بالآخر صحبتِ شیخ سے محروم ہو گیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ اَسْرارِ الٰہی کو وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جو پرہیز گار ہو، اس کا عقیدہ دُرُست اور عَزْم پختہ ہو۔ اپنے پیر کے علاوہ کسی کی بات پر یقین نہ کرے بلکہ دیگر تمام لوگوں کی حیثیت اس کی نظر میں مردوں کی مانند ہو۔ (الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشائخ والارادۃ، الجزء الثانی، ص۷۸)

پیر پر اعتراض کا دوسرا سبب

بعض اوقات کوئی مُرید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیائے کاملین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِين بالخُصوص اپنے پیر و مُرشِد کی خدمت گزاری و رِضا کے سبب کسی مَنصَب پر فائز ہو جاتا ہے تو اسے پیر کا احسان ماننے کے بجائے اپنی محنت و خدمت کا صِلہ سمجھتے ہوئے فَخر و غُرور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب اسے مزید خدمت بجالانے کی ضَرورت نہیں اس کا مَقصود حاصل ہو چکا ہے۔ پس یوں اپنے پیر کی بے اَدَبی یا گستاخی کا خیال اس کے دل میں جڑ پکڑنے لگتا ہے اور وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ آج جس مَقام پر فائز ہے وہ سب پیر و مرشِد کی نگاہِ فیض اَثر کا صدقہ ہے اور اس کا شیخ اس کے دل کی بدلتی ہر کیفیت سے آگاہ ہے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدنا علی بن وفا رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه (متوفی ۸۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ جس مرید نے یہ گمان کیا کہ اس کا شَیخ اس کے دل کی بدلتی کیفیات اور اسرار سے واقف نہیں وہ اپنے شَیخ کے فیض سے محروم ہو جاتا ہے خواہ رات دن مرشِد

کے ساتھ ہی رہے۔ (الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قوائد الصوفیۃ، الجزء الثانی، ص ۳۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ہمیں کبھی اپنا ماضی نہیں بھولنا چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے پیر کی بارگاہ میں آنے سے پہلے ہم سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق تھے، مرشِد کی نظر نے ہمیں گناہوں کے اس ریگستان سے نکال کر نیکیوں کے گلستان میں پہنچایا ہے۔ ہماری نیکیوں کے چراغ گناہوں کی تیز آندھیوں میں بجھ چکے تھے مگر مرشِد کے روحانی تَصَرُّف نے اُن بُجھے ہوئے چراغوں کو پھر سے روشن کر دیا۔ لہٰذا یاد رکھئے کہ جب مرید اپنا ماضی بُھلا دے تو اس کا عُروج اور کمال زَوال میں بدل جاتا ہے۔ چنانچہ،

پیر کا امتحان لینے والے کا انجام

حضرت داتا گنج بخش سیِّد علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا جُنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کا ایک مُرید کچھ بد اعتِقاد ہو گیا اور سمجھا کہ اسے بھی مَقامِ مَعرِفت حاصل ہو گیا ہے اب اسے مرشِد کی ضَرورت نہیں رہی۔ لہٰذا وہ خاموشی سے حضرت سَیِّدُنا جُنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کی بارگاہ سے منہ موڑ کر چلا گیا۔ پھر ایک دن یہ دیکھنے و آزمانے آیا کہ کیا حضرت سَیِّدُنا جُنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس کے دل کے خیالات سے آگاہ ہیں

یا نہیں؟ ادھر حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی نے بھی اپنے نورِ فِراست سے اس کی حالت مُلاحظہ فرمالی۔ چنانچہ جب وہ مُرید آیا اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ سے ایک سوال پوچھا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: کیسا جواب چاہتا ہے، لفظوں میں یا معنوں میں؟ بولا: دونوں طرح۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اگر لفظوں میں جواب چاہتا ہے تو سن! اگر مجھے آزمانے سے پہلے خود کو آزما اور پرکھ لیتا تو تجھے مجھے آزمانے کی ضَرورت پیش نہ آتی اور نہ ہی تو یہاں مجھے آزمانے و پَرکھنے آتا۔ اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے مَنْصبِ وِلایَت سے مَعْزول کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ اس مرید کا چہرہ سِیاہ ہو گیا تو آہ و زاری کرنے لگا اور عرض گزار ہوا: حُضور یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر توبہ کی اور فُضول باتوں پر بھی نَدامت کا اظہار کیا تو حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی نے ارشاد فرمایا: تو نہیں جانتا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی والیانِ اسرارِ الٰہی ہوتے ہیں، تجھ میں ان کی ضرب کی برداشت نہیں۔ (کشف المحجوب، ص۱۳۷)

معلوم ہوا مرید کو پیر کا امتحان لینے کے متعلّق کبھی نہیں سوچنا چاہئے ورنہ رحمتِ خُداوندی سے محروم ہونا پڑے گا۔ نیز کسی مَقام و مَنْصب کے حُصول پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب میرے پیر کی عطا ہے، کیونکہ جو

مُرید کسی نعمت کو اپنے پیر کی عطا نہیں سمجھتے اکثر شیطان کے ہاتھوں ان کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ چنانچہ،

اور جنّت غائب ہو گئی

حضرت جُنید بَغْدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کے ایک مرید کو یہ سوجھی کہ میں کامل ہو گیا ہوں اور اب مجھے پیر کی صحبت و خدمت میں رہنے کی کوئی حاجت نہیں رہی بلکہ میرے لیے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ پس وہ گوشہ نشین ہو گیا اور حضرت جُنید بَغْدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ ایک رات اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک اونٹ لے کر آئے ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اسے لینے آئے ہیں تا کہ وہ یہ رات جنّت میں گزارے۔ چنانچہ وہ لوگ اسے اونٹ پر سوار کر کے لے گئے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے جو بہت خوبصورت تھی، وہاں کی ہر ہر شے سے حُسن ٹپک رہا تھا، نفیس کھانوں کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کے چشمے بھی رواں تھے۔ وہ صبح تک وہاں کے مزے لیتا رہا اور جب صبح ہوئی تو اس نے خود کو اپنے حُجرے میں پایا۔ یہ سلسلہ اسی طرح کئی روز تک جاری رہا کہ اسے ہر رات ایسے دکھائی دیتا کہ فِرشتے اسے سُواری پر بٹھا کر جنّت کی سیر کراتے اور طرح طرح کے میوے

کھلاتے ہیں یہاں تک کہ وہ تکبُّر و غُرور کا شِکار ہو گیا اور یہ دعویٰ کرنے لگا کہ اس کی حالت اس کمال تک پہنچ چکی ہے کہ اس کی راتیں بھی جنّت میں گزرتی ہیں۔ لوگوں نے اس کی خبر حضرت جُنید بَغْدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کو دی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بڑے ٹھاٹھ سے تکبُّر میں اکڑا بیٹھا ہے۔ آپ نے اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے بڑے فَخر سے اپنے بلند مَقام اور جنّت کی سیر کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: آج جب جنّت میں جاؤ تو تین مرتبہ **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** پڑھنا۔ اس نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ حسبِ معمول جب وہ جنّت میں پہنچا تو یاد آنے پر محض تجربہ کے طور پر اس نے تین بار **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** پڑھا۔ تو اسے لے جانے والے تمام لوگ چیخ مار کر بھاگ گئے اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ جنّت آنِ واحد میں اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی ہے اور وہ نَجاست اور کوڑا کَرکَٹ والی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف مُردار ہڈیاں پڑی ہیں۔ اسی وقت اس نے جان لیا کہ یہ ایک شیطانی جال تھا اور میں اس جال میں گرفتار تھا۔ فوراً توبہ کی اور اپنے پیر و مرشِد سَیِّدُ الطائفہ حضرت سَیِّدُنا جُنید بَغْدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(کشف المحجوب، باب آدابہم فی الصحبۃ، ص ۳۷۷)

اس حکایت سے یہ اَہم راز آشکار ہوا کہ مرشِد کی توجہ سے حاصل ہونے والے مقام کو پاکر بھی مرید ہر وقت بارگاہِ مرشِد سے وابستہ رہے۔ورنہ عطائے مرشِد کو اپنا کمال سمجھنے والا مرید تباہی کے در پہ دستک دے گا۔

پیر پر اعتراض کا تیسرا سبب

بسا اوقات شیخ طریقت سے کچھ ایسی باتیں صادِر ہوتی ہیں جو بَظاہِر خلافِ سنّت معلوم ہوتی ہیں تو شیطان جو ایسے ہی کسی موقع کا منتظِر رہتا ہے، فوراً مرید کے دل میں وسوسے کا بیج بونے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا اگر مریدِ صادِق کے پاؤں ایسے مَواقِع پر لڑکھڑا جائیں اور وہ پیر کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جائے تو پیر پر اعتراض کا مُرتکِب ہو جاتا ہے، اور یاد رکھئے کہ یہ بھی پیر کے فیض سے محرومی کی علامت ہے۔ چنانچہ،

کیا کشتی لڑنے والا بھی پیر ہو سکتا ہے؟

خواجۂ نقشبند حضرت سَیِّدُنا بہاؤ الحق والدین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّتِین نے عُلومِ شَرعِیّہ کی تکمیل کے بعد راہِ طریقت کے کسی شاہسوار کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا ارادہ کیا تو بُخارا میں حضرت امیر کلال رَحمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کا شُہرہ سُن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس وقت مکان کے

اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اَکھاڑے میں کُشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کُشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ پابندِ شریعت عالِمِ جلیل تھے، آپ کو یہ بات کچھ ناگوار گزری حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ دل میں اس خیال و سوسہ کا آنا تھا کہ فوراً غُنودگی چھا گئی، دیکھا کہ مَعْرَکۂ حشر بپا ہے، ان کے اور جنّت کے درمیان ایک دلدل حائل ہے۔ یہ اس پار جانے کے لیے دلدل میں اترے مگر پھنس گئے، اب جتنا زور کرتے دھنستے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے، اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا۔ اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اس سے پہلے کہ یہ کچھ عرض کریں، حضرت امیر کلال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ہم اگر کُشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت ہو گئے۔

(جامع کرامات اولیاء، السید امیر کلال، باب الالف، ج ۱، ص ۶۰۱، ملخصًا)

مرید کے لیے زہر قاتل

شَیْخُ الشُّیُوخ حضرت سَیِّدُنا شہابُ الدّین سہروردی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **عوارفُ المعارف** شریف میں فرماتے ہیں: **پیروں پر اعتراض کرنے سے ڈرنا**

چاہئے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ کم کوئی مُرید ہو گا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فَلاح پائے۔ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حضرت سَیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات یاد کرلے کیونکہ حضرت سیدنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا۔ یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔

(عوارف المعارف، الباب الثانی عشر فی شرح خرقۃ المشائخ، ص ۶۲)

پیر بھی آخر انسان ہے

شیخ الحدیث حضرت علّامہ عبد المصطفٰے اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلافِ شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہی ہے کوئی فِرشتہ تو ہے نہیں، اس لئے اگر اس سے اتفاقیہ کوئی معمولی سی خِلافِ شَرع بات ہو گئی ہے جو توبہ کر لینے سے مُعاف ہو سکتی ہے تو ایسی بات پر بد ظن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں

البتہ اگر پیر بدعقیدہ ہو جائے یا کسی گناہِ کبیرہ پر اَڑا رہے تو پھر مریدی توڑ دے کیونکہ بدعقیدہ اور فاسِق مُعْلِن کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔ (جنتی زیور، ص ۴۶۲)

خلاف سنّت بات دیکھ کر شیخ سے پھرنا کیسا؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب **الملفوظ المعروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت** (مکمل چار حصے) صَفْحَہ 498 پر ہے کہ جب اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی خدمت میں عرض کی گئی کہ شیخ (یعنی اپنے پیر) سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلافِ سنّت ہے تو اس سے پھرنا کیسا؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۹۸)

حافظ الحدیث سیدی احمد **سِجِلماسی** رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۵۵ھ) **اَلْاِبْرِیْز** میں اپنے شیخ کریم حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دبّاغ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۳۲ھ) کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ مرید کی اپنے پیر سے سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ مرید اپنے پیر کو عقل کے ترازو میں تولنا چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے اپنے پیر کے تمام افعال، اقوال اور احوال بالکل دُرُست دکھائی دیتے ہوں، اگر کوئی بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک، ورنہ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دے مگر اس بات کا یقین رکھے کہ پیر کا عمل درست

ہی ہے۔ لیکن اگر اسے پیر کا کوئی فعل بظاہر غلط معلوم ہو اور دل میں خیال کرے کہ پیر صاحب غلطی پر ہیں تو ایسا شخص پل بھر میں سر کے بل گر جاتا ہے اور اپنے دعویٔ اِرادت میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

(الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشائخ والارادۃ، الجزء الثانی، ص۷۷)

پیر معصوم نہیں

حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے عرض کی گئی: کیا عارف گناہ کر سکتا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کام مقرر تقدیر ہے۔ لہٰذا مرید کو چاہئے کہ وہ شیخ کی صحبت اختیار کرتے وقت اسے گناہوں سے معصوم نہ سمجھے (کہ یہ انبیاء وملائکہ عَلَیْہِمُ السَّلَام کا خاصہ ہے) بلکہ محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے کا علم حاصل کرنے کے لئے صحبت اختیار کرے اور اسکے اَقوال واَحکام میں نظر کرے نہ کہ اسکے افعال میں اور اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم تو ارشاد فرمایا: فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ (پ۱۴، النحل:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو۔ مگر ہمیں یہ حکم نہیں فرمایا کہ ان کے افعال کی پیروی کرو کیونکہ وہ گناہوں سے معصوم نہیں اور چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو گناہوں سے معصوم بنایا ہے، اس لئے ان کے تعلُّق سے ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۸،الممتحنة:۶) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱،الاحزاب:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

پس ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام اَفعال کی پیروی کریں گے سوائے ان اَفعال کے جو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ خاص ہیں۔ ہمیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں اور جان لیجئے! یہ بات (کہ جو فعل کسی کے ساتھ خاص ہو غیر کو اس پر عمل جائز نہیں) اس بیماری کے لئے سب سے بڑی دوا ہے جو مُرید کو شیطان کی طرف سے لگتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ خبیث نفس جب شیخ کو اس قسم کے القا پر عمل کرتا دیکھتا ہے تو فوراً اس پر عمل کرتا ہے (حالانکہ وہ شیخ کے ساتھ خاص ہے) اور نفس طبعی طور پر کسی کا محکوم بن کر نہیں رہنا چاہتا۔ پس جب شیطان شیخ کے بارے میں کوئی گھٹیا خیال دل میں ڈالتا ہے تو اپنی ہلاکت کے لئے اسے قَبول کر لیتا ہے سوائے یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (اصلاحِ اعمال، ج۱، ص۵۹۹)

پیر پر اعتراض کا چوتھا سبب

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مُجدّد دِین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا

شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ مُرید عالِم فاضِل اور صاحبِ شَرِیعَت و طَرِیقَت ہونے کے باوُجود (اپنے مرشِد کامل کے فیض سے) دامن نہیں بھر پاتا؟ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارِس سے فارغ اکثر علمائے دین اپنے آپ کو پیر و مرشِد سے افضَل سمجھتے ہیں یا عمل کا غُرور اور کچھ ہونے کی سمجھ کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ وگرنہ حضرتِ شَیخ سَعْدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کا مشورہ سنیں۔ چنانچہ حضرتِ شَیخ سَعْدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: لینے والے کو چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصِل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو مگر کمالات کو دروازے پر ہی چھوڑ دے (یعنی عاجزی اختیار کرے) اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا تو یاد رہے کہ بھرے برتن میں کوئی اور چیز نہیں ڈالی جاسکتی۔ (انوار رضا، امام احمد رضا اور تعلیمات تصوف، ص ۲۴۲)

علم کی آفت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے بعض لوگ اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں۔ دراصل ایسے لوگ غُرور و تکبُّر میں یہ بھول جاتے ہیں کہ آفَۃُ الْعِلْمِ الْخَیَلَاءُ یعنی علم کی آفت تکبُّر ہے۔ اور پھر یہ لوگ اپنے علم پر ناز کرتے ہوئے مَشائخ عِظام پر بے جا تنقید اور

اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسوں کی آخرت تو برباد ہوتی ہی ہے مگر بسا اوقات انہیں دنیا میں بھی نشانِ عبرت بنادیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک عبرت انگیز حکایت پیشِ خدمت ہے۔

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 146 صَفحات پر مشتمل کتاب **فیضانِ مزاراتِ اولیا** کے صفحہ 66 پر ہے، حضرت سیِّدُنا ابو سعید **عبد اللہ محمد بن ھبۃُ اللہ** تمیمی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی بیان فرماتے ہیں کہ میں بھری جوانی میں علم دین کے حُصول کے لئے بغداد شریف حاضر ہوا۔ ان دنوں مدرسہ نظامیہ میں **ابن سقا** میرا رفیق وہم سبق تھا۔ ہماری یہ عادت تھی کہ عبادت کے ساتھ ساتھ صالحین کی زیارت کرنے بھی جایا کرتے تھے۔ انہی ایام کی بات ہے بغدادِ معلی میں **غوث** نام سے مشہور ایک بزرگ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ رہا کرتے تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک دن میں، ابن سقا اور حضرت سیِّدُنا شیخ عبد القادر جیلانی (غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم) جو کہ ان دِنوں جوان تھے، ان بزرگ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی زیارت کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں **ابنِ سقا** کہنے لگا کہ " میں ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں

گے۔" میں نے کہا کہ "میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا، دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔" تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! میں تو ان سے کوئی سوال نہیں کروں گا بلکہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی زیارت کی برکتیں لوٹوں گا۔"

پس جب ہم وہاں پہنچے تو انہیں اپنی جگہ موجود نہ پایا۔ ابھی ہم کچھ دیر ہی ٹھہرے تھے تو کیا دیکھا کہ وہ وہیں تشریف فرما ہیں۔ پھر انہوں نے **ابنِ سقا** کی طرف غصہ سے دیکھ کر فرمایا: "اے ابنِ سقا! تیری ہلاکت ہو! تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آیا ہے جس کا مجھے جواب نہیں آئے گا۔ سُن! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بے شک میں تیرے اندر کفر کی آگ بھڑکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔" پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: "اے **عبداللہ**! تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آئے ہو تا کہ دیکھو کہ میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں۔ سنو! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اور تمہاری بے ادبی کی وجہ سے دنیا تمہارے کانوں کی لو تک پہنچے گی۔" پھر حضرت سیِّدُنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی طرف نظر فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کو اپنے قریب کر لیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی تعظیم و تکریم کی اور ارشاد فرمایا: **اے عبد القادر!** آپ نے اپنے ادب سے **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی کیا

ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد شریف میں منبر پر بیٹھے لوگوں سے فرمارہے ہیں: **قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه** یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور میں آپ کے زمانے کے اولیائے عِظام کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خاطِر اپنی گردنوں کو جُھکا دیا ہے۔ یہ فرما کر وہ بُزُرگ اسی وقت غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

حضرت سیِّدُنا ابو سعید **عبد اللّٰه شافعی** عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی کا حال یہ ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں جو آپ رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی علیه کا قُرب تھا اس کی نشانی وعلامت ظاہر ہوئی اور عوام وخواص (یعنی مشائخ، اولیا، علما اور عام لوگ) آپ رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی علیه کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے لگے اور آپ رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی علیه نے یہ اعلان بھی فرمایا: **قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه** یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور زمانے کے تمام اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تعالٰی علیه کی اس فضیلت کا اقرار کیا۔ اور ابنِ سقا کا حال یہ ہوا کہ عُلومِ شَرعِیّہ کے حُصول میں لگا رہا یہاں تک کہ ان ظاہری عُلوم میں بے انتہا ماہر ہو گیا اور اپنے زمانے کے بہت سے ماہرین پر فائق ہو گیا، وہ غَضَب کا فَصِیح وبَلِیغ تھا کہ ہر علم میں اپنے مَدِّ مُقابِل مُناظِر کو زِیر کر لیتا تھا۔ جب اس کی بہت زیادہ شُہرت ہوئی تو بادشاہِ وقت نے

اسے اپنا مُقَرَّب بنا لیا اور اسے ملکِ روم کے بادشاہ کی طرف بھیجا۔ پس جب شاہِ روم نے اس کی کئی عُلوم میں مَہارت اور فَصاحَت وبَلاغَت دیکھی تو بڑا حیران اور متعجب ہوا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے ساتھ مُناظَرہ کے لئے عیسائیوں کے بڑے بڑے اہلِ علم اور پادریوں کو جمع کیا۔ انہوں نے **ابنِ سقا** سے مُناظَرہ کیا تو اس نے تمام کو عاجِز و بے بس کر دیا۔ یوں اسے شاہِ روم کے دربار میں بہت عزّت وپَزیرائی حاصل ہوئی۔ پھر ایک دن اس کی نظر بادشاہ کی لڑکی پر پڑی تو وہ اس پر فَرِیفْتہ ہو گیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ " آپ اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔" بادشاہ نے کہا:" اگر تم عیسائی مذہب اختیار کر لو تو نکاح کر دوں گا۔" (**نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذَالِک**) **ابنِ سقا** نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت **ابن سقا** کو اس غوث رَحْمَۃُاللّٰہِ تعالٰی علیہ کی بات یاد آئی تو اس نے جان لیا کہ یہ مصیبت اسی بے اَدَبی کے سَبَب ہے۔ اور میرا (یعنی اس حِکایت کے راوی کا) حال یہ ہوا کہ میں دمشق چلا آیا۔ جہاں سلطان نورُ الدّین ملک شہید نے مجھے بُلا کر اَوقاف کی وزارت قَبول کرنے پر مجبور کیا تو میں نے وزارت قَبول کر لی اور میرے پاس دنیا (یعنی مال ودولت) اس قدر زیادہ آئی کہ میں نے محسوس کیا دنیا میرے کانوں کی لو تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس طرح ان غوث رَحْمَۃُاللّٰہِ تعالٰی علیہ کا کلام ہم تینوں کے بارے میں

سچ ثابت ہوا۔ (بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ بذالک، ص۱۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غضب ہو گیا کیا اب بھی مشائخ عظام پر بے جا اعتراض کرنے والے اپنی زبانوں کو لگام نہیں دیں گے؟ یاد رکھیے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ان نیک بندوں کی غلامی میں نَجات اور ان سے دوری میں موت ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں یہ بھی ابنِ سقا کی طرح دنیا والوں کے لیے نشانِ عبرت نہ بن جائیں اور کبھی بھول کر دل میں بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ و نیک بندوں پر اعتراض نہ کریں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے یہ نیک بندے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ،

تم نے زبان سیدھی کی ہے ہم نے دل

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب **الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت** (مکمل چار حصے) صَفْحَہ 479 پر ہے: ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں دو عالِم حاضر ہوئے۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھی، تجوید کے بعض **قَوَاعِدِ مُسْتَحَبَّہ** اَدا نہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں ان کو تجوید بھی نہیں آتی! اُس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے

سامنے ایک نہر جاری تھی ،یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے، کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور نہانے لگے۔ اِتنے میں ایک نہایت مہیب(یعنی خوفناک) شیر آیا اور سب کپڑے جمع کرکے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے ،اب نکلیں تو کیسے ؟ علما کی شان کے بالکل خلاف۔ جب بہت دیر ہوگئی(تو) حضرت نے فرمایا کہ بھائیو! ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے ،وہ کہاں گئے ؟ کسی نے کہا: حُضور! وہ تو اِس مشکل میں ہیں۔ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اُس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا، آپ نے اُس طرف مارا اُس نے اِس طرف منہ پھیر لیا۔ فرمایا: ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا، جا چلا جا! شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا: تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا۔ یہ اُن کے خطرے کا جواب تھا۔

(رسالہ قشیریہ، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۸۷، ملخّصًا)

پیر پر اعتراض کا پانچواں سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات مرید اپنے پیر کی محبت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ خود اپنے ہی پیر پر اعتراض کا سبب بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ عرض کی گئی: کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب آدمی کسی شخص کے والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث: ۹۰، ص ۶۰)

دوسروں کے پیروں پر بھی اعتراض نہ کیجئے

جب کوئی مُرید اپنے پیر کی محبت میں کسی دوسرے پیر کے مرید سے کسی بات پر اُلجھ کر اس کے پیر پر بے جا اعتراضات کرتا ہے تو وہ مرید اپنے پیر کی محبت میں اسے نیچا دکھانے کی کوشش میں اس کے پیر پر بے جا اعتراضات کرنے لگتا ہے اور یوں مَشائخِ عِظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی شان میں گستاخی و بے ادبی کا دروازہ کُھل جاتا ہے جس کا سبب وہ شخص بنتا ہے جو کسی صورت میں دُرست نہیں کیونکہ جس طرح اس کا پیر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک بَرگُزِیدہ بندہ ہے اسی طرح دوسرے مشائخ بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں لہٰذا ان میں سے کسی کو بُرا بھلا کہنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی دشمنی مول لینا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا مُعاذ بِن جَبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۴، ص ۳۵۱)

شیخُ الحدیث حضرتِ علّامہ عبدُ المصطفٰے اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اسلامی مَسائِل و خَصائِل کے خزانے پر مُشتمِل اپنی شُہرۂ آفاق کتاب **جنتی زیور** میں فرماتے ہیں: ہر مرید پر لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہر گز ہر گز کبھی کوئی گستاخی اور بے اَدَبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی یہ کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے، نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس قِسم کی فُضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور فَخر و غُرور کا شیطان سر پر سوار ہو کر مرید کو جہنَّم کے گڑھے میں گرا دیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نِفاق و شِقاق، پارٹی بندی اور قِسم قِسم کے جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ (جنتی زیور، ص ۴۶۴)

پیر پر اعتراض کا چھٹا سبب

بعض اوقات پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کی وجہ سے مُرید کے قلب کی کیفیت نہیں بدلتی تو وہ اپنے پیر سے بد ظَن ہونے لگتا ہے، لہٰذا ایسے مُریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے شیخُ الحدیث حضرتِ علّامہ عبدُ المصطفٰے اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا

کچھ مُدّت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو اس سے تنگ دل اور پیر سے بد ظن نہ ہو اور اس کو اپنی خامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے ہر مرید میں پیدائشی طور پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور جتنی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خُدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہر گز ہر گز پیر سے بد اعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلّی دیتا رہے کہ

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(جنتی زیور، ص ۴۶۳)

پیر تو دیتا ہے ہم نہیں لیتے

معلوم ہوا کہ پیر کے فیض میں کمی نہیں بلکہ اس کا فیض تو بہتے دریا کی طرح راستے میں آنے والی ہر قِسم کی زمین کو سیر اب کرنے والا ہے۔ مگر یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم پیر کے فیضان کو اپنے دل کی کھیتی میں محبت و خُلوص سے داخل ہی نہیں ہونے دیتے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ مرشِد کے دل میں اپنے مرید کی کامیابی کی خواہش جوش پر ہوتی ہے لیکن پھر بھی مرید کے محروم رہ جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ مُخلِص نہیں ہوتا اور اِکتِسابِ فیض کرنا ہی نہیں چاہتا۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ المنافقون، آیت ۶، ج۹، ص ۵۳۶) کیونکہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے جب تک مرید کو تمام آلائشوں سے صاف نہ کرے اور طریقت کی راہ طے کرنے کے لیے اسے پاک نہ کرے سمجھ لے کہ وہ بیچارہ گمراہی میں رہے گا۔ (ہشت بہشت، ص ۲۴۱)

پیاس کی شدت

قُطبُ الواصِلین حضرتِ سَیِّدُنا شاہ آلِ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں۔ ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوئے مجاہدے ریاضتیں کیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

فرمایا: ٹھہرو۔ ایک حُجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا، خادم کو حکم دیا انہیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانا کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی۔ اب یہ اندر سے چِلاتے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے۔ صبح کو حُضور نماز کے واسطے تشریف لائے خادم نے حُجرہ کھولا کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قَدر پیا گیا خوب پیا۔ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے؟ عرض کیا: حُضور! رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اوّل تو مچھلی کھانے کو دی، دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا۔ فرمایا: پھر رات کیسی گزری؟ عرض کیا: جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال، جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ فرمایا: طلبِ صادق اس کا نام ہے، کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو؟ وہ مجاہدات کیے ہوئے، قلبِ صاف تھا۔ نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۷۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ہماری طلب صادق نہیں ورنہ پیر کے فیضان کا دریا تو جاری ہے، ہم ہی اس دریا میں اتر کر اس سے سیر اب نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ کنارے پر بیٹھے بیٹھے پانی مل جائے۔

پیر پر اعتراض کا ساتواں سبب

مرید کی پیر سے محبت بے غرض ہو تو مرید فیض پاتا ہے ورنہ محروم رہتا ہے اور غرض پوری نہ ہونے پر بد گمانی کا شکار ہو کر پیر پر اعتراض کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبد العزیز بن مسعود دبّاغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ولایت وغیرہ کے حُصول کے لیے شیخ سے محبت کرے یا شیخ کے علم، مہربانی یا کسی اور خوبی کی وجہ سے اس سے محبت کرے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بلکہ مرید کو چاہئے کہ بغیر کسی غرض اور لالچ کے شیخ سے محبت رکھے جیسے عام طور پر بچے ایک دوسرے سے بغیر کسی غرض اور لالچ کے محض پسندیدگی کے جذبات کی بدولت محبت رکھتے ہیں۔ پھر مرید کے اپنے پیر سے بے غرض محبت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اَغراض و مَقاصد سے مُتعلِّق محبت مُرید کو شیطانی وسوسوں کا شکار کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں بعض اوقات محبت ختم ہو جاتی ہے۔ (الابریز، الجزء الثانی، ص ۷۵)

پیر پر اعتراض کا آٹھواں سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات غیر کی صحبت بھی پیر پر اعتراض کا سبب بن جاتی ہے، لہٰذا یاد رکھیے کہ مرید کی صحبت کا معیار **اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہ** ہونا چاہئے۔ یعنی محبت و نفرت صرف رضائے

ربُّ الانام کے لیے ہونی چاہئے۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا امام عبد الوہّاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرشِد جس شخص کو اپنا دشمن جانے مرید بھی اس سے دشمنی کرے اور مرشِد جس سے دوستی رکھے، مرید بھی اس سے دوستی رکھے۔ (الانوار القدسیہ، الجزء الثانی، ص ۳۹)

مزید فرماتے ہیں کہ مَشائخ کِبار کا اس بات پر اتّفاق ہے کہ مرشِد کی مَحبّت کی شرائط میں سے ایک (اہم شرط) یہ ہے کہ مرید اپنے مرشِد کی گفتگو کے عِلاوہ دیگر تمام لوگوں کی گفتگو سننے سے اپنے کان بند کرلے۔ (یعنی مرشِد کے خلاف ذہن خراب کرنے والے کی گفتگو سُننا تو دُور کی بات نفرت کے باعث اس کے سائے سے بھی بھاگے) پس مرید کسی بھی مَلامَت کرنے والے کی مَلامَت کو نہ سنے یہاں تک کہ اگر شہر کے تمام لوگ کسی ایک صاف میدان میں جمع ہو کر اسے اپنے مرشِد سے نفرت دلائیں (اور ہٹانا چاہیں) تو وہ لوگ اس بات پر (یعنی مرید کو مرشِد سے دور کرنے پر) قدرت نہ پاسکیں۔

پیپر پن کی مثال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس بات کو یوں سمجھیے کہ پیپر پن صرف نرم جگہ پیوست ہوتی ہے، سخت جگہ میں اسے جتنا دبائیں وہ اندر جانے کے بجائے خود ہی ٹیڑھی ہو جائے گی۔ ہم بھی اپنے اندر طریقت کی دیوار کو

سخت اور مضبوط کرلیں تاکہ کوئی لاکھ پیر و مُرشد کے خلاف اُکسائے اور وسوسے دلائے مگر طَرِیقَت کی دیوار مضبوط ہونے کی بناپر اس کے وسوسوں کی پن ہمارے دل میں داخل ہونے کے بجائے خود ہی ٹیڑھی ہو جائے۔ مرشِد کی محبت کا سیسہ اگر طَرِیقَت کی دیوار میں پگھلا کر ڈال دیا جائے تو کوئی وسوسہ دل کی طرف راہ نہیں پائے گا۔

پیر پر اعتراض کا نواں سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات مرشِد اپنے کسی مرید کے خُصوصی اوصاف کی بناپر اس سے زیادہ محبت کرے یا اسے کوئی مَنْصَب عطا کردے تو شیطان دوسرے مریدوں کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ تعجب ہے! تمہارے ہوتے ہوئے یہ مَنْصَب اسے دے دیا گیا! اس در پر طویل عرصہ تجھے گزرا مگر اسے آتے ہی مقام مل گیا! حالانکہ خدمت گزاری کے سبب یہ حق تیرا تھا مگر تیرے ساتھ ناانصافی کی گئی وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ مرید پر لازم ہے کہ فوراً ان تمام شیطانی وسوسوں کو دل سے جھٹک دے اور مرشِد پر کبھی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ورنہ ناکامی و نامُرادی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

ناکام مرید

حضرتِ سَیِّدُنا امام عبدُ الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشِد کو کبھی **کیوں** نہ کہے کیونکہ تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس مرید نے اپنے مرشِد کو **کیوں** کہا وہ طَرِیقَت میں کامیاب نہ ہو گا۔ (الانوار القدسیہ، ص ۲۶)

پیر بھائیوں سے حسد

پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ نے فوراً ان وسوسوں کو خود سے دُور نہ کیا کہ میرے پیر نے فُلاں کو نوازا اور مجھے نہیں تو یاد رکھیے کہیں یہ وسوسے حسد کی شکل نہ اختیار کر لیں، کیونکہ اگر یہ حسد کی صورت اختیار کر گئے تو بربادی ہی بربادی ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ **"حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"**

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحسد، الحدیث: ۴۲۱۰، ج ۴، ص ۴۷۲)

حسد کی نحوست

اس ضمن میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب **ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت** صفحہ 286 سے ایک عرض وارشاد پیشِ خدمت ہے:

عرض: اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رَسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں تو کیسا ہے؟

ارشاد: یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنَّم میں۔ ربُّ العزّت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ رُتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا، شیطان نے حسد کیا وہ جہنَّم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے تو شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اُس کی دست بوسی کرے، اُسے مانے۔ کسی پر حسد کرنا ربُّ العزّت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۸۶)

پیر باطن دیکھتا ہے ظاہر نہیں

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مُجدّدِ دِین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اکیس سال کی عمر میں جب اپنے والدِ ماجد کے ساتھ خاتم الاکابر حضرتِ سیِّد شاہ آلِ رسول مارہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادِریَّہ میں ان سے بَیْعَت کی۔ ان کے مرشِد کامل نے (اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کو مرید بنانے کے ساتھ) تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سندِ حدیث بھی عطا فرمائی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، باب بیعت وخلافت، ج۱، ص۳۹) حالانکہ حضرت شاہ آلِ رسول قُدِّسَ سِرُّہٗ خلافت و

اجازت کے معاملے میں بڑے محتاط تھے۔ مگر جب اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کو مرید ہوتے ہی جملہ سَلاسِل کی اجازت ملی تو خانقاہ کے ایک حاضر باش سے نہ رہا گیا۔ عرض کی: حُضور! آپ کے خاندان میں تو خلافت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد دی جاتی ہے۔ ان کو آپ نے فوراً خلافت عطا فرمادی۔ حضرت شاہ آلِ رسول قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: لوگ گندے دل اور نفس لے کر آتے ہیں، ان کی صفائی پر خاصا وقت لگتا ہے مگر یہ پاکیزگیٔ نفس کے ساتھ آئے تھے۔ صرف نسبت کی ضَرورت تھی۔ وہ ہم نے عطا کر دی۔ پھر حاضرین سے مخاطِب ہو کر فرمایا، مجھے مدّت سے ایک فکر پریشان کئے ہوئے تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ آج دور ہو گئی۔ قِیامت میں جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **پوچھے گا کہ آلِ رسول ہمارے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں اپنے مرید اَحمد رضا خان کو پیش کردوں گا۔** پھر آپ قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کو وہ تمام اعمال واشغال عطا فرمادئیے۔ جو خانوادہ بَرَکاتیہ میں سینہ در سینہ چلے آرہے ہیں۔ (انوارِ رضا، ص ۳۷۸)

پیر کے منظورِ نظر سے محبت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اولیائے کرام و مشائخ

عِظام کی نگاہِ وِلایت کے سامنے مُرید کا ظاہر بھی ہوتا ہے اور باطن بھی۔ پیر اپنے مُرید کو اس کے ظاہر یا باطن کی بنا پر فیض سے نوازتے ہیں۔ لہٰذا اگر پیر کسی مُرید کو نوازیں تو اس سے حسد کرنے کے بجائے اس کی محبت کو سینے میں بساتے ہوئے اپنی کوتاہی پر نظر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا امام عبدُ الوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۹۷۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ جب اس کا مرشِد اس کے پیر بھائیوں میں سے کسی ایک کو اس سے آگے بڑھادے (یا کوئی منصب عطا کرے) تو وہ اپنے مرشِد کے اَدَب کی وجہ سے اپنے اس پیر بھائی کی خدمت (اور اطاعت) کرے اور حَسَد ہر گز نہ کرے۔ ورنہ اس کے جمے ہوئے پاؤں پھِسَل جائیں گے اور اسے بڑا نقصان پیش آئے گا۔ لیکن اگر کوئی مرید اپنے پیر بھائیوں سے آگے بڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مرشِد کی خوب اطاعت کرے اور اپنے آپ کو ایسی صِفات سے آراستہ کرلے جن کے ذریعہ وہ آگے بڑھ جانے کا مستحق ہو جائے اور اس وقت مرشِد بھی اسے اسی پیر بھائی کی طرح دوسرے پیر بھائیوں سے آگے بڑھادے گا کیونکہ مرشِد تو مریدوں کا حاکم اور ان کے درمیان عدل کرنے والا ہوتا ہے اور بہت کم ہے کہ کوئی مرید اس مَرَض سے بچ جائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی پناہ میں رکھے۔ (الانوار القدسیہ، الجزء الثانی، ص ۲۹)

مرشد کی نظر

۱۵ رمضان المبارک ۷۸۷ھ بمطابق 10 ستمبر 1357ء کو حضرت شَیخُ الاسلام خواجہ نَصیرُ الدّین محمود چَراغ دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی پر اچانک بیماری کا غلبہ ہوا تو لوگوں نے عرض کی: مَشائخ اپنے وِصال کے وقت کسی ایک کو ممتاز قرار دے کر اپنا جانشین مُقرّر فرماتے ہیں، آپ بھی اپنا کوئی جانشین مقرر فرما دیجئے۔ حضرت شَیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اچھا مستحق لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ۔ مولانا زین الدین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ السَّتِیْن کو یہ اَہَم ذمہ داری سونپی گئی جو یقیناً ایک اہم شخصیت ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے دیگر عمر رَسیدہ و پُختہ کار مریدوں کے باہمی مشورہ سے ایک فہرست تیار کر کے پیش کی مگر اس میں آپ کے مرید خاص حضرت گیسو دَراز رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ کا نام شامل نہ کیا شاید اس لیے کہ وہ ابھی ان کی نسبت کم عمر تھے۔ چونکہ حضرت شَیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نگاہِ باطن سے وہ کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے جن سے یہ لوگ بے خبر تھے۔ لہٰذا آپ نے فہرست دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ **تم کن لوگوں کے نام لکھ لائے ہو؟ ان سب سے کہہ دو خلافت کا بار سنبھالنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اپنے اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔**

غور طلب بات ہے کہ اس فہرست میں کس قدر غور وخوض کے بعد اَہم ترین اور بظاہر باصلاحیت شخصیتوں کو چُنا گیا ہو گا۔ مگر نگاہِ مرشِد کے اَسرار کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے مولانا زینُ الدّین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ المَتِین نے اسی فہرست کو مختصر کر کے دوبارہ آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، مگر اب بھی اس فہرست میں حضرت گیسو دراز رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کا نام نہ تھا۔

تو شَیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ **سَیِّد محمد حضرت خواجہ گیسُو دراز** کا نام تم نے نہیں لکھا۔ حالانکہ وہی تو اس بارِ گراں کو اٹھانے کی اَہلیت رکھتے ہیں. یہ سن کر سب تھر تھر کانپنے لگے۔ اب جب حضرت خواجہ گیسو دراز رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کا نام بھی فہرست میں لکھ کر حاضر ہوئے تو حضرت شَیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے فوراً اس نام پر حُکم صادِر فرمادیا۔ اس وقت حضرت گیسو دراز رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی عمر 36 سال سے کچھ زیادہ نہ تھی۔

(آدابِ مرشِد کامل، ص۵۶)

مرشد کی اطاعت کا صدقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا گیسو دراز رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کو یہ مرتبہ ایسے ہی نہ ملا بلکہ یاد رکھیے کہ انہوں نے کبھی اپنے مرشِد کے فرمان سے روگردانی نہ کی اور نہ کبھی اپنے مرشِد کے فرمان کو عقل کے ترازو میں

تولنے کی کوشش کی۔ چنانچہ،

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) صَفْحَہ 298 پر ہے: حضرتِ سَیِّدُنا گیسو دراز رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ ایک بار سر راہ بیٹھے تھے (کہ) حضرت نصیرُ الدّین محمود چراغ دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی سواری نکلی۔ اِنہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: سَیِّد فرو ترک! (یعنی) سید اور نیچے بوسہ دو۔ اِنہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا: سَیِّد فرو ترک! اِنہوں نے گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رِکاب مبارک میں اُلجھ گیا تھا وہیں اُلجھا رہا اور رِکاب سے سُم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا: سَیِّد فرو ترک! اِنہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رِکاب مبارک سے جُدا کر کے حضرت تشریف لے گئے۔

لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سَیِّد (اور) اتنے بڑے عالِم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا، اِنہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا (تو) فرمایا: لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا؟ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالَمِ ناسُوت

(عالَمِ شہادت، عالَمِ خَلْق) منکشف ہو گیا۔ جب پائے اَقدس پر بوسہ دیا **عالَمِ مَلَکُوْت** (عالَمِ غیب، عرش، عالم بالا) منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا **عالَمِ جَبرُوت** (قدرت، طاقت، حشمت، عظمت، بزرگی، جلال) منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا **عالَمِ لَاھُوْت** (عالمِ ذات الٰہی جس میں سالک کو **فنا فی اللہ** کا مقام حاصل ہوتا ہے، گنج مخفی، مقام محویت) کا انکشاف ہو گیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۹۸ بحوالہ سبع سنابل، سنبلہ دوم، ص۶۹،۶۸)

اللہ دیکھ رہا ہے

منقول ہے کہ ایک پیر صاحب اپنے عمر رَسیدہ مریدوں کے بجائے ایک نوجوان مرید کی زیادہ عزّت اَفزائی فرمایا کرتے۔ جو بعض عمر رَسیدہ مریدوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی، چنانچہ ایک مرید نے ان سے اس کے متعلّق شکوہ کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ اس نوجوان کو ہم عمر رَسیدہ و پُختہ کار مریدوں پر اس قدر ترجیح کیوں دیتے ہیں؟ تو پیر صاحب نے ارشاد فرمایا: میرا یہ مرید ادب و عقل میں تم سب سے فائق و بلند ہے، جس کی وجہ سے میں اسے بہت چاہتا ہوں اور اس کا ثبوت میں تمہیں ابھی دے دیتا ہوں تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس میں کون سی خوبی ہے۔ پھر پیر صاحب نے کچھ پرندے منگوائے اور اپنے تمام مریدوں کو ایک ایک پرندہ اور ایک ایک

چُھری دے کر فرمایا: اس پرندے کو ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو ۔اس نوجوان کو بھی اسی طرح پرندہ دیا اور اس سے بھی وہی بات فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ہر ایک ذبح کیا ہوا پرندہ لے کر واپس آیا لیکن وہ نوجوان زندہ پرندہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، پیر صاحب نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے اسے کیوں ذبح نہ کیا؟ اس نے عرض کی: حُضور! مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو کیونکہ میں جہاں بھی گیا تو پایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے ۔ اس لئے مجبوراً واپس لے آیا۔ یہ سن کر تمام پیر بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا حِجاب دُور ہو گیا اور انہوں نے نہ صرف پیر صاحب سے مُعافی مانگی بلکہ عرض کی: واقعی یہ نوجوان اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی عزّت کی جائی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، باب المرابطۃ الثانیۃ، ج۵، ص۱۲۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہماری نگاہ ظاہری صلاحیت و شخصیت کو دیکھتی ہے مگر مرشِد کامل اپنی نگاہِ ولایت سے کھرے کھوٹے کی پہچان کر کے بہتر ہی کو سامنے لاتے ہیں اور سامنے آنے والا نگاہِ مرشِد کی بَرَکت سے ایسا باکمال ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کے ذریعے ہونے والے کام دیکھ کر شَشْدَر رہ جاتے ہیں مگر کامیاب وہی رہتے ہیں جو اس حقیقت کو ہر دم پیش نظر رکھتے ہیں

کہ یہ تمام کمالات کس کی نگاہ کے طفیل ہیں اور یقیناً میرا ہر عمل کسی کی نظروں سے قائم ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور مَدَنی ماحول میں اِستِقامت عطا فرمائے اور مرشِد کی بے اَدَبی سے مَحفوظ فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

کامل مرید بنانے والا ایک فکر انگیز تحریری بیان

کامِل مُرید



پیش کش: مرکزی مجلسِ شُوریٰ

(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ؕ

کامل مرید[1]

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ تقرُّب نشان ہے: ”جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ میری اُمّت کا دُرود ہر جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، (قیامت کے دن) لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہی شخص ہوگا جس نے (دنیا میں) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔“[2]

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

---

[1] .....مبلغ دعوتِ اسلامی ونگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شبِ ولادت ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ بمطابق اکتوبر 2006ء کو تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۱۷ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق 5 ستمبر 2012ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیہ)

[2] .....السنن الکبری، کتاب الجمعۃ، باب مایومر بہ فی لیلۃ الجمعۃ، الحدیث: ۵۹۹۵، ج۳، ص ۳۵۳

مرید ہو تو اعلیٰ حضرت جیسا

حضرت مولانا سید ابو القاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں صاحب مارِہروی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا بیان ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اور تاج الفحول حضرت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے درمیان کسی مسئلہ پر علمی بحث ہوئی۔ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ان کا موقف ماننے سے انکار کر دیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ سیتا پور (اتر پردیش ہند) چلیے اور وہاں حُضور جدِ امجد سیدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب **آئینہ احمدی** کی جلد عقائد میرے کتب خانے میں موجود ہے اور دیگر کُتُبِ صوفیا بھی موجود ہیں ان میں فرق دیکھ لیجئے کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ درست ہے یا جو آپ فرماتے ہیں وہ درست ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات (سیتا پور) تشریف لائے اور اوّلاً مولانا عبد القادر صاحب نے **آئینۂ احمدی** کی جلد عقائد سے ہمارے پیران کے سلسلے سے تعلُّق رکھنے والے حضرت سیدنا احمد صاحب کانپوری قُدِّسَ سِرُّہ کی کتاب **زُبدۃُ العَقائد** نکال کر دکھائی۔ اسے دیکھ کر میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا کہ میں بغیر دلیل یہ بات تسلیم کیے لیتا ہوں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں نہیں آیا لیکن چونکہ میرے مُرشِدانِ عِظام یہ فرماتے ہیں اس

لیے اپنے مُرشِدانِ عِظام کے ارشاد پر سرِ تسلیم خم کیے دیتا ہوں۔[1] یہ ابتدائی دور کی بات ہے ورنہ بعد میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تھی اور پھر آپ نے اسی موقف کو اَلْمُعْتَمَدُ الْمُسْتَنَد میں مفصل و مدلل انداز میں بیان بھی فرمایا۔[2]

مرشد کا فرمان سر آنکھوں پر!

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں امام اہلسُنّت، مُجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی حیاتِ طیبہ سے یہ انتہائی اہم مدنی پھول حاصل ہوا کہ **مُرید ہو تو اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت **جیسا، جو مُرشِد کے فرمان پر اپنے قول کو ترک کر دے۔** یعنی جب کوئی مرید کسی بات کو اپنی عقل کے پیمانے پر تولے مگر اس کے پیر خانے کا فرمان اس کے برعکس ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے پیر خانے کے فرمان کو سنتے ہی بغیر دلیل کے فوراً مان لے اور اپنی عقل کو پیر خانے کے فرمان پر قربان کر دے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی حیاتِ طیبہ سے حاصل ہونے والا یہ ایک ایسا اہم مدنی پھول ہے جس میں عموماً بہت سے راہِ طریقت کے راہی یعنی مرید مات کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ مرید جب

---

[1] .....حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۳ تا ۱۰۵ ملتقطاً

[2] .....حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۴۳۸

اپنے جامع شرائط پیر کی کسی بات یا کسی معاملے کو دیکھ کر اسے اپنی عقل کے ترازو میں تولتا ہے تو عین ممکن ہے کہ وہ بات اس کی ناقص عقل میں نہ آئے اور پیر پر اعتراض کر بیٹھے۔ چنانچہ،

پیر پر اعتراض سے بچو

یاد رکھئے! اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فتاوی رضویہ شریف میں نقل فرماتے ہیں: "پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مُریدوں کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فَلاح [1] پائے۔

مزید نقل فرماتے ہیں کہ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں (حضرت) خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات یاد کر لے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بے گناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انھوں نے کہا، یوں ہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔ [2]

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے جس

---

[1] .....فلاح عربی زبان کا لفظ ہے، جس سے مراد دنیا و آخرت کی کامل کامیابی ہے۔

[2] .....فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۱۰

کامل مرید کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ پیر کے افعال و اعمال اور اقوال کو عقل کے پیمانے پر نہ پرکھے، ایسے کامل مرید کا اس دور میں ملنا یقیناً جوئے شِیر[1] لانے کے مُتَرادِف ہے، کیونکہ اس مادہ پرستی کے دور میں ہم اپنی عبادات و دیگر بے شمار معمولات کی طرح پیری مریدی کی اصل روح سے محروم ہوتے جارہے ہیں، اس لیے کہ اب ہر شے کو عقل کے ترازو میں تولا جاتا ہے اور اس جانب کسی کا دھیان ہی نہیں جاتا:

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

پیارے اسلامی بھائیو! مرید کی عقل کبھی بھی اپنے جامع شرائط پیرِ کامل کی روحانی قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ یہ پیرانِ عظام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے اور اَسرارِ الٰہی کے امین ہوتے ہیں، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے راز ظاہر نہیں کرتے بلکہ وہ تو اپنی حقیقت بھی لوگوں سے مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ان نیک بندوں کو علم کی نعمت سے سرفراز فرمانے کے ساتھ ساتھ تصرف کی ایسی قوت بھی عطا فرما رکھی ہے کہ زمانہ اگر اس کی جھلک بھی دیکھ لے تو عقل کو ان کے دَر پر قربان کر کے عشق کے سمندر میں غوطہ زن ہو جائے۔ چنانچہ،

---

[1] .....انتہائی مشکل کام کرنے کو جوئے شیر لانے کے مترادف کہا جاتا ہے۔

مَفلوج کی ہاتھوں ہاتھ شِفایابی

رَمَضانُ المبارَک ۱۴۲۵ھ کے اجتماعی اعتِکاف میں دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں جہاں کم وبیش 3100 مُعتَکِفین تھے، اُن میں ضِلع چکوال (پنجاب، پاکستان) کے 77 سالہ مُعَمَّر بُزُرگ حافِظ محمد اشرف صاحِب بھی مُعتَکِف ہو گئے۔ قِبلہ حافِظ صاحِب کا ہاتھ اور زَبان مَفلوج تھے اور قوّتِ سماعت بھی جواب دے چکی تھی۔ وہ بڑے خوش عقیدہ تھے۔ چونکہ دورانِ اعتکاف سحری و افطار کے اوقات میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مختلف حلقوں میں کھانے کی ترکیب ہوتی ہے۔ چنانچہ جس دن قبلہ حافظ صاحب کے حلقے کی باری تھی تو اُنہوں نے اِفطار کے کھانے میں بَصَد حُسنِ ظن آپ سے جُوٹھا کھانا لیکر کھایا اور دَم بھی کروایا۔ بس اُن کے حسنِ ظن نے کام کر دکھایا، رَحمتِ اِلٰہی کو جوش آیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو شِفایاب فرمایا۔ یوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کامل کا جوٹھا کھانا کھانے کی برکت سے اُن کا فالج کا مرض جاتا رہا۔ انہوں نے ہزاروں اسلامی بھائیوں کی موجودگی میں فیضانِ مدینہ کے مَنبر پر چڑھ کر بَصَد عقیدت اپنے رُوبہ صِحّت ہونے کی بِشارت سُنائی، یہ نویدِ جانفزا سُن کر فَضا اللہ اللہ اللہ اللہ کی پُر کیف صداؤں سے گونج

اُٹھی۔اُن دنوں کئی مقامی اَخبارات نے اِس خبرِ فرحت اثر کو شائع بھی کیا۔

دعوتِ اسلامی کی قَیُّوم
سارے جہاں میں مچ جائے دھوم
اس پہ فِدا ہو بچّہ بچّہ
یا اللہ مری جھولی بھر دے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے کبھی ایسا تصرُّف فرماتے ہیں اور کسی کرامت کا ظُہور ہوتا ہے تو عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔لہٰذا یاد رکھئے کہ پیری مریدی راہِ عقل نہیں راہِ محبت وعشق ہے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح معلوم نہ ہوتے ہوں ان میں حضرت خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات یاد کرلے۔ چنانچہ وہ واقعات کچھ یوں ہیں۔

حضرتِ موسیٰ وخضر عَلَیْہِمَا السَّلَام کا واقعہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ قرآنی واقعات وعجائبات پر مشتمل کتاب، ''**عَجَائِبُ القراٰن مع غَرَائِبِ القراٰن**'' **صَفْحَہ** 156 پر شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفےٰ اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ

النّقوی فرماتے ہیں: ایک روایت ہے کہ جب فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو بنی اسرائیل کے ساتھ مصر میں قرار نصیب ہوا تو ایک دن موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا اللہ تعالیٰ سے اس طرح مکالمہ شروع ہوا:

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: خداوند! تیرے بندوں میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب کون سا بندہ ہے؟

اللہ تعالیٰ: جو میرا ذکر کرتا ہے اور مجھے کبھی فَراموش نہ کرے۔

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ: جو حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور کبھی بھی خواہش انسانی کی پیروی نہ کرے۔

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: تیرے بندوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ: جو ہمیشہ اپنے علم کے ساتھ دوسروں سے علم سیکھتا رہے تا کہ اس طرح اُسے کوئی ایک ایسی بات مل جائے جو اُسے ہدایت کی طرف راہنمائی کرے یا اس کو ہلاکت سے بچالے۔

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ علم والا ہو تو مجھے اس کا پتا بتادے؟

اللہ تعالیٰ: **خضر** (عَلَیْہِ السَّلَام) تم سے زیادہ علم والے ہیں۔

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: میں انہیں کہاں تلاش کروں؟

اللہ تعالیٰ: ساحل سمندر پر چٹان کے پاس۔

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام: میں وہاں کیسے اور کس طرح پہنچوں؟

اللہ تعالیٰ: تم ایک ٹوکری میں ایک مچھلی لے کر سفر کرو۔ جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے بس وہیں خضر (عَلَیْہِ السَّلَام) سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے خادم اور شاگرد حضرت یوشَع بن نون بن افرائیم بن یوسف عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اپنا رفیق سفر بنا کر **مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن** کا سفر فرمایا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام چلتے چلتے جب بہت دور چلے گئے تو ایک جگہ سو گئے۔ اُسی جگہ مچھلی ٹوکری میں سے تڑپ کر سمندر میں کود گئی اور جس جگہ پانی میں ڈوبی وہاں پانی میں ایک سوراخ بن گیا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نیند سے بیدار ہو کر چلنے لگے۔ جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے شاگرد حضرت یوشَع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام سے مچھلی طلب فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ چٹان کے پاس جہاں آپ سو گئے تھے، مچھلی کود کر سمندر میں چلی گئی اور میں آپ کو بتانا بھول گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو اس جگہ کی تلاش تھی۔ بہرحال پھر آپ اپنے قدموں کے نشانات کو تلاش کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچ گئے جہاں حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات کی جگہ بتائی گئی تھی۔

وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے دیکھا کہ ایک بُزُرگ کپڑوں میں لپٹے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اُن کو سلام کیا تو انہوں نے تعجب سے فرمایا کہ اس زمین میں سلام کرنے والے کہاں سے آ گئے؟ پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ کون موسیٰ؟ کیا آپ بنی اسرائیل کے موسیٰ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں تو حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا کہ اے موسیٰ! مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا علم دیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا جس کو میں نہیں جانتا۔ مطلب یہ تھا کہ میں علمِ آسرار جانتا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں اور آپ علمُ الشَّرائع جانتے ہیں جس کو میں نہیں جانتا۔

پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ اے خضر! کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے چلوں تا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علوم دیئے ہیں آپ کچھ مجھے بھی تعلیم دیں۔ تو حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ میں اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ صبر کروں گا اور کبھی بھی کوئی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے کسی بات کے متعلق کوئی سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو بتا دوں۔ غرض اس عَہد و مُعاہدہ کے بعد

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت موسیٰ اور حضرت یوشَع بن نون عَلَیْہِمَا السَّلَام کو اپنے ساتھ لے کر سمندر کے کنارے کنارے چلنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک کشتی پر نظر پڑی اور کشتی والوں نے ان تینوں صاحبان کو کشتی پر سوار کر لیا اور کشتی کا کرایہ بھی نہیں مانگا۔ جب یہ لوگ کشتی میں بیٹھ گئے تو حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے جھولے (تھیلے) میں سے کلہاڑی نکالی اور کشتی کو پھاڑ کر اُس کا ایک تختہ نکال کر سمندر میں پھینک دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام برداشت نہ کر سکے اور حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام سے یہ سوال کر بیٹھے کہ

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈُبا دو بیشک یہ تم نے بُری بات کی۔

(پ ۱۵، الکھف: ۷۱)

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا کہ کیا میں نے آپ سے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے بھول کر سوال کر دیا۔ لہٰذا آپ میری بھول پر گرفت نہ کیجئے اور میرے کام میں مشکل نہ ڈالئے۔

پھر یہ حضرات کچھ دور آگے کو چلے تو حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک نابالغ بچے کو دیکھا جو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے گلا دبا کر

اور زمین پر پٹک کر اُس بچے کو قتل کر ڈالا، یہ ہوش رُبا خونی منظر دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام میں صبر کی تاب نہ رہی اور آپ نے ذرا سخت لہجے میں حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام سے کہہ دیا:

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾ (پ ۱۵، الکھف: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بیشک تم نے بہت بری بات کی۔

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے پھر یہی جواب دیا کہ کیا میں نے آپ سے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ اچھا اب اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ میرے ساتھ نہ رہیے گا۔ اس میں شک نہیں کہ میری طرف سے آپ کا عذر پورا ہو چکا ہے۔

پھر اس کے بعد ان حضرات نے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ ایک گاؤں میں پہنچے اور گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا۔ مگر گاؤں والوں میں سے کسی نے بھی ان صالحین کی دعوت نہیں کی۔ پھر ان دونوں نے گاؤں میں ایک گرتی ہوئی دیوار پائی تو حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے اسمِ اعظم پڑھ کر دیوار سیدھی کر دی۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام گاؤں والوں کی بداَخلاقی سے

بیزار تھے ہی، آپ کو غصہ آ گیا، برداشت نہ کر سکے اور یہ فرمایا:

لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿۷۷﴾ (پ ۱۶، الکھف: ۷۷) ترجمۂ کنز الایمان: تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔

یہ سن کر حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کہہ دیا کہ اب میرے اور آپکے درمیان جدائی ہے اور جن چیزوں کو دیکھ کر آپ صبر نہ کر سکے اُن کا راز میں آپ کو بتا دوں گا۔ سنئے جو کشتی میں نے پھاڑ ڈالی وہ چند مسکینوں کی تھی جس کی آمدنی سے وہ لوگ گزر بسر کرتے تھے اور آگے ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا جو سالم اور اچھی کشتیوں کو چھین لیا کرتا تھا اور عیب دار کشتیوں کو چھوڑ دیا کرتا تھا تو میں نے قصداً ایک تختہ نکال کر اُس کشتی کو عیب دار کر دیا تا کہ ظالم بادشاہ کے غضب سے محفوظ رہے۔ اور جس لڑکے کو میں نے قتل کر دیا اس کے والدین بہت نیک اور صالح تھے۔ یہ لڑکا پیدائشی کافر تھا اور والدین اس لڑکے سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اُس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے تو ہمیں یہ خوف و خطرہ نظر آیا کہ وہ لڑکا کہیں اپنے والدین کو کفر میں نہ مبتلا کر دے۔ اس لئے میں نے اُس لڑکے کو قتل کر کے اُس کے والدین کو کفر سے بچا لیا۔ اب اُس کے والدین صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُس لڑکے کے بدلے میں اس کے والدین کو ایک بیٹی عطا فرمائے گا، جو ایک نبی سے بیاہی جائے گی اور اس کے شکم سے ایک نبی پیدا ہو گا جو ایک اُمّت کو ہدایت

کرے گا۔ اور گرتی ہوئی دیوار کو سیدھی کرنے کا راز یہ تھا کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا اور آٹھویں پُشت میں ان دونوں کا باپ ایک صالح اور نیک آدمی تھا۔ اگر ابھی یہ دیوار گر جاتی تو ان یتیموں کا خزانہ گاؤں والے لے لیتے۔ اس لئے آپ کے پروردگار نے یہ چاہا کہ یہ دونوں یتیم بچے جوان ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں، اس لئے ابھی میں نے دیوار کو گرنے نہیں دیا۔ یہ خداوند تعالیٰ کی ان بچوں پر مہربانی ہے اور اے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ! آپ یقین و اطمینان رکھیں کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ میں نے یہ سب کچھ **اللہ** تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے وطن واپس چلے آئے۔ [1]

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام کا تعارف

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام کی کنیت ابو العباس اور نام **بلیا** اور ان کے والد کا نام **ملکان** ہے۔ **بلیا** سریانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ **احمد** ہے۔ **خضر** ان کا لقب ہے اور اس لفظ کو تین طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ **خَضِر، خَضْر، خِضْر**۔ **خضر** کے معنی سبز چیز کے ہیں۔ یہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں آپ کی برکت سے ہری ہری گھاس اُگ جاتی تھی اس لئے لوگ ان کو **خضر**

---

[1] .....تفسیر خازن، پ ۱۵، ۱۶، الکھف، ج ۳، ص ۲۱۷ تا ۲۲۲

کہنے لگے۔ یہ بہت ہی عالی خاندان سے ہیں۔ اوران کے آباؤ اجداد بادشاہ تھے۔ بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ان کا اوران کے والد کا نام اوران کی کنیت یادرکھے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔[1]

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نبی ہیں

ملفوظات شریف میں ہے کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسُنّت، مُجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سے جب یہ عرض کی گئی کہ حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نبی ہیں یانہیں؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشادفرمایا: جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں۔[2] اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام اب بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے کیونکہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے آبِ حیات پی لیا ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے گرد بکثرت اَولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام جمع رہتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ چنانچہ **عارِف بِاللّٰہ** حضرت سید بکری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنے قصیدہ **درد السَّحر** میں آپ کے بارے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ؎

حَیٌّ وَحَقِّکَ لَمْ یَقُل بَوَفَاتِہٖ اِلَّا الَّذِیْ لَمْ یَلْقَ نُورَ جَمَالِہٖ
فَعَلَیْہِ مِنِّیْ کُلَّمَا ھَبَّ الصَّبَا اَزکٰی سَلَامٍ طَابَ فِیْ اِرْسَالِہٖ

---

[1] .....صاوی، پ۱۵، الکھف: ۶۵، ج۴، ص۱۲۰۷

[2] .....ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۴۸۳

ترجمہ: تیرے حق کی قسم! حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام زندہ ہیں اور اُن کی وفات کا قائل وہی ہوگا جو اُن کے نورِ جَمال سے ملاقات نہیں کرسکا ہے تو میری طرف سے اُن پر جب جب بادِ صبا چلے ستھرا اسلام ہو کہ پاکیزگی کے ساتھ بادِ صبا اس کو پہنچائے۔ [1]

حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام حُضور خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ صَحابی بھی ہیں۔

نسبت کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ عجیب وغریب واقعہ اپنے اندر کئی مدنی پھول رکھتا ہے۔ مثلاً حضرت سیدنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے یتیم بچوں کی دیوار کو اس لیے درست کر دیا تھا کہ ان کی آٹھویں پُشت میں نیک وصالح شخص تھا۔ معلوم ہوا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کی وجہ سے ان سے وابستہ لوگوں پر بھی بے انتہا کرم فرماتا ہے۔

نیک بندوں کی برکتیں

نیک پڑوسی کی برکت

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ رُوح پَرور ہے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نیک مسلمان کی وجہ سے اُس کے پڑوس کے 100

---

[1] .....صاوی، پ۱۵، الکھف: ۶۵، ج۴، ص۱۲۰۸

گھروں سے مصیبت دُور فرما دیتا ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! جب ایک نیک بندے کی برکت سے اس کے پڑوس کے سو گھروں سے مصیبتیں اور بلائیں دور ہوسکتی ہیں تو اس بندے پر رحمتوں اور برکتوں کے نُزول کا عالَم کیا ہوگا جس کا ہاتھ کسی **پیر کامل** کے ہاتھ میں ہو۔

انبیائے کرام کے نائبین کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے: بے شک انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام زمین کے اَوتاد تھے جب سلسلۂ نُبُوَّت ختم ہوا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت میں سے **ایک قوم کو اُن کا نائب بنایا جنہیں اَبدال کہتے ہیں**، وہ حضرات (فَقَط) روزہ ونَماز اور تسبیح وتَقْدِیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حُسنِ اَخلاق، وَرع وتَقویٰ کی سچّائی، نیّت کی اچّھائی، تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے حِلم، صَبْر اور دانشمندی، بِغیر کمزوری کے عاجِزی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے افضل ہوئے ہیں۔ پس وہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے نائِب ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی ذاتِ پاک کیلئے مُنتَخَب اور اپنے عِلْم اور رِضا کے لئے خاص کرلیا ہے۔ وہ 40 صِدّیق

---

[1] .....المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۸۰، ج۳، ص ۱۲۹

ہیں، جن میں سے 30 رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے خلیل حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے یقین کی مِثل ہیں۔ان کے ذَرِیعے (وسیلے) سے اَہلِ زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دُور ہوتی ہیں، ان کے ذَرِیعے سے ہی بارِش ہوتی اور رِزق دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی اُسی وَقت فوت ہوتا ہے جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروانہ دے چکا ہوتا ہے۔وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتَحتوں کو اَذِیَّت نہیں دیتے، اُن پر دست درازی نہیں کرتے، اُنہیں حقیر نہیں جانتے، خود پر فوقیَّت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے، دنیا کی حِرص نہیں کرتے، دِکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے، تکبُّر نہیں کرتے اور دِکھاوے کی عاجِزی بھی نہیں کرتے، وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچّھے اور نَفْس کے اعتِبار سے زیادہ پرہیزگار ہیں، سخاوت ان کی فِطرت میں شامِل ہے، اَسلاف نے جن (نامناسِب) چیزوں کو چھوڑا اُن سے محفوظ رَہنا ان کی صِفَت ہے، اُن کی یہ صِفَت جدا نہیں ہوتی کہ آج خَشِیَّت کی حالت میں ہوں اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہمیشگی اِختیار کرتے ہیں، وہ اپنے اور اپنے ربّ کے درمیان ایک خاص تعلُّق رکھتے ہیں، انھیں آندھی والی ہوا اور بے باک گھوڑے نہیں پہنچ سکتے، اُن کے دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشی (رِضا) اور شوق میں آسمان کی طرف بُلند ہوتے ہیں پھر (پارہ اٹھائیسواں سورۃُ المُجادَلۃ کی) آیت (نمبر ۲۲) تِلاوت فرمائی:

اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۲۲ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کی جماعت ہے، سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے ابودَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! جو کچھ آپ نے بیان فرمایا اس میں کون سی بات مجھ پر بھاری ہے؟ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے اُسے پالیا؟ فرمایا: آپ اِس کے درمیانے دَرَجے میں اُس وَقت پہنچیں گے جب دُنیا سے بُغض رکھیں گے اور جب دنیا سے بُغض رکھیں گے تو آخرت کی مَحَبَّت اپنے قریب پائیں گے اور آپ جتنا دُنیا سے زُہد (بے رغبتی) اِختیار کریں گے اُتنا ہی آپ کو آخرت سے مَحَبَّت ہوگی اور جتنا آپ آخرت سے مَحَبَّت کریں گے اُتنا ہی اپنے نَفْع اور نقصان والی چیزوں کو دیکھیں گے۔

(مزید فرمایا) جس بندے کی سچی طلب علمِ الٰہی میں ہوتی ہے اس کو قَول وفعل کی دُرُستی عطا فرمادیتا اور اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ اس کی تصدیق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب (قرآنِ مجید) میں موجود ہے پھر (پارہ چودھواں سورۃُ النَّحل کی) یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۝۱۲۸ (پ۱۴، النحل: ۱۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

(مزید فرمایا) جب ہم نے اس (قرآنِ مجید) میں دیکھا تو یہ پایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مَحَبَّت اور اس کی رِضا کی طلب سے زیادہ لذّت کسی شے سے حاصل نہیں ہوتی۔ ①

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

برکتوں سے محرومی

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! دیکھا آپ نے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی وجہ سے گناہگاروں پر کتنا کرم ہوتا ہے لہٰذا جس شخص کی زندگی کے شب و روز مدنی ماحول کی مُعطّر مُعطّر فضاؤں میں گزر رہے ہوں اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولیِ کامل کا مُرید بھی ہو تو اس پر کرم کا عالَم کیا ہوگا؟ مگر افسوس آج کل لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے کے باوجود ان کے حالات نہیں بدلے، ان کی زندگی کے شب و روز تو ویسے ہی گناہوں میں ڈوبے ہوئے گزر رہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ والوں سے فیض

① ……نوادر الاصول لِلحکیم الترمذی، الاصل الحادی والخمسون، ص ۲۰۹

حاصل نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کی طبیعتوں اور سوچوں کا انداز ہی اللہ والوں سے بڑا جدا ہے، لہٰذا کمال حاصل کرنے کے لیے پہلے اپنی طبیعت اور اپنی سوچوں کے انداز کو بدلئے پھر دیکھئے کہ ان اللہ والوں کا فیض کیسے چھما چھم برستا ہے۔

فیضِ مرشد کے حصول کا راز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی سوچوں کے انداز بدلنے اور اللہ والوں کا فیض پانے کے لیے اپنے پیر و مرشد کی محبت کو دل و جان سے سینے میں بسا لیجئے اور یاد رکھئے کہ محض پیر کے مُرید سے محبت کرنے سے فیض نہیں ملتا کیونکہ صرف پیر کی محبت سے اگر مرید فیض پانے لگے تو ہر مرید **واصل باللہ** ہو جائے، لہٰذا مرید کو اپنے شیخ کا فیض اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ اپنے پیر کی محبت کو دل و جان سے سینے میں بسالے۔ چنانچہ حضرت سیدنا شیخ عبدالعزیز دباغ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مرید پیر کی مَحَبّت سے کامل نہیں ہوتا کیونکہ مُرشِد تو سب مُریدوں پر یکساں شفقت فرماتے ہیں۔ بلکہ یہ مُرید کی مُرشِد سے مَحَبّت ہوتی ہے جو اسے کامل کے دَرَجے پر پہنچاتی ہے۔ [1]

بابا فرید گنج شکر کی محبت مرشد

ایک مرتبہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت سید حسن سنجری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ

---

[1] .....الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشایخ والارادۃ، الجزء الثانی، ص ۷۷

القوی اپنے محبوب خلیفہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے یہاں تشریف لائے۔تو خواجہ بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے مُرید بابا فرید گنج شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو جو آپ کے عشق میں گھائل تھے، بُلا کر ارشاد فرمایا: اپنے دادا پیر (یعنی خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے قدموں کو بوسہ دو۔ بابا فرید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حکمِ مرشِد بجالانے کیلئے دادا پیر کے قدم چُومنے جھکے مگر قریب ہی تشریف فرما اپنے ہی پیرومرشِد (بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے قدم چُوم لئے۔خواجہ بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: فرید سُنا نہیں! دادا پیر کے قدم چُومو! بابا فرید جو مُرشِد کی حقیقی مَحبّت میں گم تھے، فوراً حکم بجالائے اور دوبارہ دادا پیر کے قدم چومنے جھکے مگر پھر اپنے پیر کے قدم چوم لئے۔تو خواجہ بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں دادا پیر کے قدم چُومنے کا کہتا ہوں مگر تم میرے قدموں کو کیوں چوم لیتے ہو؟ بابا فرید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سر جھکا کر بڑے ہی مؤدبانہ اور عشق و مستی کے عالَم میں حقیقتِ حال کچھ یوں عرض کی: حُضور میں آپ کے حکم پر دادا پیر خواجہ غریبِ نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قدم چومنے ہی جھکتا ہوں مگر وہاں مجھے آپ کے قدموں کے سوا اور کوئی قدم نظر ہی نہیں آتے، لہٰذا میں انہی قدموں میں جا پڑتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: بختیار! فرید ٹھیک کہتا ہے، یہ منزل

کے اس دروازے تک پہنچ گیا ہے جہاں دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔ [1]

عشق کی انوکھی دنیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اپنے پیر کامل سے کس قدر محبت تھی، محبت اور عشق چونکہ اس کشش اور میلان کو کہتے ہیں جو دل میں کسی باکمال ہستی کی طرف پیدا ہوتا ہے خواہ وہ کمال جَمالِ ظاہری ہو یا باطنی، حُسنِ سیرت ہو یا حُسنِ صورت۔ پھر یہ جذبہ بندے کو اپنے محبوب سے قریب تر ہونے کے لیے بیتاب رکھتا ہے۔ اور حضرت بابا فرید گنج شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چونکہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ پیر کی محبت ہی عرفانِ الٰہی کا دروازہ ہے اس لیے انہیں اپنے پیر کامل کے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہ دیتا تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دنیا و دنیا والوں کی محبتوں کو اپنے پیر کی محبت پر قربان کر دیں اور عشق کی دنیا میں کھو جائیں کیونکہ مرید کی اپنے پیر سے محبت جس قدر بڑھتی چلی جاتی ہے راہِ طریقت کی منزلیں بھی اس کے لیے اسی قدر آسان ہوتی جاتی ہیں۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

---

[1] ……آدابِ مرشدِ کامل، ص ۵۰---مقاماتِ اولیاء، ص ۱۸۰

عشق کا امتحان

ہر شے کو عقل کے ترازو میں تولنے والے عشق و محبت کی لذتوں سے آشنا نہیں ہوتے، اس لیے کہ عشق کی دنیا ہی نرالی ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر امتحان ہوتا ہے، پرکھا جاتا ہے کہ عشق کامل ہے یا ناقص۔ عاشقِ کامل ہمیشہ اپنے محبوب کے اقوال، افعال اور اعمال پر آنکھیں بند کئے بغیر وجہ و دلیل دریافت کیے عمل پیرا نظر آتا ہے کیونکہ محبت کی علامت محبوب کی پیروی ہے۔

اتباع و پیروی کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لغت میں کسی کی پیروی یا اتباع سے مُراد ہے: **کسی شخص کے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چلنا۔** [1]

امام ابوالحسن آمدی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۳۱ھ) **اَلْاِحْکَام فِی اُصُولِ الْاَحْکَام** میں سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی و اتباع کرنے کے متعلّق فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کبھی قول میں ہوتی ہے اور کبھی فعل و ترکِ فعل میں۔ قول میں اتباع کا مطلب یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول کی اس طرح پیروی کرنا جس طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول کا تقاضا ہے۔ اور فعل میں اتباع

---

[1] .....لسان العرب، ج ۱، ص ۴۱۶

سے مُراد یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فعل کو اسی طرح کرنا جس طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ہے اور اس وجہ سے کرنا کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ہے۔ ①

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا جب ہم کسی کے تابع ہو جائیں تو بِن سوچے وبغیر کوئی دلیل طلب کیے اس کے اقوال وافعال پر عمل کو حِرزِ جان (بہت زیادہ محبوب) بنالیں۔ جیسا کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کو حِرزِ جان بنا رکھا تھا۔ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو حُضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسا عشق تھا اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ،

حضرت عبد اللہ بن عمر کا عشقِ رسول

مروی ہے کہ حضرت سیدنا **عبد اللہ** ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی پیروی فرمایا کرتے اور کوشش کرتے کہ جس مقام پر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی ہو وہیں نماز ادا کریں۔ یہاں تک کہ دورانِ سفر ایک بار سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تو حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وہاں سے

---

① .....الاحکام فی اصول الاحکام، ج ۱، ص ۲۲۷

گزرتے ہوئے نہ صرف اس درخت کے نیچے قیام فرماتے بلکہ اس درخت کی دیکھ بھال بھی فرماتے اور اسکی جڑوں کو پانی دیا کرتے تاکہ وہ خشک نہ ہو۔ [1] اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا **عبد اللہ** ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہمیشہ اپنی سواری کو انہی راستوں پر لے جاتے جن راستوں سے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے جاتے۔ جب آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میری سواری بھی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سواری کے نقشِ قدم پر چلے۔ [2]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ ہیں کامل اتباع کرنے والے، خود تو سنتوں کے پیکر تھے ہی کبھی اپنی سواری کو بھی سرکار کی سواری کے نقشِ پا سے ہٹنے نہیں دیا۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ کامل پیر کے کامل مرید بن جائیں اور اپنے پیر کی ہر ہر ادا پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ اس لیے کہ ان اولیائے کاملین کی اطاعت کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا اُخروی نَجات کا ایک ذریعہ ہے۔

فاسق کی مغفرت

منقول ہے کہ ایک انتہائی فاسق و فاجر شخص دریا کے کنارے بیٹھا ہاتھ منہ

---

[1] ……تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۱، ص ۱۲۱

[2] ……المرجع السابق

دھو رہا تھا، ناگاہ اس نے دیکھا کہ نیچے کی جانب قریب ہی حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وُضو فرما رہے ہیں، اس نے دل میں کہا: میں گناہوں سے آلودہ ہوں اور یہ پانی میرے ہاتھ پاؤں چھو کر اس نیک پرہیزگار شخص کی طرف جارہا ہے یہ اچھی بات نہیں۔ لہٰذا وہ وہاں سے اٹھا اور یہ سوچ کر نیچے کی جانب آبیٹھا کہ جب امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہاتھ اور پیر کو چھوتا ہوا پانی اس تک پہنچے گا اور وہ اس سے ہاتھ پاؤں دھوئے گا تو کیا عجب اس کے قلب کی گندگی دور ہوجائے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا: میں تو بہت گنہگار روسیاہ کار شخص تھا، بس امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ادب کرنے کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرمادی۔[1]

مجھے میرا پیر ہی کافی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے کہ مرید کو یقین ہونا چاہئے کہ **بس مجھے میرا پیر ہی کافی ہے۔** چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مُجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جب تک مرید یہ اِعْتِقَاد (یعنی یقین) نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اَولیائے زمانہ سے میرے

---

[1] ……تذکرۃ الاولیاء، ذکر الامام احمد حنبل، ص ۲۴۴

لیے بہتر ہے، نَفع نہ پائے گا۔ (حضرت) علی بن ہیتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حُضورِ غوثِ اَعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خاص خلیفہ تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک بار بیمار پڑ گئے تو حضور غوثِ اَعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ چنانچہ آپ نے کھانے کا اہتمام فرمایا اور آپ کے ایک خاص مُرید حضرت علی جُوسَقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کھانا لے کر حاضرِ خدمت ہوئے مگر اس سوچ میں پڑ گئے کہ کھانا کس کے سامنے پہلے رکھوں؟ اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شان کے خِلاف ہے اور اگر حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سامنے رکھتا ہوں تو اِرادَت تقاضا نہیں کرتی۔ اس لیے انہوں نے اس طرح کھانا پیش کیا کہ دونوں حضرات کے حضور ایک ساتھ پہنچا۔ یہ دیکھ کر حضور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ مُرید تمہارا بہت با اَدب ہے۔ (حضرت) علی بن ہیتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عرض کیا: بہت ترقیاں کر چکا ہے، اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں۔ (حضرت) علی جوسقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یہ سنتے ہی ایک کونے میں گئے اور رونا شروع کیا۔ حضور (غوثِ پاک) نے فرمایا: اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہِلا ہوا ہے اسی سے دُودھ پیئے گا دوسرے کو نہیں چاہتا۔[1]

---

[1] .....ملفوظات، ص ۴۰۲.....بهجة الاسرار، ذکر شیخ ابو الحسن الجوسقی، ۳۸۳

پیر کی خانقاہ کا ادب

ایک مرتبہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مریدین کے ساتھ تشریف فرما تھے اور طریقت سے متعلق تربیت فرما رہے تھے۔ مگر دورانِ بیان جب آپ کی نظر دائیں طرف پڑتی تو آپ (با اَدَب انداز میں) کھڑے ہو جاتے۔ تمام لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ پیر و مرشد کس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ پیر و مرشد کو قیام کرتے دیکھا (مگر اَدَب کے باعث کسی کو سبب دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوئی)۔ جب سب لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک مرید جو مرشد کا منظورِ نظر تھا۔ اس نے موقع پا کر عرض کی! حضور ہماری تربیت کے دوران بارہا آپ نے قیام فرمایا یہ کس کی تعظیم کیلئے تھا؟ حضرت خواجہ معین الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا! اس طرف میرے پیر و مرشد شیخ عثمان ہارونی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مزارِ مبارک ہے۔ لہٰذا جب میرا اپنے پیر و مرشد کے مزار مبارک کی طرف رخ ہوتا تو میں تعظیم کیلئے اُٹھ کھڑا ہوتا۔[1]

منزل تک پہنچنے کا راستہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا مرید کامل کو چاہئے کہ کبھی بھی اپنی

---

[1] .....فوائد السالکین مع ہشت بہشت، ص ۱۳۸

عقیدت کو تقسیم نہ کرے کیونکہ جو لوگ اپنی عقیدت کو تقسیم کرتے ہیں وہ بعض اوقات منزل نہیں پاتے، لہٰذا مُریدِ کامل کو اس بات کا اعتقاد رکھنا چاہئے کہ مجھے جو کچھ ملتا ہے اپنے پیر کے صدقے ملتا ہے۔ نیز مُریدِ کامل کو کبھی ایسی صحبت میں نہیں بیٹھنا چاہئے جہاں اس کو اس کے پیر سے برا بیگانہ کیا جائے۔ چنانچہ،

امام شعرانی کا ارشاد

حضرت سَیِّدُنا امام عبدالوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: مشائخِ کِبار نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اپنے مرشِد کی مَحبّت کی شرائط میں سے ایک (اہم شرط) یہ ہے کہ مرید اپنے مرشِد کی گفتگو کے عِلاوہ دیگر تمام لوگوں کی گفتگو سننے سے اپنے کان بند کرلے۔ (یعنی مرشِد کے خلاف باتیں کرنے والے کی گفتگو سُننا تو دُور کی بات اس کے سائے سے بھی دور بھاگے) اور مرید کسی بھی مَلامت کرنے والے کی مَلامت کو نہ سنے، یہاں تک کہ اگر تمام شہر والے لوگ کسی ایک میدان میں جمع ہوکر اسے اپنے مرشِد سے نفرت دلائیں (اور ہٹانا چاہیں) تو وہ لوگ اس بات پر (یعنی مرید کو مرشد سے دور کرنے پر) قدرت نہ پاسکیں۔ [1]

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مُرید ہو تو ایسا، کیونکہ جو شخص ان چیزوں سے ناآشنا ہو بقولِ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جس نے مُرشِد کی محبت کا جام ہی نہیں پیا وہ

---

[1] .....الانوار القدسیہ، الباب الثانی فی بیان نبذۃ من آداب المرید مع شیخہ، الجزء الثانی، ص ۳

اس کی لذّت کو کیا جان سکتا ہے۔ اس کا تو کام ہی کیف و مستی میں ڈوبے مرید کامل کو دیکھ کر مذاق اڑانا ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہے جیسے نواز دے یہ مزاجِ عشقِ رسول ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا امام شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرید کو چاہیے کہ صرف اپنے پیر پر نظر رکھے اور اگر کہیں سے فیض ملے تو اسے بھی اپنے پیر ہی کا فیض تصوُّر کرے۔ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اگر وہ اپنے پیر و مرشد سے وابستہ رہا تو اس کا پیر اسے ایسی منزلیں طے کروا دے گا جن کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ پس اپنے پیر پر اعتراض نہ کرے اور اس کی کسی بات یا کسی فعل کو عقل کے ترازو پر نہ تولے کیونکہ عقل کی ایک نمایاں خامی یہ بھی ہے کہ جو بات قبول نہیں کرتی اس کا انکار کر دیتی ہے۔ لہٰذا مرید کو چاہیے کہ اپنی عقل، ارادے اور خواہش کو اپنے پیر پر قربان کر دے۔ چنانچہ،

پیر کی کدال

ایک مرتبہ ایک شخص ایک پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: عالیجاہ! مجھے اپنی صحبت میں قَبول فرمالیں۔ پیر صاحب نے قَبول فرماتے ہوئے اسے ایک کُدال دی جس کے سرے پر ایک بے کار اور فالتو لوہا لگا ہوا تھا۔ دراصل

پیر صاحب نے مرید کی آزمائش کا یہ معیار بنایا کہ اگر یہ مرید کامل ہے تو کبھی بھی یہ نہیں کہے گا کہ یہ لوہا زائد ہے اس کا کیا فائدہ؟ خوامخواہ کا وزن میرے گلے کیوں ڈال دیا؟ لہٰذا سات سال تک وہ **کامل مرید** اپنے پیر کی خدمت کرتا رہا مگر کبھی بھی اس کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ میرے پیر نے یہ کیا فالتو چیز کُدال کے ساتھ لگا کر دے دی ہے۔ [1]

فیض سے محرومی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کامل مرید کی توجہ اور حُسنِ ظن ہی اسے پیر کے فیض سے فیضیاب کرتے ہیں کیونکہ مرید جب حسنِ ظن کی دنیا سے نکلتا ہے تو اپنے پیر کی محبت اور اس کے فیض سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ یاد رکھئے! اس محرومی کی ابتدا بدگمانی سے ہوتی ہے، جو سب سے پہلے پیر بھائیوں کے متعلّق پیدا ہوتی ہے، پھر یہ بدگمانی تہمت اور غیبت کی شکل اختیار کرتی ہے جس سے دل و دماغ پَراگَندہ ہونے لگتے ہیں، جب یہ پَراگندگی دل و دماغ پر اپنا قبضہ خوب جما لیتی ہے تو پھر مُرید آہستہ آہستہ پیر سے بھی بدگمان ہونا شُروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک وفا شِعار مُرید اپنے پیر کے فیض سے محروم ہونے لگتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر مرید کو چاہئے کہ شیطان کے حملوں کو سمجھنے کی کوشش کرے کیونکہ

---

[1] .....الابریز، الباب الخامس فی ذکر التشایخ والارادۃ، الجزء الثانی، ص ۸۲

شیطان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ کوئی بھی شخص مرید کامل نہ بننے پائے۔ بسا اوقات کوئی شخص شیطان کے حملوں سے بچتے بچاتے مرید کامل کے مرتبے پر فائز ہوجائے تب بھی شیطان اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا بلکہ ایسے مرید کامل پر خود پسندی و تکبُّر جیسے مُہلِک ہتھیاروں سے حملہ آور ہوتا ہے، اب جو بچ گیا سو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے بچ گیا اور جو بدنصیب شیطان کے ان پھندوں میں پھنس گیا وہ ہلاک و برباد ہوگیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے پیر کی نظرِ کرم سے کسی مَقام ومرتبہ پر فائز ہوا اور یہ سمجھنے لگے کہ اسے یہ مرتبہ اس کی اپنی کوشش سے حاصل ہوا ہے تو وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت داتا گنج بخش سَیِّد علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کا ایک مرید کچھ بداعتقاد ہوگیا اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہوگیا کہ وہ کسی درجہ پر فائز ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ خاموشی سے حضرتِ سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کی بارگاہ سے منہ موڑ کر چلا گیا۔ پھر ایک دن یہ دیکھنے و آزمانے آیا کہ حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس کے دل کے خیالات سے آگاہ ہیں یا نہیں؟ ادھر حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے بھی اپنے نورِ فِراست سے اس کی حالت مُلاحَظہ فرما لی۔ چنانچہ جب وہ مرید آیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک سوال پوچھا تو

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: کیسا جواب چاہتا ہے، لفظوں میں یا معنوں میں؟ بولا: دونوں طرح۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر لفظوں میں جواب چاہتا ہے تو سن! اگر مجھے آزمانے سے پہلے خود کو آزما اور پرکھ لیتا تو تجھے مجھے آزمانے کی ضرورت پیش نہ آتی اور نہ ہی تو یہاں مجھے آزمانے و پرکھنے آتا۔ اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے مَنْصَبِ وِلایت سے مَعْزول کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ اس مرید کا چہرہ سِیاہ ہو گیا تو آہ و زاری کرنے لگا اور عرض گزار ہوا: حُضور یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر توبہ کی اور فُضول باتوں پر بھی نَدامَت کا اظہار کیا تو حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے ارشاد فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ کے ولی والیانِ اسرارِ الٰہی ہوتے ہیں، تجھ میں ان کی ضَرْب کی برداشت نہیں۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس پر دم فرمایا تو وہ دوبارہ اپنے پہلے درجہ پر فائز ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ہمیشہ کے لیے مشائخ عظام کے متعلق بدگمانی کرنے سے توبہ کر لی۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ایک مرید کو پیر کے متعلّق بدگمان ہونے نے کہیں کا نہ چھوڑا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وِلایت سے بھی محروم ہونا پڑا۔ لہٰذا ہمیشہ پیر کے متعلق بدگمانی سے بچئے اور اس کے بے شُمار احسانات کو یاد

---

[1] .....کشف المحجوب، ص ۱۳۷

رکھیے: مثلاً میں مرید ہونے سے پہلے کیا تھا اور اب کیا ہوں؟ کیا مرید ہونے سے پہلے نمازی تھا؟ اگر پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا تو کیا اِشراق و چاشت اور اَوّابین و تہجد بھی پڑھتا تھا؟ کیا عبادت میں لذّت تھی؟ کیا سر پر عمامہ کا تاج سجاتا تھا؟ کیا سنتوں کا پیکر نظر آتا تھا؟ وغیرہ وغیرہ یا یہ سب پیر کی نظرِ کرم کا صدقہ ہے۔ اگر یہ سب پیر کا فیض ہے تو اپنی روحانی پرواز پر فخر مت کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ غرور و تکبُّر کا شکار ہو کر حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کے مرید کی طرح آپ بھی اپنے مقام و مرتبہ سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

صدا پیر و مرشد رہیں ہم سے راضی
کبھی بھی نہ ہوں یہ خفا یاالٰہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجھے موتیوں والا چاہیے

ایک مرتبہ سلطان مَحمود غَزنوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کچھ قیمتی مَوتی اپنے افسران کے سامنے پھینکتے ہوئے فرمایا: چُن لیجئے اور خود آگے چل دیئے۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد مُڑ کر دیکھا تو اَیاز گھوڑے پر سُوار پیچھے چلا آرہا ہے۔ پوچھا: اَیاز! کیا تجھے مَوتی نہیں چاہئیں؟ ایاز نے عَرض کی: عالی جاہ! جو موتیوں کے

طالِب تھے وہ موتی چُن رہے ہیں، مجھے تو مَوتی نہیں بلکہ موتیوں والا چاہیے۔ [1]

آج میرا وضو نہیں تھا!

سلطان محمود غزنوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایاز پر بڑے مہربان تھے اور اس سے محبت کرتے تھے، اسی طرح ایاز کے بیٹے سے بھی محبت کرتے تھے اور چونکہ اس کا نام محمد تھا لہٰذا اس کے ساتھ عزت سے پیش آتے۔ [2]

ایک بار سلطان نے ایاز کے بیٹے کو یوں پکارا: اے ایاز کے بیٹے! یہاں آؤ۔ ایاز بھی چونکہ سلطان سے محبت کرتا تھا، ڈر گیا اور دل میں سوچنے لگا: لگتا ہے میرے بیٹے سے کوئی خطا ہوگئی ہے جبھی تو آج اس طرح بلایا گیا ہے۔ چنانچہ عرض گزار ہوا: بادشاہ سلامت! میرے بیٹے سے کوئی خطا ہوگئی ہے؟ سلطان محمود غزنوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کہا: کیوں؟ تمہیں ایسا کیوں محسوس ہوا؟ عرض کی: آج آپ نے میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں پکارا۔ جواب دیا: ایاز! بات دراصل

---

[1] .....فیضانِ سنت، ج ۱، ص ۹۴۹

[2] .....جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے کسی کا نام رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اس بچے کا نام محمد اور پکارنے کے لئے عرف مثلاً رجب رضا رکھتے ہیں۔ نام کے ساتھ رضا کا اضافہ امامِ اہلسنّت مجدِدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی نسبت سے کرتے ہیں۔

یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کا نام محمد ہے اور جب بھی میں تمہارے بیٹے کو پکارتا تھا میرا وضو ہوتا تھا مگر آج میرا وضو نہ تھا اور ادب کی وجہ سے میں نے نام لے کر نہیں پکارا۔ [1]

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب

ھنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے اَدبی است

یعنی میں مشک و گلاب سے ہزار بار بھی اپنا منہ دھولوں تب بھی اے جانِ کائنات وفخر موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کا نام لینا بہت بڑی بے ادبی ہے۔

اپنا ماضی یاد رکھتا ہوں

جب کسی کی کسی پر عطائیں اور نوازشیں ہوں تو بعض اوقات اس کے حاسِد پیدا ہوجاتے ہیں جو اس پر طرح طرح کی تنقید کرتے ہیں، یہی معاملہ ایاز کے ساتھ بھی پیش آیا۔ چنانچہ کچھ درباری سلطان محمود سے کہنے لگے کہ آپ ایاز پر اتنی عطائیں کرتے چلے جارہے ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایاز آپ کا خزانہ چُرا چُرا کر اپنے کمرے میں جمع کرتا ہے؟ سلطان محمود کو یقین تھا کہ یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے لیکن پھر بھی اپنے مُحِب کی محبت کو ثابت کرنے کے لیے کہا: اچھا!

---

[1] ……روح البیان، الاحزاب، ج۷، ص ۱۸۵

چلو ایاز کے پاس چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس نے کیا خزانہ چھپایا ہے، جب ایاز کے دروازے پر دستک دی گئی تو دروازہ کھلنے میں تھوڑی تاخیر ہو گئی۔ حاسدین نے کہا: بادشاہ سلامت دیکھا آپ نے! خزانہ چھپا رہا ہو گا اس لئے دروازہ نہیں کھول رہا۔ خیر! جب دروازہ کھلا تو بادشاہ نے کہا: ایاز! کیا کر رہے ہو؟ یہ کہتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

حاسدین کی نظر کونے میں رکھے ہوئے ایک بکس پر پڑی، کہنے لگے: وہ دیکھیں بکس پڑا ہوا ہے۔ محمود نے بکس دیکھ کر کہا: ایاز! بکس کھولو۔ ایاز نے عرض کی: عالیجاہ! رہنے دیجئے۔ محمود نے دوبارہ کہا: ایاز! بکس کھولو! جب بکس کھولا تو بکس میں پھٹے پرانے چپل اور پھٹا پرانا لباس تھا۔ محمود نے پوچھا: ایاز! یہ کیا ہے؟ عرض کی: بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں آنے کے بعد میرے سر پر تاجِ شاہی، بدن پر شاہی پوشاک اور پاؤں میں شاہی جوتے آ گئے، ظاہری انداز جتنا تھا تبدیل ہو گیا، میں روزانہ آ کر اس بکس کو کھول کر دیکھتا ہوں اور خود سے کہتا ہوں: ایاز! تیرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ بادشاہ کی مہربانی ہے حالانکہ تیری اصل یہ ہے کہ تو پھٹے پرانے چپل اور پھٹا پرانا لباس پہن کر دربار میں آیا تھا، بادشاہ سلامت ماضی دیکھ کر میں اپنے حال پر تکبر نہیں کرتا۔[1]

---

[1] .....مثنوی مولوی معنوی، دفتر پنجم، قصہ ایاز و حجرہ، ص ۱۹۰ مفہوماً

ماضی یاد رکھیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ بھی حضرت ایاز کی طرح اپنے ماضی کو یاد رکھئے اور ذرا غور تو کیجئے کہ جب امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے کیا حال تھا؟ ❁.....سر ننگا، چہرہ داڑھی سے خالی، لباس، بول چال اور انداز غیر مسلموں والے، معاشرے کے دھتکارے و ستائے ہوئے تھے۔ ❁..... کوئی بلاتا: ابے ادھر آ۔ کوئی کہتا: اوئے ادھر آ، سنتا نہیں ہے۔ ❁.....گالیاں دے کر پکارا جاتا مگر جب امیرِ اہلسنت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ❁..... اِنہوں نے سروں پر عزّت کا تاج یعنی سبز سبز عمامہ رکھ دیا۔ ❁..... چہرے کو آقا کی سنّت کے مطابق داڑھی سے رونق بخش دی۔ ❁.....غیر مسلموں کے لباس سے چھٹکارا دلا کر سنتوں بھرے لباس والا بنا دیا۔ ❁..... جو قرآنِ مقدس کی ایک آیت درست پڑھنا نہ جانتے تھے اب اس بارگاہ کی برکت سے مسجد کی امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ ❁.....جن کی زبان سے گالیاں نکلتی تھیں ان پر میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعتیں سج گئیں۔ ❁.....وہ دل جو لندن اور پیرس کے لیے ترستے تھے اب ہر دم مدینے کی یادوں میں تڑپتے نظر آنے لگے۔ ❁.....جس کو مسجد میں آنے کی توفیق نہ ملتی تھی اب نہ صرف پانچوں وقت صفِ اول کا نمازی بلکہ ماہِ رمضان المبارک میں

تیس دن کا معتکف بن گیا۔ ﴿.....﴾ اسی بارگاہ کی برکت سے تو بے شُمار مُبلّغین نے بیان کرنا سیکھا، نعت خوانوں نے نعتیں پڑھنا سیکھیں، خُشوع وخُضوع سے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوکر گڑگڑا کر مانگنے کا سلیقہ بھی تو یہیں سے آیا، سنّت کے مطابق چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا اور بولنا بھی یہیں سے سیکھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! جب یہ باتیں اور اپنا ماضی یاد آتا ہے تو قلب میں پیر کامل کی محبت اور بڑھ جاتی ہے اور یہ محبت تقاضا کرتی ہے کہ جیسا تیرا پیر کامل ہے تو بھی مرید کامل بن جا، تاکہ تیرا پیر تجھ سے راضی اور خوش ہوجائے۔ اور ہمارے شیخ طریقت اپنے کس مرید سے خوش ہوتے ہیں آیئے انہی کی زبانی جانتے ہیں۔ چنانچہ،

آپ فرماتے ہیں: **میرا دل اپنے اس مرید سے خوش ہوتا ہے جو میرا یہ سنتوں کا کاروبار[1] لے کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جو جتنا میرا سنتوں کا کاروبار لے کر آگے بڑھتا ہے میں اس سے خوش ہوتا جاتا ہوں۔**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو مرید کامل دنیا سے اس حال میں گئے کہ ان کا پیر ان سے راضی وخوش تھا ان کی قسمت کے کیا کہنے! کسی کو مفتیٔ دعوتِ

---

[1].....سنتوں کے کاروبار سے مراد تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرنا ہے۔

اسلامی حضرت مولانا مفتی محمد فاروق عطاری مدنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی خواب میں آ کر نماز کے لیے جگاجاتے ہیں، قافلوں کے لیے نیکی کی دعوت دے جاتے ہیں، تو کوئی ان کو احرام کی حالت میں طوافِ کعبہ کرتا ہوا دیکھتا ہے، کوئی مرحوم نگرانِ شوریٰ حاجی محمد مشتاق عطاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی کو میٹھے مصطفٰے کی بارگاہ میں نعت سناتا ہوا دیکھتا ہے۔ جب **شہدائے دعوتِ اسلامی** (حاجی محمد احمد رضا عطاری اور محمد سجاد عطاری عَلَیْہِما رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی) کی قبروں کو کھولا جاتا ہے تو ایسے لگتا ہے کہ آج ہی ان کو قبر میں اتارا گیا ہے۔ پس جو مرشد کی رضا و محبت لے کر اور کامل مرید بن کر قبر میں گئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے ان کی قبروں کو جنت کا باغ بنادے گا۔

"یا غوثِ اعظم نگاہِ کرم" کے سولہ حُروف کی نسبت سے مُرشد کے 16 حقوق

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: میرے آقا **اعلٰی حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، وَلیِ نِعمت، عَظِیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبَت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سُنَّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام**

اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مرشد کے حقوق مرید پر شُمار سے (بھی) اَفزوں (یعنی بڑھ کر) ہیں۔ خُلاصہ یہ ہے کہ (مرید)

﴿۱﴾.....اِن (یعنی مرشد) کے ہاتھ میں ''مردہ بدستِ زندہ'' (یعنی زندہ کے ہاتھوں میں مردہ کی طرح) ہو کر رہے۔

﴿۲﴾.....اِنکی رِضا کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا، اِنکی ناخوشی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناخوشی جانے۔

﴿۳﴾.....انہیں اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے۔

﴿۴﴾.....اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو بھی اسے (اپنے) مرشد ہی کی عطا اور انہیں کی نَظرِ توجّہ کا صدقہ جانے۔

﴿۵﴾.....مال، اولاد، جان، سب ان پر تصدُّق کرنے (یعنی لُٹانے) کو تیّار رہے۔

﴿۶﴾.....ان کی جو بات اپنی نظر میں خِلافِ شَرع بلکہ کبیرہ (گناہ) معلوم ہو اس پر بھی نہ اعتراض کرے، نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے۔

﴿۷﴾.....دوسرے کو اگر آسمان پر اُڑتا دیکھے جب بھی (اپنے) مرشد کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے۔

﴿۸﴾.....ان کے حُضور بات نہ کرے۔

﴿۹﴾.....ہنسنا تو بڑی چیز ہے ان کے سامنے آنکھ، کان، دل، ہمہ تن (یعنی مکمّل طور

پر) انہیں کی طرف مصروف رکھے۔

﴿۱۰﴾..... جو وہ پوچھیں نہایت ہی نرم آواز سے بکمالِ ادب بتا کر جلد خاموش ہوجائے۔

﴿۱۱﴾.....ان کے کپڑوں، ان کے بیٹھنے کی جگہ، اِن کی اولاد، ان کے مکان، ان کے مَحَلّے، اِن کے شہر کی تعظیم کرے۔

﴿۱۲﴾.....جو وہ حکم دیں ''کیوں!'' نہ کہے (اور بجالانے میں) دیر نہ کرے (بلکہ) سب کاموں پر اسے تقدِیم (یعنی اَوَّلیَّت) دے۔

﴿۱۳﴾.....اِن کی غَیبت (''غَے۔بَت'' یعنی غیر موجودَگی) میں بھی اِن کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔

﴿۱۴﴾.....اِن کی موت کے بعد بھی ان کی زَوجہ سے نِکاح نہ کرے۔

﴿۱۵﴾.....روزانہ اگر وہ زِندہ ہیں، اِن کی سلامتی و عافیت کی دُعا بکثرت کرتا رہے اور اگر اِنتِقال ہوگیا تو روزانہ اِن کے نام پر فاتحہ و دُرُود کا ثواب پہنچائے۔

﴿۱۶﴾.....ان کے دوست کا دوست، اِن کے دشمن کا دشمن رہے۔ **اللہ و رسول** عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اِن کے عِلاقے (یعنی تعلُّق) کو تمام جہان کے عِلاقے (یعنی تعلُّق) پر دل سے ترجیح دے اور اِسی پر کاربند رہے وغیرہ وغیرہ۔

... جب یہ ایسا ہوگا تو ہر وَقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ و سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و حضراتِ مَشائخِ کِرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی مدد زندگی میں، نَزع میں، قَبر میں، حَشر میں، مِیزان پر، صِراط پر، حوض پر ہر جگہ اِس کے ساتھ رہے گی۔ اِس کے مرشِد اگر خود کچھ نہیں تو ان کے مُرشد تو کچھ ہیں یا مُرشد کے مُرشد یہاں تک کہ صاحِبِ سلسلہ (قادِریہ) حُضُور پُرنور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پھر یہ (قادِری) سلسلہ مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور اُن سے سیِّدُ المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن سے **اللہ ربُّ العلمین** عَزَّوَجَلَّ تک مسلسل چلا گیا ہے۔ ہاں یہ ضَرور ہے کہ مرشد چاروں شرائطِ بیعت کا جامِع ہو پھر اِن کا حُسنِ اعتقاد سب کچھ پھل لا سکتا ہے۔[1] **وَاللہُ تعالٰی اَعلَم**

مطیع اپنے مرشد کا مجھ کو بنادے میں ہوجاؤں ان پر فدا یاالٰہی
بنا دے مجھے ایک در کا بنادے میں ہر دم رہوں باوفا یاالٰہی

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



[1] ....فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۶۹

Go To Index

حیاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض گوشوں اور نیکی کی دعوت
کے لئے آپ کی خدماتِ جلیلہ پر مشتمل مدنی گلدستہ

پیارے مُرشِد



پیش کش:
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پیارے مرشد[1]

دُرودِ پاک کی فضیلت

آسمانِ صَحابیت کے دَرَخشاں ماہتاب، نظامِ عَدل کے روشن آفتاب، امیرُ المومنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْض﴾ بے شک دُعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور ﴿لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ﴾ اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی (یعنی دُعا قبول نہیں ہوتی) جب تک تم اپنے نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔ (سُنَن الترمذی، کتاب الوتر، باب فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث: ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۸۔ دار الفکر بیروت)

حضرت علّامہ کفایت علی کافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں:

دُعا کے ساتھ نہ ہووے اگر دُرود شریف
نہ ہووے حشر تلک بھی بر آوَرِ حاجات

---

[1]..... یہ بیان مبلغ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عظیم الشان سنتوں بھرے اجتماع میں بڑی گیارھویں شریف کے موقع پر جامع مسجد کنز الایمان بابری چوک (باب المدینہ) میں ۱۴۲۶ھ بمطابق 2005ء کو فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

قبولیّت ہے دعا کو درود کے باعِث
یہ ہے درود کہ ثابت کرامت وبَرَکات
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شِیر خوار بچے کی گواہی

بنی اسرائیل میں جُرَیج نامی ایک عبادت گزار شخص تھا جس نے لوگوں سے الگ تھلگ ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی۔ ایک دن وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی والدہ ماجدہ آئیں اور اسے آواز دی: ”اے جُرَیج!“ مگر جُرَیج سوچنے لگا کہ اب کیا کروں، پھر دل میں کہا: ”اے میرے ربّ! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔“ اس نے نماز کو ترجیح دی اور والدہ کو کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن پھر اس کی ماں آئی تو وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہا تھا، ماں نے پکارا: ”اے جُرَیج!“ تو اس نے پھر دل میں یہی کہا: ”اے میرے ربّ! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔“ اس بار بھی جریج نے نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہ دیا۔ والدہ پھر چلی گئیں۔ تیسرے دن بیٹے سے ملنے آئیں تو اس بار بھی جریج نے نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے ماں کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا۔ ماں کا دل دکھا اور دلِ پر درد سے یہ الفاظ نکلے: ”اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔“

بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت و ریاضت کا بڑا چرچا تھا، بنی اسرائیل کی ایک عورت بہت حسین و جمیل تھی، کہنے لگی کہ میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں گی۔ چنانچہ یہ عورت جریج کے پاس گئی مگر جریج نے کوئی توجہ نہ دی، جریج کی توجہ حاصل کرنے سے مایوس ہو کر وہ اس کے عبادت خانے میں اکثر آنے جانے والے ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے دامِ فریب میں گرفتار کر کے منہ کالا کر لیا اور جب اس کا ثمرِ نومولود بچے کی شکل میں ظاہر ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو بغیر تصدیق و تفتیش سب آپے سے باہر ہو گئے اور فوراً جا کر جریج کو عبادت خانے سے باہر نکال کر خوب زدوکوب کیا اور عبادت خانے کو بھی گرا دیا۔ جب جُریج کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اس پر بدکاری کا الزام لگایا گیا ہے تو اس نے پوچھا: ''وہ بچہ کہاں ہے؟'' جب لوگ بچہ لے کر آئے تو جریج نے نماز پڑھی اور پھر اپنی ایک انگلی بچے کے پیٹ پر رکھ کر پوچھا: ''بتا تیرا باپ کون ہے؟'' تو بچے نے بتایا کہ اس کا باپ فلاں چرواہا ہے۔ اس پر بنی اسرائیل بڑے شرمسار ہوئے اور اپنے کئے کی معافی مانگی اور جریج (کے ہاتھ پاؤں) کو چومنے لگے اور عرض کی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں مگر جریج نے کہا کہ سونے کے بجائے اسے پہلے کی طرح مٹی ہی کا بنا دو۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرھا، الحدیث: ۲۵۵۰، ص ۱۳۸۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت جریج کے حکم پر باذنہ تعالیٰ بچے کے بول پڑنے سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے کلمات باذنِ پروردگار واقع ہو کر ہی رہتے ہیں۔ جیسا کہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں ﴿**لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ**﴾ کہ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بھروسے پر قسم اٹھالیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیۃ، الحدیث: ۲۷۰۳، ج ۲، ص ۲۱۳۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان نیک بندوں کو جن کا ربِّ ذُوالجلال کے ہاں بڑا مرتبہ ہے، ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی کہتے ہیں۔

ولایت کی تعریف:

صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں: ''ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔''

(بہارِ شریعت، جلد ۱، حصہ ۱، ص ۲۶۴۔ مکتبۃ المدینۃ باب المدینۃ، کراتشی)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین **ابوعبد اللہ** محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی (**مُتَوَفّٰی** ۶۰۶ھ) ولایت کی تعریف کرتے ہوئے کسی عارف **باللہ** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت قربِ خاص کا نام ہے اور **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ کا ولی وہ ہے جو اس قرب کی انتہا کو پالیتا ہے۔"

(التفسیر الکبیر، سورۃ یونس، تحت الایۃ: ۶۲، جلد ۶، ص ۲۷۶۔ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (پ ۱۱، یونس: ۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی "خَزَائِنُ الْعِرْفَان" میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ولی کی اصل ﴿وِلَاء﴾ سے ہے جو قرب و نصرت کے معنیٰ میں ہے۔ وَلیُّ اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اُسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیا کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور مُعین و مددگار ہوتا ہے۔ مُتَکَلِّمِیْن کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ

اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علما نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں، اولیا کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تَعَالٰی کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

وِلایت کسبی ہے یا عطائی؟

ولایت کی تعریف جان کر یقیناً ہر ایک اسلامی بھائی چاہے گا کہ وہ اس منصب

پر فائز ہو مگر یاد رکھنا چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 146 صَفحات پر مشتمل کتاب ''فیضانِ مزاراتِ اولیا'' صَفحہ 34 پر ہے کہ ولایت وہبی وعطائی ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ ایک انعام ہے، کسبی نہیں یعنی عبادت وریاضت کے ذریعے حاصل نہیں کی جاسکتی بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ البتہ! اعمالِ حسنہ اس کا ذریعہ اور سبب ضرور ہیں۔ چنانچہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (مُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت کسبی نہیں، محض عطائی ہے۔ ہاں! کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں (یہ اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے)۔'' (فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۶۰۶) اور صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت وہبی شے ہے، نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ! غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔'' (بہارشریعت، جلد ۱، حصّہ ۱، ص ۲۶۴۔ مکتبۃ المدینۃ باب المدینۃ)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت اور صدرُ الشریعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ ولایت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک خاص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ البتہ! نیک اعمال کرتے رہنا چاہئے تاکہ ہمارا پیارا ربّ عَزَّوَجَلَّ ہم سے راضی ہو کر ہمیں بھی اپنے اس خاص فضل و کرم کی بارش کا ایک قطرہ عطا فرمادے۔

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت جریج والی روایت سے ہمیں دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں (یعنی اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام) سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو عقل میں نہیں آسکتے اسے کرامت کہتے ہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ماں کی بد دعا سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ لہٰذا آئیے پہلے ان دونوں باتوں کی کچھ تفصیل جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

کرامت کسے کہتے ہیں؟

عارف باللہ، ناصحُ الاُمّہ، حضرت سیِّدنا امام عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ) کرامت کی تعریف یوں فرماتے ہیں: ”کرامت سے مراد وہ خلافِ عادت امر ہے جس کا ظہور تحدّی و مقابلہ کے لئے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔“

(الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی فی الامور المھمۃ فی الشریعۃ، ج ۱، ص ۲۹۲۔ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

خلافِ عادت امر کی مختلف صورتیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خلافِ عادت امر سے مراد وہ کام ہے جو عام طور پر کسی انسان سے ظاہر نہ ہوتا ہو مثلاً ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ افعال کہ عام طور پر آدمی نہ تو ہوا میں اُڑ سکتا ہے اور نہ ہی پانی پر چل سکتا ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحہ 58 پر ہے: ''نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو اس کو **اِرہاص** کہتے ہیں (اور بعد نبوت ہو تو **معجزہ**) اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو **کرامت** کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو اسے **معُونت** کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو **اِستدراج** کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو **اِہانت** ہے۔''

(بہارِ شریعت، حصّہ ۱، ج ۱، ص ۵۸۔ مکتبۃ المدینۃ، باب المدینۃ)

معجزہ اور کرامت میں فرق:

معجزہ اور کرامت میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔ چند فرق بیان کئے جاتے ہیں:

﴿1﴾.....حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر فورک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے معجزات کو ظاہر کرنا لازم ہے مگر ولی کے لئے کرامت کو چھپانا ضروری ہے۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۳۷۹۔ دار الکتب العلمیۃ)

﴿2﴾.....حضرت سیّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۴۱۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''معجزات حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سچے نبی ہونے کی دلیل ہیں اور نبوت کی کوئی دلیل کسی غیر نبی میں نہیں پائی جاسکتی جیسے پختہ ومحکم عقل عالم ہونے کی دلیل ہے جو غیر عالم میں نہیں پائی جاسکتی۔'' (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۳۷۸)

﴿3﴾.....حضرت سیّدُنا شیخ ابو طاہر قزوینی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ معجزہ وکرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''معجزہ کا ظہور تحدی (یعنی چیلنج) اور مقابلہ کے لئے ہوتا ہے جبکہ کرامت میں ایسا نہیں۔''

(حجۃ اللہ علی العالمین، المقدمۃ، المبحث الاول، ص ۱۲۔ مرکز اھل السنۃ برکات رضا)

کرامت اور استدراج میں فرق:

محققِ اہلسنّت، حضرت سیّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) کرامت اور استدراج کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ظُہورِ کرامت کے وقت، صاحبِ کرامت بزرگ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف طاری ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قہر سے اور زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اُسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں استِدراج نہ ہو۔ لیکن اِستدارج والے کا معاملہ اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استدراج کو دیکھ

کر اُنس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اسی کا حقدار ہوں۔ اور اس کے سبب دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس دھوکے میں آ کر وہ خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عقاب و گرفت سے محفوظ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اپنے اُخروی انجام سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ پس اگر بندہ یہ حالات دیکھے تو وہ یقین کر لے کہ یہ کرامت نہیں، اِستدارج ہے۔'' (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۲۴ ملخصاً۔ مرکز اھل السنۃ برکات رضا)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (مُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) ''فتاوی رضویہ شریف'' جلد ۲۱، صفحہ ۵۵۷ پر سردارِ سلسلۂ چشتیۂ اشرفیہ حضرت قطبِ ربانی، محبوبِ یزدانی، مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: ''خارق عادت اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر بود کرامت گویند و اگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج۔ حفظنا اللہ و ایاکم۔ (ترجمہ) اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خارق عادت ظاہر ہوں تو کرامت اور اگر مخالفِ شریعت سے صادر ہوں تو استدارج ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔'' (لطائف اشرفیہ، لطیفہ پنجم، ج ۱، ص ۱۲۶)

ولی ہونے کے لئے کرامت ضروری نہیں:

حضرتِ سیِّدُنا عارف باللہ امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ

القُشَیری (مُتَوَفّٰی ۴۶۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہی کرامت تمام اولیاء کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہو بلکہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کرامت کا ظہور نہ بھی ہو تو اس کی ولایت کا انکار نہیں کیا جائے گا۔“

(الرسالۃ القشیریۃ، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۷۹۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ولی کو کرامت کیوں ملتی ہے؟

محققِ اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ”**ولیُ اللّٰہ** کو خلافِ عادت فعل (یعنی کرامت) اس لئے عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو خلافِ عادت بنالیتا ہے۔ یوں کہ جب اس کا نفس کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف کرتا ہے حتی کہ مباح (یعنی جائز) چیزوں سے بھی نفس کو دور رکھتا ہے۔ یوں ہی جب شیطان مختلف اشیا کو مزین کر کے اس کے نفس پر پیش کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کو ان اشیا سے پھیر دیتا ہے۔ اگر شیطان اس کو کسی واجب کے ترک پر آمادہ کرے تو وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ لہٰذا جب وہ اپنی ذات میں خلافِ عادت افعال سرانجام دیتا ہے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے دُنیا میں خلاف عادت کام پیدا فرما دیتا ہے۔“ (المرجع السابق، ص ۴۳ ملخصا)

ماں کی ناراضی خدا کی ناراضی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت جریج والی حکایت سے معلوم ہوا کہ

ماں کی ناراضی سے بچنا چاہئے، دیکھئے کہ حضرت جُرَیج کتنے بڑے عابد و زاہد تھے کہ ان کی پاکدامنی و براءت ثابت کرنے کے لئے ایک بچے کو قوتِ گویائی نصیب ہوئی مگر ماں کی بددعا ان کی آزمائش کا سبب بن گئی۔ اس سے یہ مَدَنی پھول بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہم کتنے ہی بڑے عابد و زاہد، مفتی و عالم اور نیک و پرہیزگار بن جائیں بس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں ماں ہے، ماں کی عزت و عظمت کو ہر وقت اور ہر گھڑی پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ماں باپ کو ہمیشہ راضی رکھا جائے، وہ کبھی ہم سے ناراض نہ ہوں۔ کیونکہ ہمارے پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں والدین سے حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ (پ ۱۵، بنی إسرائیل: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولینا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''**خزائنُ العرفان**'' میں فرماتے ہیں: ضُعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوّت

نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے اور حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خِطاب کرنا۔ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔چنانچہ،

امام ابُونُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عَون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ان کی ماں نے بُلا یا تو جواب دیتے وَقت ان کی آواز قَدرے (یعنی تھوڑی سی) بُلند ہوگئی،اس وجہ سے انہوں نے دو غلام آزاد کیے۔(حِلْیَۃُ الْاولیاء،الحدیث:۳۱۰۳،ج۳،ص۴۵۔دارالکتب العلمیۃ)

دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا
ورنہ اس میں ہے خسارہ آپ کا

(وسائل بخشش،ص۶۶۸)

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ ماں باپ بالخصوص ماں کی بے ادبی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بالکل پسند نہیں خواہ اس کا کوئی ولی ہی کیوں نہ کرے اور جن لوگوں نے ماں کا ادب کیا اور اس کی خدمت کر کے دعائیں لیں تاریخِ اسلام میں ان کا نام چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہے۔

بیل کی نصیحت

ایک کم سن لڑکا نو ذو الحجۃ الحرام کو گھر سے باہر نکلا اور کھیت میں ہل چلانے والے ایک بیل کے پیچھے ہولیا کہ اچانک بیل اس کم سن لڑکے کی جانب مڑا اور نام لے کر یوں مخاطب ہوا کہ اے فلاں! تم کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ کم سن لڑکے نے بیل کو اس طرح کلام کرتے سنا تو خوفزدہ ہو کر فوراً گھر آیا اور چھت پر چڑھ کر دیکھا تو سینکڑوں میل دور میدانِ عرفات کا منظر دکھائی دیا جس میں حجاج کرام گھروں سے دور رضائے رب الانام کے حصول کی خاطر جمع تھے۔ کم سن لڑکے نے یہ دیکھا تو اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے میری پیاری امی جان! مجھے رضائے رب الانام کے لئے راہِ خدا میں وقف کر دیجئے اور مجھے بغداد شریف جا کر علمِ دین حاصل کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا فیضان حاصل کرنے کی اجازت عطا فرمایئے۔'' والدہ ماجدہ نے اس کا سبب پوچھا تو اس کم سن لڑکے نے بصد احترام سارا ماجرا عرض کر دیا۔

والدہ ماجدہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت و رضا پر لبیک کہا اور راہِ خدا کے اس ننھے مسافر کے لئے زادِ راہ تیار کرنا شروع کر دیا اور چالیس دینار اپنے لختِ جگر کی قمیص کے اندر سی دیئے۔ پھر سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے لختِ جگر سے **وعدہ لیا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا** اور اس کے بعد اپنے

بیٹے کو یہ کہتے ہوئے الوداع کہا: ”جاؤ! میں نے تمہیں راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا، اب میں یہ چہرہ قیامت سے پہلے نہ دیکھوں گی۔“

(بهجة الاسرار، ذکر طریقه رحمة الله تعالی علیه، ص ۱۶۷۔ دار الکتب العلمیة)

بچے کی پہلی درسگاہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ملتِ اسلامیہ کی ایک عظیم ماں نے اپنے کم سن لڑکے کو راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا اور ایک آج کی ماں ہے جس کی سوچ یہ بن چکی ہے کہ بچوں کو علمِ دین پڑھانے کے بجائے علومِ دنیاوی سے خوب آراستہ کرو تاکہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینا سیکھ سکیں۔ **افسوس صد افسوس!** ایسے بچے دنیاوی علوم سے خوب آراستہ ہو کر جب دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے قابل بنتے ہیں تو دنیا انہیں سب سے پہلا سبق یہی پڑھاتی ہے اگر ترقی کرنا چاہتے ہو تو ماضی کو بھول جاؤ اور صرف اپنی نگاہیں روشن مستقبل پر رکھو۔ چنانچہ اس دوڑ میں وہ سب سے پہلے بوڑھے ماں باپ سے جان چھڑاتے ہیں۔

آج ہر طرف یہی آواز آرہی ہے کہ بچے والدین کے نافرمان ہو گئے ہیں، ان کی اخلاقی اقدار کو تو گویا دیمک چاٹ گئی ہے، ان کی آنکھوں سے حیا مٹ چکی ہے، دنیاوی شان و شوکت اور آن بان ان کے دل و دماغ پر چھا چکی ہے۔ تو

پیارے اسلامی بھائیو! ایسے والدین کے بچوں سے مذہب وملّت سے عدم دلچسپی کے جو واشگاف نعرے سننے کو ملتے ہیں یہ صرف اور صرف ان کی پہلی درسگاہ کی خطا کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر ان کی ماں اس ننھے ذہن پر کوئی ایسی خوبصورت عبارت کندہ کرتی جسکے نقوش کبھی نہ مٹتے تو آج یہ ذلّت ونامرادی کے دن بھی نہ دیکھنے پڑتے۔

آج کی ماؤں کو دنیا نے اپنے دامِ فریب میں اس قدر جکڑ رکھا ہے کہ وہ اپنے بچوں سے دنیوی جاہ وجلال کی لمبی لمبی امیدیں باندھ کر دین اسلام کے ذرّیں اصولوں کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ حالانکہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہی سبق آموز مدنی پھول ملتے ہیں کہ اللہ کی نیک بندیاں کبھی بھی اپنے بچوں کی تربیت سے غافل نہ رہیں۔ انہوں نے کبھی اس بات کا انتظار نہ کیا کہ بچہ بڑا ہو کر جب کسی مکتب ومدرسہ میں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوگا تو خود ہی اخلاقی قدریں بھی سیکھ جائے گا اور اسکی صحیح معنوں میں تربیت بھی ہو جائیگی۔ بلکہ وہ پہلے ہی دن سے اپنے بچوں کی عادتوں اور ان کے طور طریقوں کا مشاہدہ کیا کرتیں اور ہمیشہ درست سمت میں ان کی راہبری وراہنمائی کرتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بچے نہ صرف تابع فرمان ہوتے بلکہ زمانے کی پہچان بھی بنتے۔ چنانچہ،

راہِ خدا کا ننھا مسافر

ایک عظیم ماں نے جب رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر یہ کہتے ہوئے

اپنے لال کو خود سے جدا کیا: ”جاؤ! میں نے تمہیں راہِ خدا میں ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا، اب میں یہ چہرہ قیامت سے پہلے نہ دیکھوں گی۔“ تو راہِ خدا کا یہ ننھا مسافر علمِ دین حاصل کرنے کے جذبے سے سرشار اور اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی محبت کو سینے سے لگائے ایک چھوٹے سے قافلے کے ہمراہ سوئے بغداد چل پڑا، راستے میں ساٹھ ڈاکو قافلہ کا راستہ روک کر لوٹ مار کرنے لگے، انہوں نے کسی کو بھی نہ چھوڑا اور ہر ایک سے اس کا مال و اسباب چھین لیا مگر اس کم سن لڑکے کو کم عمر جانتے ہوئے کسی نے کچھ بھی نہ کہا، پھر ایک ڈاکو نے پاس سے گزرتے ہوئے ویسے ہی پوچھا: کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ کم سن لڑکے نے بے دھڑک جواب دیا: ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو نے مذاق سمجھا اور آگے چل دیا۔ اسی طرح ایک اور ڈاکو نے بھی اس کم سن لڑکے کے پاس سے گزرتے ہوئے پوچھا تو اسے بھی کم سن لڑکے نے یہی جواب دیا کہ اس کے پاس اس قدر دینار ہیں۔ جب یہ دونوں ڈاکو اپنے سردار کے پاس گئے تو اسے بتایا کہ قافلہ میں ایک ایسا نڈر کم سن لڑکا ہے جو اس حال میں بھی مذاق کر رہا ہے۔ سردار نے کم سن لڑکے کو بلانے کا کہا، وہ حاضر ہوا تو اس نے پوچھنے پر اب بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ سردار نے تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار مل گئے۔ کم سن لڑکے کے اس سچ بولنے پر سب حیران ہوئے اور اس سے سچ بولنے کا سبب پوچھا تو کم سن لڑکے نے جواب دیا کہ

میری والدہ ماجدہ نے گھر سے نکلتے ہوئے وعدہ لیا تھا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا اور میں اپنی والدہ کے عہد کو نہیں توڑ سکتا۔ ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور کہنے لگا: ہائے افسوس! صد افسوس! یہ کم سن لڑکا اپنی والدہ سے کئے ہوئے عہد کی پاسداری اس طرح کر رہا ہے اور ایک میں ہوں کہ کئی سالوں سے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے عہد کی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔ پس اس سردار نے روتے ہوئے راہِ خدا کے اس ننھے مسافر کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور اس کے باقی ساتھی بھی یہ کہتے ہوئے تائب ہوئے کہ اے سردار! جب برائی کی راہ پر تو ہمارا سردار تھا اب نیکی کی راہ پر بھی تو ہی ہمارا راہنما ہوگا۔ (بهجة الاسرار، ذكر طريقه رحمة الله تعالى عليه، ص ۱۶۷)

پیارے اسلامی بھائیو! راہِ خدا کا یہ ننھا مسافر کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے پیارے **مرشد، پیروں کے پیر، پیر دستگیر، روشن ضمیر، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، پیرِ لاثانی، پیرِ پیراں، میرِ میراں، شیخ سید ابو محمد عبد القادر جیلانی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی تھے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سرکارِ بغداد، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ابھی راہِ خدا میں سفر کا آغاز ہی کیا تھا کہ اس ننھی سی عمر میں

صرف ماں سے کئے ہوئے وعدے کی لاج نبھانے کی برکت سے ساٹھ ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور اگر بندہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے وعدے کی پاسداری کرنے لگے تو سوچئے کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ پس یہی وجہ ہے کہ ماں سے جو وعدہ کرکے آئے تھے کہ ہمیشہ سچ بولیں گے اور سچ ہی کا بول بالا کریں گے تو اس سچ کی برکت سے جب اس آفتابِ ولایت کا شہرہ عام ہوا تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگ راہِ راست پر آگئے اور ہر چھوٹے بڑے نے نہ صرف آپ کی ولایت کا اعتراف کیا بلکہ آپ کو اپنے سر کا تاج بھی سمجھا۔

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

محققِ اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (مُتَوَفّٰی ۱۳۵۰ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "**جامع کراماتِ الاولیاء**" میں حضرت محمد بن عمر ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے درمیان دمشق میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ نے گردن جھکالی، لوگوں نے سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا: ابھی ابھی سید الاولیا، حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی محفلِ وعظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "**قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰه**"، یعنی میرا یہ قدم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ سن کر مشرق و مغرب تک ہر ولی نے اپنی گردن جھکا لی ہے۔ ساتھیوں نے تاریخ نوٹ کر لی پھر کچھ دنوں بعد سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے متواتر یہ خبریں پہنچنا شروع ہوگئیں کہ واقعی آپ نے اس تاریخ کو یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۰)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

آفتابِ ولایت کی ضیا پاشیاں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم مرتبہ ایسے ہی نہیں ملا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زندگی کے نشیب و فراز میں بہت سی مشقتیں برداشت کیں مگر کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ربِّ ذو الجلال کے کرم سے اپنی نگاہیں نہ ہٹائیں اور جب مشقت و ریاضت کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے تو ربّ تعالٰی نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ آپ نے آسمانِ ولایت پر آفتاب بن کر طلوع ہوتے ہی باقی تمام دَرَخشندہ ستاروں کی چمک دمک کو نورِ معرفت میں چھپا لیا۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفُق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

پیارے اسلامی بھائیو! یہی وجہ ہے کہ حضرت **محمد بن عمر ابو بکر بن قوام** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام **اکابر عارفین** رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن میں سے ہیں اور شام میں پیروں کے پیر شمار ہوتے ہیں مگر انہوں نے بھی ہمارے پیارے مرشد، پیروں کے پیر، پیرِ دستگیر، شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے اعلان پر گردن جھکا دی، حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ایک خاص اور ممتاز مقام عطا فرما رکھا ہے کہ یہ اپنی نظر ولایت سے وہ سب کچھ دیکھ لیتے جس تک ایک عام انسان کی عقل و دانش کو رسائی نہیں۔ چنانچہ،

نظر ولایت کی تابانیاں:

ایک بزرگ شیخ ناسک علی بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے جوانی کے دور میں ہی اپنے پیر و مرشد سیدنا ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کے ساتھ رہنے کا عہد کر لیا۔ ایک دن مجھے بیتُ المُقدَّس کی زیارت کا خیال آیا تو میں نے پیر و مرشد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حاضری کی اجازت چاہی، فرمانے لگے: "بیٹا! جوان ہو اور مجھے خوف ہے کہ کوئی خرابی نہ ہو جائے۔" میں نے روتے ہوئے منت سماجت کی تو انہوں نے مجھے یہ کہتے ہوئے اجازت عطا فرمائی کہ میرا سِرّ

(یعنی بھید) یوں تیری حفاظت کرے گا جس طرح لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے پہنچو تو شیخ علی بن جمل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا وہ اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں تلاش کرتے کرتے ان کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو گھر سے ایک آدمی نکلا اور مجھے نام لے کر مخاطب کرتے ہوئے کہا: علی! تشریف لائیں، حضرت نے آپ کے متعلق وصیت فرمائی تھی کہ ایک علی نامی فقیر تمہارے پاس آئے گا وہ حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کا مرید ہے، میرے آنے تک اسے اندر آنے کی اجازت دے دینا۔ پس میں ان کے کہنے پر اندر جا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ شیخ علی بن جمل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لے آئے، میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا، انہوں نے خوش دلی سے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: علی! گزشتہ رات تمہارے پیر و مرشد میرے پاس تشریف لائے تھے اور تمہاری خبر گیری کے لیے کہا تھا، اب تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ تم یوں سرِ شیخ میں محفوظ ہو جیسے کوئی پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں کچھ دن ان کے پاس ٹھہرا رہا، پھر بیت المقدس چلا، جب وہاں پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو دیکھا، میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے جواب دیکر فرمایا: بیٹا! بہت دیر کر دی ہے، میں صبح سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ میں ڈر گیا تو انہوں نے میرا نام لے کر فرمایا: علی! ڈرو مت!

تمہارے پیر و مرشد نے خود آ کر مجھے تمہاری خبر گیری کے لئے کہا ہے۔ان کی یہ تسلی آمیز بات سن کر میرا خوف جاتا رہا اور میں ان کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا، انہوں نے میری خوب آؤ بھگت کی، میں کئی دن ان کا مہمان رہا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے تھے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے، پھر میں نے ان سے حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے مزارِ مبارک کی زیارت کرنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے کچھ دور تک چل کر مجھے الوداع کیا، راستے میں چار ڈاکوؤں نے مجھے گھیر لیا اور پھر اچانک وہ میرے پیچھے کسی کو دیکھ کر ڈر گئے، میں نے پیچھے دیکھا تو سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹے ہوئے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا، اس نے مجھے کہا: اپنا راستہ چلتے جائیے۔میں چلتا گیا، وہ بزرگ حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا مزارِ مبارک قریب آنے تک میرے ساتھ رہے۔فرماتے ہیں کہ جب میں تمام زیارات کر کے واپس اپنے شہر لوٹا اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے میرے سفر کے تمام واقعات مِن وعَن بیان فرما دیئے اور فرمانے لگے کہ اگر وہ منہ لپیٹ کر آنے والا شخص نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے۔یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نقاب پوش میرے مرشد حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام ہی تھے۔(جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ۲۱۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ السَّلَام کتنے بڑے بزرگ تھے، انہوں نے اتنے طویل سفر میں اپنے

مرید کی کس طرح حفاظت کی۔ مگر ہمارے پیارے مرشد، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات ہی نرالی ہے، حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام ہی کیا مشرق و مغرب کے تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے آپ کا اعلان سن کر اپنی گردنیں جھکا لیں، آپ نے یہ کلمات بغداد مُعلّٰی میں ارشاد فرمائے تھے مگر آپ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں موجود تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے نہ صرف سنی بلکہ اس پر لبیک بھی کہا۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 146 صَفحات پر مشتمل کتاب ''فیضانِ مزاراتِ اولیاء'' صَفْحَہ 17 پر ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُضور نبیِّ کریم، رءُوفٌ رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے جتنا میرا قرب حاصل کرتا ہے اس کی مثل کسی دوسرے عمل سے حاصل نہیں کرتا (ایک روایت میں یوں ہے: میرا بندہ کسی ایسی شئے سے میرا قرب نہیں پاتا جو فرض کو ادا کرنے سے زیادہ پسند ہو) اور میرا بندہ نوافل (کی کثرت) سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب مَیں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو مَیں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتا ہے اور مَیں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور مَیں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے

مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں تردّد نہیں جسے میں کرتا ہوں۔ میں کسی کام کے کرنے میں کبھی اس طرح تردُّد نہیں کرتا جس طرح جانِ مؤمن قبض کرتے وقت تردُّد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ج ۴، ص ۲۴۸۔ دار الکتب العلمیۃ)

حضرت سیِّدُ نا امام فخر الدین **ابو عبد اللہ** محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی (**مُتَوَفّٰی** ۶۰۶ھ) نے ''**تفسیرِ کبیر**''، مُحقِّق علی الاطلاق حضرت سیِّدُ نا شیخ عبد الحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (**مُتَوَفّٰی** ۱۰۵۲ھ) نے ''**شرح فتوحُ الغیب**'' اور حضرت سیِّدُ نا قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (**مُتَوَفّٰی** ۵۴۴ھ) نے ''**شفا شریف**'' میں اس حدیثِ پاک کا معنیٰ و مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنے آپ کو **اللہ** ربُّ العزت کے عشق و محبت والی آگ میں جلا کر فنا کر دیتا ہے اور اسکا نفسانیت و انانیت والا زنگ اور میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور انوارِ الٰہیہ سے اس کا بدن منور ہو جاتا ہے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے انوار ہی سے دیکھتا ہے اور انہی کی بدولت سنتا ہے، اس کا بولنا انہی انوار کے ذریعے ہے اور اس کا چلنا پھرنا اور پکڑنا مارنا انہی سے ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کے مبارک الفاظ میں حدیثِ قدسی کا معنیٰ اور منصبِ محبوبیت کی عظمت کا بیان سنئے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''**اِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ لَہٗ سَمْعًا سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَ الْبَعِیْدَ**'' یعنی

اللہ ربُّ العزت کا نورِ جلال جب بندۂ محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ ہر آواز کو سن سکتا ہے نزدیک ہو یا دور۔ ''وَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ لَهٗ بَصَرًا رَاَى الْقَرِيْبَ وَ الْبَعِيْدَ ''اور جب آنکھیں نورِ جلال سے منور ہو جاتی ہیں تو دور و نزدیک کا فرق ختم ہو جاتا ہے یعنی ہر گوشۂ کائنات پیشِ نظر ہوتا ہے۔ ''وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَّرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَ السَّهْلِ وَ الْقَرِيْبِ وَ الْبَعِيْدِ ''اور جب وہی نور بندے کے ہاتھوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو قریب و بعید اور مشکل و آسان میں اسے تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ الکھف، تحت الایۃ: ۹ تا ۱۲، ج۷، ص۴۳۶۔ داراحیاء التراث)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کس طرح بے جان چیزوں کو اپنے ولیوں کے تابع فرمان کر دیتا ہے اور کس طرح اُن کو دور سے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا فرماتا ہے کہ اعلان بغداد میں ہوتا ہے اور جواب میں لبیک کہتے ہوئے گردنیں ملک شام میں جھک جاتی ہیں۔ یہ ہمارے پیارے مرشد حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامت ہے کہ آپ کی آواز سینکڑوں میل دور بھی ایسے ہی سنائی دیتی جس طرح محفل میں موجود تمام افراد سنتے۔ چنانچہ،

آوازِ مبارک کی کرامت:

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی مجلسِ مبارک میں شرکائے اجتماع بہت زیادہ ہوتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز مبارک

جیسی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی ویسی ہی دُور والوں کو سنائی دیتی تھی یعنی دور اور نزدیک والوں کے لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔

(بھجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص ۱۸۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دور و نزدیک تک یکساں آواز کا پہنچا دینا اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی کرامت ہے اور یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ایک ایسا وائرلیس نیٹ ورک ہے جس پر عقلیں دنگ ہیں۔ آج ہماری آواز بھی دنیا کے کونے کونے میں موجود لوگ سن لیتے ہیں مگر ہماری آواز سینکڑوں میل دور تک رسائی کے لئے جدید آلاتِ مواصلات کی محتاج ہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے اولیائے کرام کو اپنی آواز دور تک پہنچانے یا سننے کے لئے کسی آلے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ،

ہند کی بادشاہت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خواجہ غریبِ نواز سیدنا مُعین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی جوانی کے دنوں میں ملکِ خراسان کے دامنِ کوہ میں عبادت کیا کرتے تھے، جس وقت حضور غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا: ''**قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه**'' یعنی میرا یہ قدم ہر **ولیُ اللہ** کی گردن پر ہے۔'' تو ادھر خواجہ غریبِ نواز

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنا سر جھکا دیا اور اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین تک جا پہنچا اور عرض کی: ”بَلْ قَدَمَاکَ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِی“ اے غوثُ الثقلَین! آپ کا ایک نہیں بلکہ دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر۔

(سیرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص ۸۹)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضور غوث پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پکار پر جس خوبصورت انداز میں لبیک کہا تو ہم دیکھتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ایسا رفیع مقام عطا فرمایا گیا کہ دنیا انہیں سلطانُ الہند کہتی ہے اور ان کی بادشاہت آج تک قائم ہے اور جس کو دیکھو خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضری دینا سعادت سمجھتا ہے۔

نہ کیوں کر سلطنت دونوں جہاں کی ان کو حاصل ہو
سروں پر اپنے لیتے ہیں جو تلوا غوثِ اعظم کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے مرشد حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام دیکھئے کہ بڑے بڑے اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام ان کو مرشد مانتے ہیں اور ان کی غلامی پسند کرتے ہیں۔

بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت:

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجدِّدِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ

احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے جو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے اس میں سے کچھ اشعار مع وضاحت ملاحظہ فرمائیے:

غوثِ اعظم ، امامُ التُّقیٰ والنُّقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

پیرِ پیراں، میرِ میراں، حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پرہیزگار، خدا ترس، پاکیزہ اور تقویٰ وطہارت کے مالک لوگوں کے امام ہیں اور آپ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت اور شان وشوکت کا مظہر ہیں۔

قُطب وابدال و ارشاد و رشدُ الرشاد
مُحیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قطب ہیں یعنی تمام جہاں آپ کے گرد گھومتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ابدال ہیں یعنی عاجز ولاچار اور بے بسوں کے فریاد رس ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد ہیں یعنی ایسے حاکم ہیں کہ سب ولی آپ کے محکوم ہیں اور سب آپ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رشد الرشاد ہیں یعنی اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو اعلیٰ درجات پر آپ ہی فائز کرتے ہیں۔

مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

راہِ طریقت کے مسافروں میں ہمارے پیارے مرشد، پیروں کے پیر، پیرِ دستگیر، روشن ضمیر، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، پیرِ لاثانی، شہبازِ لامکانی، الشیخ سید ابو محمد عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی مرد کامل و اکمل ہیں اور معرفتِ ربانی میں آپ بے مثل و بے مثال ہیں۔

جس کی ممبر ہوئی گردنِ اولیا
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے اس شعر میں **پیرِ پیراں، میرِ میراں**، سیدنا غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اسی کرامت کا ذکر کیا ہے کہ جس کا اظہار آپ نے بغداد معلی میں کیا تو روئے زمین کے تمام اولیائے کاملین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے مرشد، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، شیخ سید عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی کو **پیروں کا پیر** ایسے ہی نہیں کہا جاتا بلکہ آپ واقعی اس کے اہل بھی ہیں کیونکہ آپ میں وہ تمام صفات بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں جن کا کسی پیر و مرشد میں پایا جانا لازم و ضروری ہے۔ چنانچہ،

ولی کے لئے ایمان و تقویٰ شرط ہے:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ (پ ۱۱، یونس: ۶۲، ۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے معلوم ہوا کہ متقین ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہوتے ہیں اور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو متقین کے امام ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کب شرفِ ولایت سے نوازا۔ چنانچہ،

شیر خوار روزہ دار:

حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی تو پہلے دن ہی سے سحری سے لے کر افطاری تک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے، گویا کہ روزے سے ہوں۔ چنانچہ،

سیدنا غوثُ الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا اُمُ الخیر فاطمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں کہ ”جب میرا فرزندِ ارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان شریف میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا۔“

(بهجة الاسرار و معدن الانوار، ذکر نسبه و صفته رضی الله تعالی عنه، ص ۱۷۲)

غوث اعظم متقی ہر آن میں

چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

شیخ ابوعبدالرزاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی کہ آپ کو اپنی ولایت کے بارے میں کب علم ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ دس سال کی عمر میں جب میں مدرسہ جاتا تو فرشتوں کو دیکھا کرتا کہ وہ بچوں کو یہ کہتے: اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔

(بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ص ۴۸)

مُحْیُ الدِّیْن لقب کی وجہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مُحْیُ الدِّیْن (دین کو زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ آپ کے اس لقب کی ایک خاص وجہ ہے۔ چنانچہ،

مروی ہے کہ کسی نے آپ سے اس لقب کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایک دن برہنہ پاؤں بغداد آرہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک بیمار آدمی ملا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور بڑا ہی کمزور نظر آتا تھا، اس نے میرا نام لے کر سلام کیا اور قریب آنے کو کہا، جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لیے کہا، میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت منداور توانا ہونے لگا،

رنگ وجسم پر تازگی چھانے لگی، میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا، پھر اس نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا: میں تمہارا دین ہوں، جو اس قدر نحیف ونزار ہوگیا تھا چنانچہ، آپ نے دیکھ لیا ہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وجہ سے از سرِ نو زندہ فرمادیا۔ آج سے تمہارا نام مُحْیُ الدِّین ہوگا۔ اس ملاقات کے بعد جب میں جامع مسجد پہنچا تو لوگوں نے مجھے یا سیدی محی الدین کہہ کر پکارنا شروع کردیا۔ اس سے پہلے میرا یہ لقب نہ تھا۔ (زبدۃ الآثار مترجم، ص ۵۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا: آپ تمام اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے سردار..... علم وعمل میں اپنی مثال آپ..... عبادت وریاضت میں یگانہ..... بے شمار خوارقِ عادات وکرامات کے حامل ہیں..... بچپن ہو یا جوانی یا ایامِ پیرانہ سالی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ساری زندگی اصلاحِ امّت وفکرِ آخرت میں گزری..... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تبلیغِ دین و اِحیائے سنّت کے لیے بھوک و پیاس برداشت کی اور نیکی کی دعوت کو عام کیا..... وعظ ونصیحت کے سنّتوں بھرے اجتماعات میں لوگوں کی شعوری وروحانی اور مذہبی وملّی اِصلاح فرمائی..... امتِ مسلمہ کے صالحین آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر رجوع الی الحق کے مرتبہ پر فائز ہوئے تو..... گناہوں کی نحوست میں مبتلا ہزاروں لوگ آپ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر راہِ ہدایت کے مسافر بنے ..... اور لاکھوں غیر مسلم دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ،

تبلیغِ قرآن وسنّت کا حکم:

منقول ہے کہ سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار دورانِ سیاحت (سفر) ایک شخص نے مجھے ایک جگہ بٹھا کر یہ وعدہ لیا کہ جب تک وہ واپس نہ آئے یہاں سے کہیں نہ جائیے گا۔ میں اسی جگہ بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آیا، جب 12 ماہ کے بعد آیا تو مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھ کر پھر یہی وعدہ لے کر کہیں چلا گیا، تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ اور آخری بار جب وہ میرے پاس آیا تو اس کے ساتھ دودھ اور روٹی بھی تھی اور آتے ہی اپنا تعارف کچھ یوں کرایا: میں خِضر ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ کھانا آپ کے ساتھ مل کر کھاؤں۔ ہم نے مل کر کھانا کھایا، فراغت کے بعد حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا کہ اب آپ سیاحت (سفر) ترک کر کے لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے بغداد چلے جائیں۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۲)

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کرم:

ایک بار حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا: مجھ پر ایک مرتبہ پیر کے دن ظہر سے پہلے حضور سیدِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرمایا اور اپنی زیارت کی دولت عطا فرمائی اور فرمایا: ''بیٹا! بیان کیوں نہیں کرتے؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے نانا جان (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! میں عجمی ہوں، فُصحائے بغداد کے سامنے کیسے بیان کروں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹا! منہ کھولو۔'' میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے منہ میں سات مرتبہ لعابِ دہن ڈال کر ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے سامنے بیان کیا کرو اور انہیں عمدہ عمدہ حکمتوں اور نصیحتوں کے ذریعے راہِ خدا کی طرف بلایا کرو۔'' پھر میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے، مجھ پر ایک عجیب سا لرزہ طاری تھا کہ اچانک میں نے وجدانی کیفیت میں دیکھا کہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم میرے سامنے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ ''اے بیٹے! بیان کیوں نہیں کر رہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے والد! مجھ پر لرزہ سا طاری ہے۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے فرزند! اپنا منہ کھول۔'' میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لُعاب ڈالا، میں نے عرض کی: ''آپ نے سات بار کیوں نہیں ڈالا؟'' تو فرمانے لگے: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادب کی وجہ سے۔'' پھر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور میں نے بیان شروع کر دیا۔

(بھجۃ الاسرار، ذکر فصول من کلامہ سر صعابشی من عجائب، ص ۵۸)

علوم و فُیوض شہنشاہِ طیبہ
ہیں سینے میں تیرے نہاں غوثِ اعظم

نیکی کی دعوت پر مشتمل پہلا بیان:

حضور غوثِ اعظم، قُطبِ ربانی، شیخ محیُ الدین سید عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نیکی کی دعوت عام کرنے کا آغاز ماہِ شوالُ المکرم ۵۲۱ھ ہجری میں بغداد مُعلیٰ کے مشرق میں موجود حَلْبَہ نامی محلے میں ہونے والے ایک عظیم الشان اجتماع میں سنتوں بھرے بیان سے کیا۔ (المرجع السابق، ص ۱۷۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزندِ ارجُمند سیدنا عبدالوہاب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ التَّوَّاب فرماتے ہیں حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ۵۲۱ھ ہجری میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے جب بیان کو اشاعتِ دین کا ذریعہ بنایا تو ۵۶۱ھ ہجری تک یعنی چالیس سال تک مسلسل بڑی ثابت قدمی سے اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہوئے مخلوقِ خدا کے دلوں کو رُشد و ہدایت کے مدَنی پھولوں سے مہکاتے رہے۔ (بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ، ص ۱۸۴)

نیکی کی دعوت کا عظیم جذبہ:

حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں سوتے جاگتے مجھ پر بس اَمْرٌ بِالْمعروف ونَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی دُھن سوار رہتی اور میں تبلیغِ قرآن و

سنّت کے لئے اس قدر بے قرار رہتا کہ خود پر بھی اختیار نہ رہتا اور میرے پاس دو تین آدمی بھی ہوتے تو میں انہیں ہی قرآن وسنّت کی باتیں سنانے لگتا، پھر میرے پاس لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہونے لگا کہ مجلس میں جگہ باقی نہ رہی۔ چنانچہ میں عیدگاہ چلا گیا اور وعظ ونصیحت کرنے لگا، وہاں بھی جگہ تنگ ہوگئی تو لوگ منبر شہر سے باہر لے گئے اور بے شمار مخلوق سوار و پیدل آتی اور اجتماع کے باہر اِرد گرد کھڑی ہو کر وعظ سنتی حتی کہ سننے والوں کی تعداد ستر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۲)

حضور غوثِ اعظم کا مدنی مقصد:

حضرت عبد اللہ جانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ محیُ الدین سید عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نے ارشاد فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ میں پہلے کی طرح اب بھی جنگلوں میں رہا کروں تا کہ میں لوگوں کو دیکھوں نہ وہ مجھے دیکھیں۔ مگر منشائے ایزدی یہ تھی کہ **میں مخلوقِ خدا میں رہ کر انکی اصلاح کا ساماں کروں لہٰذا میں نے رضائے ربُّ الانام کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔** بس پھر مجھ پر ربّ کا اتنا کرم ہوا کہ پانچ سو سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زائد آوارہ لوگوں کو توبہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

(بھجۃ الاسرار، باب ذکر وعظہ، ص ۱۸۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ خیر خواہی اور اصلاحِ امّت کے جذبے کے تحت پیغام حق کو عام کرنے میں کیسے پیش پیش رہے۔آپ نے وعظ ونصیحت کے لیے کسی بڑے مجمع یا جمِ غفیر کا انتظار نہیں کیا بلکہ جب اور جہاں موقع میسر آیا نیکی کی دعوت پیش کر دی۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح لوگوں کی جسمانی و روحانی اقدار کی تربیت کی وہ اپنی مثال آپ ہے اور رہتی دنیا تک آپ کی یہ خدمات یاد رکھی جائیں گی۔ دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت لوگ گزرے ہیں اور انہوں نے تبلیغِ دین میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسی ہستی ہیں کہ جب تبلیغِ قرآن وسنت کے لئے بیان کا آغاز کرتے تو روئے زمین کے تمام اولیائے کرام ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ چنانچہ،

شرکائے اجتماع:

منقول ہے کہ سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب وعظ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے ہی رُوئے زمین میں جس قدر اولیائے کرام تھے خواہ وہ اجتماع میں موجود ہوتے یا نہ ہوتے سب خاموش ہو جاتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کے بعد تھوڑی دیر سکوت فرماتے اور پھر بیان کا آغاز فرماتے اور اتنی دیر میں اجتماع میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ جس قدر لوگ نظر آرہے ہوتے اس سے کہیں زیادہ سامعین وحاضرین ایسے

ہوتے جو ظاہری آنکھ سے نظر نہ آتے۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جنات بھی آپ کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہے بلکہ جب آپ منبر شریف پر تشریف فرما کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے تو وہ بھی کَشاں کَشاں حاضرِ خدمت ہو جاتے۔ چنانچہ،

جنات کی شرکت:

شیخ ابوزکریا یحیی بن ابی نصر صحراوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ جنات کی حاضری کے لئے وظیفہ پڑھا مگر کوئی جن فوراً حاضر نہ ہوا اور حاضری میں کافی دیر کر دی، میں بڑا حیران ہوا، جب کچھ دیر کے بعد وہ میرے پاس آئے تو میں نے تاخیر کا سبب پوچھا، کہنے لگے کہ "شیخ عبد القادر جیلانی، قطب ربانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلایا کریں۔" میں نے پوچھا: "وہ کیوں؟" بولے کہ "ہم حضور غوث اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اجتماع میں حاضر ہوتے ہیں۔" میں نے پوچھا: "کیا تم بھی ان کے اجتماع میں جاتے ہو۔" تو انہوں نے بتایا: "جی ہاں! ہماری تعداد وہاں موجود لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے، ہمارے بہت سے گروہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر کے حضور غوث پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی ہے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ص ۱۸۰)

بحرِ شریعت وطریقت کے مالک:

قُطبِ شہیر، سیدنا احمد رفاعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ ”شیخ عبد القادر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسی ہستی ہیں جن کے دائیں طرف بحرِ شریعت اور بائیں طرف بحرِ حقیقت ہر دم رواں دواں رہتا ہے، جہاں سے چاہتے ہیں پیتے ہیں اور ان کا کوئی ثانی بھی نہیں۔“

(بهجة الاسرار، ذكر احترام المشائخ والعلماء له وثنائهم عليه، ص ۴۴۴)

کِس گلستاں کو نہیں فصلِ بَہاری سے نیاز
کون سے سِلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

علم کا درجۂ کمال:

ایک دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اجتماع میں کسی قاری نے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی آپ نے اس کی ایک تفسیر بیان کی پھر دوسری پھر تیسری حتی کہ حاضرین کے علم کے مطابق اس کی گیارہ تفسیریں بیان کیں، پھر دوسری تفاسیر کو شروع فرمایا حتی کہ چالیس تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی سند متصل اور دلیل اور ہر دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ اہل اجتماع غرقِ حیرت وتعجب ہو گئے۔اس کے بعد فرمایا: اب ہم قال کو چھوڑ کر حال میں آتے ہیں پھر آپ نے کلمہ شریف پڑھا اس کلمۂ توحید کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں اضطراب

موجزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ (اخبار الاخیار، ص ۱۱)

فتنہ و فساد کا دور:

ہمارے پیارے مرشد، سیدنا غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دین کا کام ایسے وقت میں شروع کیا کہ چہار سو فتنہ و فساد کا دور دورہ تھا، اس زمانے میں جنگجو سلاطین اور عباسی خُلفا کی باہمی کشمکش عروج پر تھی، کبھی خلفا کی رضامندی اور کبھی مخالفت و ناراضی سے یہ عباسی سلاطین حکومت پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لیے آپس میں برسرِ پیکار تھے اور مسلمانوں کو بے دریغ ایک دوسرے کا خون بہانے سے روکنے والا کوئی نہ تھا، بے راہروی عام ہو چکی تھی، منبر و محراب کا تقدس پامال ہو چکا تھا، مسجدوں میں نمازی تو تھے مگر نماز کی حقیقت جاننے والے ناپید ہوتے جا رہے تھے اور جو گنتی کے حقیقت آشنا لوگ تھے وہ انسانوں کے ساتھ رہنے کے بجائے درندوں کے ساتھ ویرانوں اور جنگلوں میں رہنے کو ترجیح دے رہے تھے، لوگوں کا اندازِ زندگی بدل چکا تھا، ملت اسلامیہ زبوں حالی کا شکار تھی کہ ان نامساعد حالات میں ہمارے پیارے پیارے مرشد، حضور غوث پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بغداد شریف میں جلوہ گر ہوئے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست پر لانے کے لئے نیکی کی دعوت عام کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم و عمل اور اعلیٰ اخلاق و کردار کی جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا آپ نے ان کی بدولت ترویج و تبلیغِ اسلام کا ایسا ڈنکا بجایا کہ چہار سُو رُشد و ہدایت کا بول بالا اور ظلمت و جہالت کا منہ کالا ہوگیا۔

فیضانِ غوثِ اعظم:

ابن زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا

ظلمت و جہالت نے جب بھی سر اٹھانے کی کوشش کی حضور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے کسی مریدِ صادق کے ذریعے اس پر ایسا قادری تازیانہ ثبت کیا کہ بحرِ غوثیت سے فیض یافتہ نیکی کی دعوت کا یہ سیل رواں انہیں بہا کر لے گیا۔ چودھویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں جب ظلمت و استبداد نے اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کی تو بارگاہِ غوثیت کے پَروَردَہ یعنی امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن خم ٹھونک کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ چنانچہ، فرماتے ہیں:

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

ہند میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے جو نعرۂ غوثیہ بلند کیا تھا اس کی باز گشت آج تک باطل کے ایوانوں میں گونج رہی ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تا قیامِ قیامت رہے گی۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یعنی پندرھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بے عملی کا شکار ہے۔لوگ برائیوں کے عادی ہوتے جارہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ لوگ بھاگ بھاگ کر جہنم میں لے جانے والے اعمال کو بڑی خوشی سے سینے سے لگا رہے ہیں۔مثلاً بہتان، تہمت، غیبت، چغلی، خون خرابہ، جوا، چوری، زنا، حیا سوز مناظر پر مشتمل فلمیں، ڈرامے، گانے باجے، سود و رشوت کا لین دین، ماں باپ کی نافرمانی، امانت میں خیانت، بدنگاہی، عورتوں کی مردوں اور مردوں کی عورتوں سے

مشاہبت، غرور وتکبر، حسد، ریاکاری، بغض وکینہ، نماز وروزہ میں غفلت، الغرض ایسا کون سا برا کام ہے جو آج کل عام نہیں۔ اور شیطان کے اس وار نے تو کہیں کا نہیں چھوڑا کہ "ابھی نہیں کل یہ نیک کام کرلیں گے، ابھی تو عمر پڑی ہے" ہائے افسوس! اس شیطانی سوچ سے متاثر ہونے والے نادانوں کو خبر نہیں کہ

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے آ کے کیا کیا ستایا
اجل کردے گی تیرا بالکل صفایا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان ناگزیر و نامساعد حالات میں پھر ایک ایسے پاکیزہ ماحول کی ضرورت پیش آئی تو بارگاہِ غوثیت کا قلمدان حرکت میں آیا اور اس بارِ جس ہستی کے نام قرعہ نکلا وہ کوئی اور نہیں شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں۔ جنہوں نے ستمبر 1981 سنہ بمطابق ذو القعدۃ الحرام ۱۴۰۱ سنہ میں اصلاحِ امت کے جذبے سے سرشار ہو کر باب المدینہ (کراچی) میں قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوتِ اسلامی" کی بنیاد رکھی۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ خوفِ خدا وعشقِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جذبۂ اتباعِ قرآن وسنّت و اِحیائے سنّت، زہد وتقویٰ، صبر وشکر، حسنِ اخلاق، دنیا سے بے رغبتی، خیر خواہیٔ مسلمین

ایسی صفات میں یادگارِ اسلاف ہیں۔آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے قول وفعل اور اخلاق و کردار سے یہ عظیم مدنی مقصد دیا ہے کہ" **مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**" آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اس مدنی مقصد پر عمل سے چہار سو سنّتوں کی بہار نظر آرہی ہے۔بے نمازی نمازی، نافرمان تابع فرمان، نازیبا حرکتوں کی وجہ سے ذلّت کی نظر سے دیکھے جانے والے چہرے لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن گئے ہیں۔کفر کے اندھیروں میں بہت سے بھٹکنے والوں کو نورِ اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو دنیا کی رنگینیوں کی طلب میں مارے مارے پھرنے والے گنبد خضرا و کعبۂ مُشرفہ کے شیدائی ہو گئے، دنیا کے عارضی نقصان میں رونے والی آنکھوں سے خوفِ خدا وفکرِ آخرت کی بدولت آنسوؤں کا اک سیلاب امنڈ آیا۔الغرض دعوتِ اسلامی کا مدنی کام جسکا آغاز بابُ المدینہ کراچی سے ہوا آج **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل و کرم اور سیدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظرِ عنایت سے شہر بہ شہر، ملک بہ ملک بڑی سرعت کے ساتھ عام ہوتا چلا جارہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مشکبار مدنی ماحول میں گاہے گاہے ایسے ایمان افروز واقعات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں جن سے دل و دماغ منور اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔جیسا کہ کسی مریض کو شفا مل گئی، بے اولاد کو اولاد کی دولت مل گئی، کسی بھٹکے

ہوئے کو راہِ ہدایت مل گئی، کفر وضلالت کی اندھیر وادیوں میں بھٹکنے والوں کو دولتِ ایمان اور عزت وتکریم مل گئی۔ چنانچہ، ایک ایمان افروز بہار پیشِ خدمت ہے۔

ایک کورین کا قبولِ اسلام

سنّتوں کی تربیت کا عاشقانِ رسول کا ایک مدنی قافلہ کوریا کے ایک علاقے میں گیا وہاں پر ایک غیر مسلم کورین نے مدنی قافلے کو دیکھ کر پوچھا، کیا آپ لوگ مسلمان ہیں؟ مدنی قافلے والوں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اس نے پوچھا یہ سر پر کیا باندھا ہوا ہے؟ جواب دیا۔ یہ عمامہ شریف ہے جو کہ ہمارے پیارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّت ہے۔ اسی طرح اس نے داڑھی شریف کے بارے میں سوال کیا جواب ملا یہ بھی ہمارے میٹھے میٹھے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی سنت ہے۔ وہ کہنے لگا: میں نے اسلام کو کتابوں میں پڑھا تھا مگر نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا۔ آج پہلی بار اسلام کی عملی تصویر نظروں کے سامنے آئی جو دل کو بے حد بھلی لگی مہربانی فرما کر مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے کی کس قدر برکتیں ہیں کہ عاشقانِ رسول کے نورانی داڑھیوں اور پرنور عماموں سے جگمگاتے نور برساتے دلربا چہروں کی زیارت کی برکت سے وہ کورین کافر مُشَرَّف بہ اسلام ہوگیا۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ سب نیکی کی دعوت، انفرادی کوشش، مدنی قافلوں

میں سفر، سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت اور مدنی انعامات پر عمل ہی کا فیضان ہے کہ جس دور میں حق بات کہنا مشکل، حق پر عمل کرنا مشکل، حق کی تشہیر مشکل ہے۔ ایسے دور میں مشکبار مدنی ماحول کی برکتوں سے لوگ سرتاپا سنّتوں کے پیکر بن گئے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زندگی بے حد مختصر ہے ہم لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتے چلے جارہے ہیں، عنقریب ہمیں اندھیری قبر میں اتار دیا جائے گا، نجات تمام جہاں کے پالنے والے خدائے اَحکم الحاکمین عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور مومنین پر رحم و کرم فرمانے والے نبیِّ کریم، رءوفٌ رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے اتباع میں ہے۔ اپنی زندگی کے ان نادر لمحات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے کاموں میں صرف کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اس کے لیے اپنی اور ساری دنیا کی اصلاح کا جذبہ لیے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں استقامت کی دولت عطا فرمائے۔

آمین یاربَّ العالمین

Go To Index

علماء کے مرتبے سے روشناس کروانے اور ان کی توہین سے بچانے والی منفرد تحریر

علماء پر اعتراض منع ہے



پیش کش:
مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوت اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

عُلَماء پر اعتراض منع ہے (1)

دُرُود شریف کی فضیلت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 400 صَفحات پر مشتمل کتاب **"پردے کے بارے میں سوال جواب"** صَفْحَہ 1 پر ہے: حضرتِ اُبَی بن کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں (سارے وِرد، وظیفے، دُعائیں چھوڑ دوں گا اور) اپنا سارا وقت دُرُود خوانی میں صَرف کرونگا۔ تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "یہ تمہاری فِکروں کو دُور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں گے۔"(2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... مُبلِّغِ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی نے یہ بیان ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بمطابق 2 مارچ 2013ء بروز بدھ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۱۰ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ بمطابق 14 دسمبر 2013ء کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیۃ**)

2 ... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، ۲۳-باب، ۴/۲۰۷، حدیث: ۲۴۶۵

عیسائیہ کا بیٹا

تَخْتِ قُسْطَنْطِنِیَّہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور وہ ہر سال خراج[1] ادا کرتی۔ جب وہ مر گئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا۔ اُدھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی (قاصد) کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ ”وہ مر گئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رُخ بنایا تھا“ (یعنی میری ماں جس نے آپ کی بالا دستی قبول کی تھی وہ مر چکی ہے۔ اب میرے ساتھ آپ کا کوئی معاملہ نہیں ہے) یہ تحریر لے کر ایلچی جب حاضرِ دربار ہوا، وزیر کو حکم ہوا: ”سناؤ!“ وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی: ”حضور! مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔“ فرمایا: ”لا مجھے دے۔“ اور اس تحریر کو پڑھا، بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے۔ وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ! اُس نے لکھنے کا ارادہ کیا مگر رعبِ شاہی اسقدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا۔ پھر فرمایا: لا مجھے دے۔ اور یوں لکھا: ”یہ خط ہے خدا کے بندے اَمِیْرُ الْمُؤمنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کُتّے فُلاں کو کہ او کافرہ کے جنے! جواب وہ نہیں جو تو سُنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا۔“ یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قُسْطَنْطِنِیَّہ کو فتح کر کے اس عیسائی بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت گریہ وزاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے

1 ...زمین کا ٹیکس جو ذمیوں سے لیا جاتا تھا۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ، ۱۹/۵۲)

کا وعدہ کیا (تو آپ نے اسے) چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے۔ ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی، اس نے پھر سر تابی کی۔ فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حکایت سے اَمِیْرُ المومنین خلیفہ ہارون رشید کے رُعب و دبدبے کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جب نَقْفُور نامی روم کے عیسائی تخت نشین نے ایک مکتوب (خط) کے ذریعے خِراج دینے سے انکار کیا تو ہارون رشید کس قدر آگ بگولا ہوا کہ نہ صرف انتہائی سخت الفاظ میں اسے خط کا جواب لکھا بلکہ اسے سبق سکھانے کے لئے ہاتھوں ہاتھ روم پر فوج کشی بھی کی، مگر یہی ہارون رشید عام لوگوں کے حق میں جس قدر سخت مزاج اور قہر و غضب والے تھے عُلمائے دینِ متین کے معاملے میں اُسی قدر نرم مزاج اور ان کا ادب بجالانے والے تھے۔ آیئے! عُلَما کی تعظیم اپنے دل میں پیدا کرنے کے لئے احترامِ عُلَما سے مُتَعَلِّق ہارون رشید کے کردار کے چند گوشوں کو ملاحظہ کیجئے۔ چُنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے:

خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں!

ہارون رشید جیسے جبّار بادشاہ نے (اپنے بیٹے) مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرتِ امام کِسائی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)[2] سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ”میں یہاں پڑھانے

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۵

2 ... یہ امام محمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کے خالہ زاد بھائی اور اَجِلّہ عُلَمائے قُرّائے سبعہ میں سے ہیں۔

نہ آؤں گا، شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔" ہارون رشید نے عرض کی: "وہ وہیں حاضر ہو جایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔" فرمایا: "یہ بھی نہ ہو گا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہو گا۔" غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا، اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کِسائی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا: "او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں، ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے اِن کا پاؤں دھو۔"[1]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! دیکھا آپ نے کہ انتہائی شان و شوکت اور رُعْب و دَبْدَبہ رکھنے والے خلافتِ عباسیہ کے پانچویں خلیفہ ہارون رشید نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا کہ استاد صاحب کے پاؤں دُھلوانے کے لئے پانی ڈال رہا ہے تو اس بات پر غصہ نہیں آیا کہ "وقت کے بادشاہ کا بیٹا کسی کے پاؤں دُھلوا رہا ہے!" بلکہ غصہ آیا بھی تو اس بات پر کہ میرا بیٹا عالمِ دین کو پاؤں دھونے کی زحمت کیوں دے رہا ہے خود اپنے ہاتھ سے ان کے پاؤں دھونے کی سعادت کیوں حاصل نہیں کر رہا۔

علم کی عزت

ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ عزیز (عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز) کی دعوت

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۴

کی، وہ آنکھوں سے معذور تھے، جب آفتابہ (یعنی ڈھکنے دار، دستہ لگا ہوا لوٹا) اور چلمچی (یعنی ہاتھ منہ دھونے کا برتن) ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دُھلائے اور کہا: ''آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے؟'' کہا: ''نہیں۔'' کہا: ''ہارون۔'' (تو حضرت ابو معاویہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے انہیں دُعا دیتے ہوئے) کہا: ''جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) آپ کی عزت کرے۔'' ہارون رشید نے کہا: ''اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔''[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تاریخ کی کتابوں میں ہارون رشید کے بارے میں لکھا ہے کہ روزانہ سو رکعت نفل نماز پڑھنا مرتے دم تک آپ کے معمولات میں شامل رہا البتہ کبھی کبھار بیماری کی وجہ سے ناغہ ہو جاتا نیز زکوٰۃ کے علاوہ روزانہ ہزار درہم اپنے پلے سے خیرات کرتے (عُلَماء و فقہا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ) جب حج کرنے جاتے تو 100 فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اور ان کے صاحبزادے آپ کے ہمراہ جاتے اور جس سال حج کو نہ جاتے تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کرواتے تھے۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خلیفہ ہارون رشید نہ صرف عُلَماء و فقہائے کرام

---

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۵

2 ... الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنة ثلاث وتسعین ومائة، ۵/ ۳۵۶

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی تعظیم کیا کرتے بلکہ امورِ سلطنت اور اپنے دیگر دینی و دُنیوی معاملات میں بھی عُلَماء و فقہا کی رائے کو فوقیت دیتے، ان کی بات کو حرفِ آخر سمجھتے، آخرت کی بہتری کے لئے ان سے نصیحت طلب کرتے، بسا اوقات نصیحت حاصل کرنے عُلَماء کے دروازے تک خود حاضر ہوتے اور اگر علمائے کرام دربار میں تشریف لے آتے تو شاہانہ شان و شوکت اور رعبِ سلطنت کی پروا کئے بغیر ان کے اعزاز میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے:

عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا احترام

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کی: ”یا امیرَ المُؤمِنِیْن! رعبِ سلطنت جاتا ہے۔“ جواب دیا: **”اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعبِ سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے۔“**[1]

ذرا سوچئے! آخر کیا وجہ تھی جو ہارون رشید جیسے عظیم بادشاہ علمائے کرام کا اس قدر لحاظ کیا کرتے تھے... ؟ یقیناً اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ عُلَماء کے مقام و مرتبے اور معاشرے میں ان کی ضرورت و اَہَمِّیَّت کو سمجھتے تھے اور اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اس لہلہاتے گُلشنِ اسلام کو آباد رکھنے میں ان نُفُوسِ قُدْسیہ کا کیا کردار ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج بھی ایسے سلیمُ الفطرت افراد موجود ہیں جو عُلمائے کرام کی

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص: ۱۴۵

نہایت تعظیم کرتے ہیں بلکہ بطورِ ادب ان کی جوتیاں اُٹھانا اپنے لئے قابلِ اعزاز سمجھتے ہیں مگر افسوس! مُعاشرے میں کچھ ایسے بدنصیب اور محروم لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اُمّت کے اِن محسن و خیر خواہ حضرات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا کر ان پر بے جا اعتراض اور ناحق طَعْن و تَشْنِیع کرتے نظر آتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ دینِ اسلام کے لئے سُتون کی حیثیت رکھنے والے اس طبقۂ عُلَماء سے مُتَعَلِّق قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِین کے اقوال سے کچھ مدنی پھول بیان کئے جائیں تاکہ ہمارے دل میں عُلَماء کی محبت و چاہت اور قدر و منزلت مزید بڑھ جائے اور جو لوگ عُلَماء کے مقام و مرتبے سے ناواقف ہیں ان کے دل میں بھی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی اَہمِّیَّت اُجاگر ہو اور وہ حضرات بھی ان کی قدر کرنے میں کامیاب ہو جائیں کیونکہ ان کی قدر و مَنْزِلت کو پہچانتے ہوئے ان کا ادب و احترام کرنے، ان پر اعتراض کرنے سے بچنے اور دین و دنیا کے معاملات میں ان سے رَہْنُمائی حاصل کرنے میں دونوں جہان کی بھلائیاں ہیں۔

دین کے رَہْنُما

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (پ۱۴، النحل: ۴۳)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو عِلْم والوں سے پوچھو اگر تمہیں عِلْم نہیں۔

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس آیتِ کریمہ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”حدیث شریف میں ہے بیماریِ جہل کی شفاء عُلَماء سے دریافت کرنا ہے۔“

آیتِ کریمہ اور اسکی تفسیر سے عُلَماء کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کے مسائل حل کرنے کیلئے ان مبارک ہستیوں کو مَرْجَعِ خَلَائق اور دین کے عظیم رَہْنُما کی حیثیت دی گئی ہے تفسیر کی متعدد کتابوں میں لکھا ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے کہ جو مسائل معلوم نہ ہوں ان کے لئے عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی بارگاہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔[1] آیئے اپنے دل میں عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی محبت پیدا کرنے کے لئے 7 فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجئے۔

عُلَماء کی شان میں 7 فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1. عالمِ زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دلیل و حجت ہے تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہو گیا۔[2]
2. بیشک زمین پر عُلَماء کی مثال ان ستاروں کی طرح ہے جن سے کائنات کی تاریکیوں میں رَہْنُمائی حاصل کی جاتی ہے تو جب ستارے ماند پڑ جائیں تو قریب ہے کہ ہدایت یافتہ لوگ گمراہ ہو جائیں۔“[3]

---

1 ... روح البیان، پ ۱۴، النحل، تحت الآیۃ: ۴۳، ۵/ ۳۷

2 ... جامع صغیر، ص ۳۴۹، حدیث: ۵۶۵۸

3 ... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/ ۳۱۴، حدیث: ۱۲۶۰۰

3. علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی نفع دیتا ہے لیکن جہالت کے ساتھ بہت عمل بھی نفع نہیں دیتا۔[1]

4. اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الْاِیْمَانِ علم اسلام کی زندگی اور دین کا ستون ہے۔[2]

5. مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَکَفَّلَ اللّٰہُ بِرِزْقِہٖ جو شخص علم کی طلب میں رہتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے رِزْق کا ضامن ہے۔[3]

6. مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ جو ایسے راستے پر چلے جس میں علم کو تلاش کرے، اس کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔[4]

7. عُلَماء انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے وارث ہیں، بیشک انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام دِرہَم و دِینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے اپنا حصہ لے لیا اور عالمِ دین کی موت ایک ایسی آفت ہے جس کا اِزالہ نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا خلا ہے جسے پُر نہیں کیا جا سکتا (گویا کہ) وہ ایک ستارہ تھا جو ماند پڑ گیا، ایک قبیلے کی موت ایک عالم کی موت کے

---

1 ... جامع بیان العلم، ص۶۵، حدیث: ۱۹۷

2 ... جمع الجوامع، ۵/۲۰۰، حدیث: ۱۴۵۱۸

3 ... تاریخ بغداد، محمد بن القاسم بن ھشام، ۳/ ۳۹۸

4 ... مسلم، کتاب الذکر والدعاء... الخ، باب فضل الاجتماع... الخ، ص۱۴۴۸، حدیث: ۲۶۹۹

مقابلے میں نہایت معمولی ہے۔“[1]

علم کے فیضان اور اِس سے محرومی کے نقصان کے بارے میں بُزرگانِ دین کے 4 فرامین

1. شیخُ الْاِسلام، امام بُرہانُ الْاِسلام، ابراہیم زَرنُوجی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی تحریر فرماتے ہیں: ”علم کو اس وجہ سے شرافت و عظمت حاصل ہے کہ علم، تقوٰی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے جس کے سبب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہو جاتا ہے۔“[2]
2. کروڑوں حَنَفِیّوں کے پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے (اپنے علم سے) دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا اور دوسروں سے اِسْتِفَادَہ کرنے (سیکھنے) میں شرم نہیں کی۔“[3]
3. اولیائے کرام (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام) کا ارشاد ہے: ”صُوْفِیِ بے عِلْم مَسْخَرۂ شَیطان اَسْت“ یعنی بے عِلْم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔[4]

---

1 ... شعب الایمان، باب فی طلب العلم، ۲/۲۶۳، حدیث: ۱۶۹۹

2 ... تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِیْقَ التَّعَلُّم، ص۶

3 ... درمختار، المقدمة، ۱/۱۲۷

4 ... فتاوٰی رضویہ، ۲۴/۱۳۲

4. اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے۔“[1] نیز ارشاد فرماتے ہیں: ”عُلمائے شَرِیْعَت کی حاجت ہر مسلمان کو ہر آن ہے۔“[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عُلمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام وارثِ انبیاء ہیں کیونکہ یہ حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی میراث یعنی علمِ دین کو حاصل کرتے اور اس کے ذریعے لوگوں کی رَہْنُمائی کرتے ہیں لیکن بد قسمتی سے آج کل شاید کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اُمّتِ محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے دور کیا جارہا ہے، ان کے مقام و مرتبے کو مُسلمانوں کے دل و دماغ سے نکالا جارہا ہے، ان کی شان میں لَب کُشائی کی جارہی ہے، ان پر اعتراض اور طعن و تنقید کرنے پر ابھارا جارہا ہے بلکہ اب تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عُلَماء کی توہین و تحقیر تک نوبت آ پہنچی ہے جو کہ ایمان کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔ یوں بھی جو علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا گستاخ ہوگا وہ ان کی صحبت و فیض سے محروم ہو جائے گا اور جب یہ دونوں چیزیں نصیب نہ ہونگی تو شرعی رَہْنُمائی حاصل ہونا بھی ناممکن، لہٰذا بے عملیاں کرتے کرتے ایسوں کا کُفر تک جا پڑنا بھی عین ممکن ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۵۲۸

2 ... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۵۳۵

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”جاہل بوجہِ جہل اپنی عبادت میں سو گُناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انہیں گُناہ بھی نہیں جانتا اور عالمِ دین اپنے گُناہ میں وہ حصہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے کہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) اسے جلد نجات بخشتا ہے۔“ [1] ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”اس (عالم) کی خطا گیری (بھول نکالنا) اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رَہْنُمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادۂ مسائل (مسائل میں رَہْنُمائی لینا) چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔“ [2]

لمحۂ فکریہ!

ذرا سوچئے! سنجیدگی سے غور کیجئے!! کہ جو مقدس ہستیاں ہمیں قرآن و احادیث کے معنی و مفہوم سمجھائیں . . . ، نماز، روزے، حج، زکوۃ وغیرہ عبادات کے طریقے سکھائیں . . . ، ان عبادات میں غلطی ہو جانے پر اس کا حل ارشاد فرمائیں . . . ، ماں باپ کا ادب و تعظیم نیز رشتے داروں اور عام مسلمانوں کے حقوق بتائیں . . . ، ہمارے ہاں فوتگی ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے مسائل سے ہمیں آگاہ کریں اور مَیِّت کے مَتْرُوکہ مال کو شَرِیْعت کے مطابق وُرَثاء میں تقسیم کرنے پر رَہْنُمائی فرمائیں . . . ، میاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں ان کے درمیان فیصلہ کروائیں . . . ، ہماری تجارتی و کاروباری اُلجھنیں سُلجھائیں اور اس کے علاوہ دین و دُنیا کے بے شمار مراحل

1 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۶۸۷

2 . . . فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۷۱۱

میں ہمارے ساتھ خیر خواہی کر کے ہمیں عذابِ آخرت سے بچنے کے طریقے بتائیں، کیا ہم اپنے ان محسنوں کا شکریہ ادا کرنے اور ان کا ادب کرنے کے بجائے انہیں طعن و تنقید کا نشانہ بنا کر اپنی آخرت داؤ پر لگائیں گے؟ یاد رکھئے! کسی کے احسان و بھلائی کرنے پر اس کا شکریہ ادا نہ کرنا بڑی مَحْرُومی کی بات ہے جبکہ شکریہ ادا کرنا احسان کا بدلہ چکانے کی طرح ہے۔ آیئے محسن کا شکریہ ادا کرنے کے بارے میں دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سُنتے ہیں۔

شکریہ کے مُتَعَلِّق 2 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1. مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ جو لوگوں کا شکر ادا نہ کرے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گُزار نہیں۔[1]

2. جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے تو اس کا بدلہ چکا دو اور اگر (بدلے کی چیز) نہ پاؤ تو اس کے لئے دعا کرو حتی کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تم نے اس (کے احسان) کا بدلہ چکا دیا۔[2]

دُنْیَوی محسن کا تو شکریہ لیکن...

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کس قدر اَفْسوس کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں دُنْیَوی قانون سے خبردار یا کسی خطرے سے آگاہ کرے تو ہم نہ صرف اس کی

1 ... ترمذی، کتاب البرّ والصلۃ، باب ما جاء فی الشکر... الخ، ۳/۳۸۴، حدیث: ۱۹۶۲
2 ... نسائی، کتاب الزکاۃ، باب من سال باللہ، ص ۴۲۲، حدیث: ۲۵۶۴

بات مانتے ہیں بلکہ اس کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں لیکن ایک عالمِ دین اور مفتیِ اسلام ہماری شرعی رَہْنُمائی کرے تو ہم حکمِ شریعت سے روگردانی کرتے ہوئے اس عالمِ دین پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ عالمِ دین اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسکی بات مانی جائے کیونکہ جس شخص نے ہمیں یہ بتایا کہ آپ غلط راستے (Wrong Way) پر آگئے ہیں یا جس طرف آپ جارہے ہیں وہاں حالات ٹھیک نہیں وہ تو صرف ہمیں دُنْیَوی پریشانیوں سے بچارہا ہے جبکہ عالمِ دین اور مفتیِ اسلام ہمیں آخرت کی تکلیف اور جہنّم کے راستے سے بچنے کی تنبیہ فرماتے ہیں لہٰذا ہمیں ان کا شکر گُزار ہونا چاہئے اور ہرگز ہرگز ان کی شان میں زبان درازی یا ان کے قول و فعل پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں ضمناً عُلَماء کے بارے میں عوام کے لئے اور عوام کے بارے میں عُلَماء کے لئے انتہائی اہم مدنی پھول عطا فرمائے ہیں آیئے آپ بھی مُلاحظہ کیجئے۔

عُلَماء سے مُتَعَلِّق ایک فتوی

سوال: کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عالم یا اور کوئی شخص مسجد میں سوئے اور مسند تکیہ مسجد میں اندر مسجد کے لگائے اور کھانا مسجد میں ایک جماعت کے ساتھ کھائے اور اُگالدان مسجد میں رکھے اور گھوڑے کی زِین اور

اَسباب وغیرہ مسجد میں رکھے یہ سب شَرْع سے درست ہے یا نہیں۔ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر دیئے جائیں گے۔)

جواب: مسجد میں سونا، کھانا، بحالتِ اعتکاف جائز ہے، اگر ایک جماعت معتکف ہو تو مل کر کھا سکتے ہیں، بہر حال یہ لازم ہے کہ کوئی چیز شوربا یا شِیر (دودھ) وغیرہ کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے۔ اور سوائے حالتِ اعتکاف مسجد میں سونا یا کھانا دونوں مَکْروہ ہیں، خاص کر ایک جماعت کے ساتھ کہ مَکْروہ فعل کا اور لوگوں کو بھی اس میں مُرْتَکِب بنانا ہے۔ عالمگیری میں ہے: یُکْرَہُ النَّوْمُ وَالْاَکْلُ فِیْہِ لِغَیْرِ الْمُعْتَکِفِ[1] یعنی مسجد میں سونا اور کھانا غیر معتکف کے لئے مَکْروہ ہے۔ مسند لگانا اگر براہِ تکبر ہے تو یہ خارج مسجد بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: کیا مغرور کا ٹھکانا جہنّم میں نہیں۔ (پ۲۴، الزمر: ۶۰)

اور اگر براہِ تکبّر نہیں کسی دوسرے نے اس کے لئے رکھ دی یہ اس کی خاطر سے بدِیں لحاظ (اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے) کہ امیرُ المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”لَا یَاْبَی الْکَرَامَۃَ اِلَّا حِمَارٌ“[2] یعنی عزت و احترام کا انکار کوئی گدھا ہی کر سکتا ہے۔ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو بھی یہ مسجد میں نہ ہونا چاہئے کہ ادبِ مسجد کے خلاف

---

1 ... فتاوی ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد... الخ، ۵/۳۲۱

2 ... فردوس الاخبار، ۲/۴۴۹، حدیث: ۷۹۸۰

ہے۔ہاں! ضعف یا دَرْد کے سبب مجبور ہو تو مَعْذور ہے۔ اُگالدان اگر پیک کے لئے رکھا ہے تو غیر معتکف کو مسجد میں پان کھانا خود مَکْروہ ہے اور اگر کھانسی ہے، بلغم بار بار آتا ہے اس غرض کے لئے رکھا تو حرج نہیں۔ اور گھوڑے کا زِین وغیرہ اسباب بھی بلا ضرورت شرعیّہ مسجد میں رکھنا نہ چاہئے، مسجد کو گھر کے مشابہ بھی کرنا نہ چاہئے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ”اِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا“ مساجد ان چیزوں کی خاطر نہیں بنائی جاتیں۔[1] خُصُوصاً اگر (ایسی) چیزیں رکھے جن سے نماز کی جگہ رُکے تو سخت ناجائز و گُناہ ہے۔ قالَ اللہُ تعالٰی

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے۔ (پ۱، البقرۃ: ۱۱۴)

عوام کے لئے نصیحت کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں تک تو اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے سوال میں موجود تمام باتوں کی مختلف صورتیں اور احکام بیان فرما دیئے مگر چونکہ سوال میں عالم کا بھی ذکر تھا اس لئے عوام کو عُلَماء پر اعتراض سے بچانے کے مُقَدَّس جذبے کے تحت کچھ اس طرح نیکی کی دعوت دی:

باایں ہمہ (ان تمام احکام کے باوجود) یہ بھی یاد رکھنا فرض ہے کہ حقیقۃً عالمِ دین،

1 ...مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب النھی عن نشد... الخ، ص ۲۸۴، حدیث: ۵۶۸

ہادیِ خلق، سُنّی صحیحُ العقیدہ ہو عوام کو اس پر اعتراض، اس کے افعال میں نُکتہ چینی، اس کی عیب بینی حرام، حرام، حرام اور باعث سخت محرومی اور بد نصیبی ہے۔ اوّل تو لاکھوں مسائل و احکام فرقِ نیت سے مُتَبَدِّل (تبدیل) ہو جاتے ہیں۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی'' اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔[1]

علمِ نیت ایک عظیم واسع علم ہے جسے عُلمائے ماہرین ہی جانتے ہیں۔ عوام بیچارے فرق پر مطلع نہ ہو کر ان کے افعال کو اپنی حرکات پر قیاس کرتے اور حکم لگا دیتے اور ''کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر'' کے مَوْرِد بنتے ہیں (اس لائق ہیں کہ ان کو کہا جائے کہ اچھوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس مت کرو)۔ اِسی مسئلہ میں دیکھئے، شرعاً اعتکاف کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ کسی قدر مدت کی خصوصیت، ولہٰذا مستحب ہے کہ آدمی جب مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کر لے۔ جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب بھی پائے گا۔ عُلَماء اعتکاف ہی کی نیت سے مسجد میں داخل ہوتے ہیں، اور اب ان کو سونا، کھانا، پیک کے لئے اُگالدان رکھنا رَوا (جائز) ہو گا، اور اس سے قطع نظر بھی ہو تو ''جاہل کو سنّی عالم پر اعتراض نہیں پہنچتا۔'' رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حدیث میں عالمِ بے عمل کی مثال شمع سے دی ہے کہ آپ جلے

---

1 ... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، ۱/۵، حدیث: ۱

اور تمہیں روشنی و نفع پہنچائے۔[1] احمق وہ جو اس کے جلنے کے باعث اسے بجھا دینا چاہے اس سے یہ خود ہی اندھیرے میں رہ جائے گا۔[2]

دو رکعتیں 70 رکعتوں سے افضل

اسی طرح پندرہویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بِالْخُصُوص دعوتِ اسلامی والوں اور بِالْعُمُوم تمام مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً علمائے اہلسنت کی تعظیم کرنے اور ان پر اعتراض سے بچنے کا ذہن دیتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں: ”اسلام میں علمائے حق کی بہت زیادہ اَہَمِّیَّت ہے اور وہ علم دین کے باعث عوام سے افضل ہوتے ہیں، غیر عالم کے مقابلے میں عالم کو عبادت کا ثواب بھی زیادہ ملتا ہے، چُنانچہ حضرت سَیِّدُنا محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: عالم کی دو رکعت غیر عالم کی ستّر رکعت سے افضل ہے۔[3] لہٰذا دعوتِ اسلامی کے تمام وابَستگان بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمائے اہلسنت سے ہر گز نہ ٹکرائیں، ان کے ادب و احترام میں کوتاہی نہ کریں، علمائے اہلسنت کی تحقیر سے قطعاً گریز کریں۔ بلا اجازتِ شرعی ان کے کردار اور عمل پر تنقید کر کے غیبت کا

---

1 ... معجم کبیر، ۲/ ۱۶۶، حدیث: ۱۶۸۱

2 ... فتاویٰ رضویہ، ۸/ ۹۷

3 ... جامع صغیر، ص ۲۷۴، حدیث: ۴۴۷۶

گُناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام نہ کریں۔"[1]

عالم کی غیبت کرنے والا رحمت سے مایوس

افسوس! آج کل مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عُلَماء کی بکثرت غیبت کی جاتی ہے۔ لہٰذا شیطان کسی عالم دین کی غیبت پر اُبھارے تو حضرتِ سیِّدُنا ابو حَفص کبیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَدِیر کے اِس ارشاد کو یاد کرکے خود کو ڈرایئے: جس نے کسی فَقیہ (عالم) کی غیبت کی تو قِیامت کے روز اُس کے چہرے پر لکھا ہو گا "یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے مایوس ہے۔"[2]

سارے سُنّی عالموں سے تو بنا کر رکھ سدا کر ادب ہر ایک کا ہو نا نہ تُو ان سے جدا

عُلَماء کی توہین کے حیاسوز انداز

امیرِ اہلسنت فرماتے ہیں: آج کل بعض لوگ بات بات پر علمائے کرام کے بارے میں توہین آمیز کلمات بک دیا کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں: بھئی ذرا بچ کر رہنا "علّامہ صاحب" ہیں، عُلَماء لالچی ہوتے ہیں، ہم سے جلتے ہیں، ہماری وجہ سے اب ان کا کوئی بھاؤ نہیں پوچھتا، چھوڑو چھوڑو! یہ تو مولوی ہے۔ (مَعَاذَ اللہ عالموں کو بعض لوگ حقارت سے کہہ دیتے ہیں) یہ ملّا لوگ، عُلَماء نے (مَعَاذَ اللہ) سُنیت کا کوئی کام نہیں کیا۔ (بعض اوقات مبلغ کا بیان سن کر نا پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مَعَاذَ اللہ کہہ

1 ... تعارف دعوتِ اسلامی، ص۴۹

2 ... مکاشفۃ القلوب، باب فی بیان الغیبۃ، ص۷۱

دیا جاتا ہے) فُلاں کا اندازِ بیان تو مولویوں والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

عالم کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں؟

عالم کی توہین کی تین صورتیں اور ان کے بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے میرے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 129 پر فرماتے ہیں: (1) اگر عالم (دین) کو اس لئے بُرا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور (2) اگر بوجہِ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دُنیَوی خُصومت (دشمنی) کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا (ہے اور) تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے اور (3) اگر بے سبب (بلاوجہ) رنج (بغض) رکھتا ہے تو مَرِیضُ الْقَلْب وخَبِیْثُ الْبَاطِن (دل کا مریض اور ناپاک باطن والا ہے) اور اس (خواہ مخواہ بغض رکھنے والے) کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے: ”مَنْ اَبْغَضَ عَالِماً مِنْ غَیْرِ سَبَبٍ ظَاھِرٍ خِیْفَ عَلَیْہِ الْکُفْرُ یعنی جو بلا کسی ظاہری وجہ کے عالمِ دین سے بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے ہر شخص کو عُلَماء کی توہین سے بچنا چاہئے اگر مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی نے ماضی میں اپنے قول یا فعل سے عالم کی بسبب علم دین توہین کر ڈالی ہو تو وہ توبہ و تَجْدِیدِ ایمان کرے اور اگر شادی شدہ ہو تو تَجْدِیدِ نکاح اور کسی کا مرید ہو تو تَجْدِیدِ بیعت بھی کرے۔ آیئے ایمان کی حفاظت کی خاطر شیخ طریقت،

1 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۳۴۴

امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب **کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب** سے شریعت اور علمائے دین کی تحقیر کے بعض کفریہ کلمات کی مثالیں مُلاحظہ کیجئے۔

عُلمائے دین کی توہین کی مثالیں

1. یہ کہا: ”میں شَرع وَرع نہیں جانتا“ یا کہا: ”میں شریعت کا کیا کروں“ دونوں کفریات ہیں۔
2. جو کہے: ”عُلَماء جو علم سکھاتے ہیں محض قصے کہانیاں ہیں“ یا ”خواہشات ہیں“ یا ”محض دھوکہ ہیں“ یا کہا: ”میں حیلوں کے علم کا منکر ہوں۔“ یہ تمام کفریہ کلمات ہیں۔
3. جس نے توہین کی نیت سے کسی عالمِ بَرحَق کا صحیح فتوی زمین پر پھینکا یا کہا: ”شریعت کیا ہے!“ دونوں چیزیں کفر ہیں۔[1]
4. ”مولوی لوگ کیا جانتے ہیں“ کہنا کفر ہے۔ جبکہ عُلَماء کی تحقیر مقصود ہو۔
5. ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دین کو آسان اتارا تھا مگر مولویوں نے مشکل بنادیا۔“ یہ عُلَماء کی توہین کی وجہ سے کلمۂ کفر ہے۔ کیونکہ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْاَشْرَافِ وَالْعُلَمَاءِ کُفْرٌ یعنی اَشراف (ساداتِ کرام) اور عُلَماء کی تحقیر (انہیں گھٹیا جاننا) کُفر ہے۔
6. ”جتنے مولوی ہیں سب بدمعاش ہیں“ کہنا کفر ہے جبکہ بسببِ علمِ دین علمائے

1 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۳۴۰تا۳۴۱، ملتقطاً

کرام کی تحقیر کی نیت سے کہا ہو۔

7. یہ کہنا: ”عالم لوگوں نے دیس خراب کر دیا۔“ کلمۂ کفر ہے۔

8. یہ کہنا کفر ہے کہ ”مولویوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔“

9. جو کہے: ”علمِ دین کو کیا کروں گا! جیب میں روپے ہونے چاہئیں۔“ کہنے والے پر حکمِ کفر ہے۔

10. کسی نے عالم سے کہا: ”جا اور علمِ دین کو کسی برتن میں سنبھال کر رکھ۔“ یہ کفر ہے۔

یاد رہے! صرف علمائے اہلسنت ہی کی تعظیم کی جائے گی۔ رہے بد مذہب عُلَماء، تو ان کے سائے سے بھی بھاگے کہ ان کی تعظیم حرام، ان کا بیان سننا، ان کی کُتُب کا مطالعہ کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا حرام اور ایمان کے لئے زہر ہَلاہَل ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین سے دوری کے سبب بعض لوگ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ تک کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ”مولویوں کو تو کفر کے فتوے دینے کے سوا کوئی کام ہی نہیں۔“ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے سوال جواب کے انداز میں کچھ مدنی پھول عطا فرمائے ہیں، چُنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 692 صَفْحات پر مشتمل کتاب کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صَفْحَہ 656 پر ہے:

---

1 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب، ص۳۵۴تا۳۵۹، ملتقطاً

جب دیکھو کفر کا فتوی داغ دیتے ہیں!

سُوال: اگر کوئی یہ کتاب "کفریّہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب" پڑھنے کے بعد یوں کہے کہ مولویوں کو تو کفر کے فتوے دینے کے سوا کوئی کام ہی نہیں، جب دیکھو کفر کا فتوٰی داغ دیتے ہیں! ایسے شخص کیلئے کچھ مَدَنی پھول دے دیجئے۔

جواب: اِس طرح کے تَأَثُّرات کا اظہار یقیناً دین سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ اِسی دُوری نے بعض لوگوں کو بے باک بنا دیا ہے، وہ عُلَمائے دین کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے، انہیں اتنا بھی احساس نہیں کہ آخِر وہ کن ہستیوں کی عزّت وناموس پر حملہ کر رہے ہیں؟ کِن کے خلاف دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں؟ اُن کے خلاف جن کو دین میں سُتُون کی حیثیت حاصل ہے، جو دین کے محافظ ہیں۔ لاریب و شک! عُلمائے دین بہت بڑی شانوں کے مالک ہیں، ان کی مخالفت سَبَبِ ہَلاکت اوران کی اطاعت دونوں جہاں کیلئے باعثِ سَعادت ہے۔ چُنانچہ پارہ 5 سورۃُ النِّساء آیت نمبر 59 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ (پ۵، النساء:۵۹)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

عُلَماء کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت، حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اِس آیتِ

کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: ”خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مرشد کامل، فَقِیہ، مُجتَہِد یا دُنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حُکام۔ لیکن دینی حُکام کی اطاعت دنیاوی حُکام پر بھی واجِب ہوگی، مگر ان دونوں کی اِطاعت میں یہ شَرط ہے کہ نَص کے خِلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔“ مزید فرماتے ہیں: ”فقہاء کی طرف رُجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فُقہاء حُضور عَلَیْہِ السَّلَام ہی کا حکم سناتے ہیں، جیسے حُضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالِمِ دین کی فرمانبرداری رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری ہے۔“[1]

سوال میں مذکور اعتراض میں بلا تخصیص (بِلا۔ تَخْ۔ صِیْص۔ کسی کو خاص کئے بغیر) مُطلَقاً یہ بات کہی گئی ہے کہ مولویوں کو تو کفر کا فتوٰی دینے کے سوا کوئی کام ہی نہیں... الخ، مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خود یہ جملہ اِنتہائی سخت ہے، اس میں عُلَمائے دین کی توہین کا پہلو واضح ہے بلکہ عُلَمائے دین کی توہین ہی مقصود ہو تو کُھلا کفر و اِرتِداد ہے۔ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ”تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر مُنافِق کُھلا مُنافِق، ایک وہ جسے اسلام میں بُڑھاپا آیا، دوسرا علم والا، تیسرا عادِل بادشاہ۔“[2]

---

1 ... نورالعرفان، ص ۱۳۷

2 ... معجم کبیر، ۸/۲۰۲، حدیث: ۷۸۱۹

عُلَمائے دین کی توہین سنگین جُرم ہے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف جلد 23 صفحہ 649 پر عُلَمائے دین کی توہین کرنے سے مُتَعلِّق فرماتے ہیں: ”سخت حرام، سخت گُناہ، اَشَدّ کبیرہ۔ عالمِ دین سُنّی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمّدٌ رَّسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نائِب ہے۔ اس کی تحقیر (توہین) مَعَاذَ اللہ محمّد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توہین ہے اور محمّد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جناب میں گستاخی مُوجِبِ لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے۔“[1]

شیطان لوگوں کو عالموں سے کیوں دُور کرتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان لوگوں کے دلوں سے علمائے دین کی وَقْعت نکالنا چاہتا ہے تاکہ عُلَمائے کرام جب کسی بات کو اللہ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ اور مصطَفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نافرمانی ومَعصیَّت قرار دیں تو لوگ ان کی نصیحت پر کان نہ دھریں اور بے دھڑک شیطانی کاموں میں لگے رہیں۔ واقعی بڑا نازک معاملہ ہے، بدقسمتی سے آج ایمان کی سلامتی کی سوچ میں کمی اور زبان کی بے احتیاطیوں میں زیادَتی ہوتی جارہی ہے جس کے نتیجے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں

1 ... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۶۴۹

گستاخی، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں بے ادَبی اور ضروریاتِ دین کے انکار پر مشتمل طرح طرح کے کفریات روز مرہ کی گفتگو میں بولے جاتے ہیں۔ اور جب علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین کسی قول پر کوئی حکمِ شرعی بیان کریں تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کہا جاتا ہے" جناب ان کو جب دیکھو حکم لگانا آتا ہے۔"

یاد رکھئے! جس طرح ہر ملک، ہر ریاست کے کچھ قانون ہوتے ہیں جن کا مقصد جرائم کی روک تھام ہے یہی وجہ ہے کہ قانون شکنی ایک جرم شمار کیا جاتا ہے اور خلاف ورزی کرنے والے پر سزا کا تعین ہوتا ہے۔اب اگر کوئی شخص قانون کے رکھوالے کسی ذمہ دار پر اعتراض کرتے ہوئے کہے کہ یہ تو جب دیکھو سزا سناتا رہتا ہے تو یقیناً ایسے شخص کو لوگ بے وقوف کہیں گے اور اس سے یہی کہیں گے کہ اس کو بُرا مت کہو! بلکہ جرائم کے خلاف آواز اٹھاؤ کیونکہ سزا سُنانے میں اس ذمہ دار کا کوئی قصور نہیں، جرائم ہوتے ہیں تو یہ فیصلے سناتا ہے اگر جرائم ہی ختم ہو جائیں تو سزا کے فیصلے بھی ختم ہو جائیں۔اسی طرح اسلام نے بھی اپنے ماننے والوں کی دُنیا و آخرت بہتر بنانے کے لئے کچھ اصول و قوانین مقرر فرمائے ہیں اور اس کے بھی کچھ محافظ وذمہ دار ہیں جو کہ خلاف ورزی کرنے والوں پر حکمِ شرع صادر فرماتے ہیں۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس پر حکم لگنا بند ہو جائے تو وہ شریعت کی خلاف ورزی سے باز آجائے نہ کہ عُلَماء کو بُرا بھلا کہہ کر اپنی آخرت برباد کرے۔

عُلَماء کے بغیر اسلام کا نظام نہیں چل سکتا

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ”عُلَمائے اسلام کا کام تو اللہ ربُّ الاَنام عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول، شَہنشاہِ انبیائے کرام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیغام کو دُرست طریقے پر عام فرمانا ہے، عُلَمائے دین تو شریعت کے قوانین کے محافِظین ہیں۔ عُلمائے کرام تو دینِ اسلام کے احکام کے مُطابِق ہی کسی چیز کو حلال یا حرام، کُفر یا اِسلام قرار دینے کے پابند ہیں۔ اپنی طرف سے ہر گز کچھ نہیں کہتے، یہی ان کا منصب ہے۔ یقیناً عُلَمائے دین ہی کی برکتوں، کوششوں، علمی کاوِشوں اور مُساعِیِ تبلیغ سے گلزارِ اسلام کی بہاریں ہیں۔ عُلَمائے حق ہی کی بدولت گُلشنِ اسلام ہرا بھرا لہلہا رہا ہے۔ اگر عُلَماء ہی مَعْدُوم (یعنی ختم) ہو جائیں تو کُفّار کو اسلام کی دعوت کون دے گا؟ کُفّار کی طرف سے اٹھائے جانے والے اِعتِراضات کے مُسکِت (یعنی خاموش کر دینے والے) جوابات کیسے دیئے جاسکیں گے؟ عامّۃُ المسلِمین کو اَرکانِ اسلام کی تعلیم دینے کی ترکیب کیسے بنے گی؟ انہیں قرآن وحدیث کے رُموز (یعنی بھیدوں) سے کون آشنا (واقف) کرے گا؟“

زبان کو قابو میں رکھئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی اور اُس کی خفیہ تدبیر سے ہر مسلمان کو لرزاں وترساں رہنا چاہئے، نہ جانے کون سی مَعْصِیَّت (یعنی نافرمانی) اللہ ربُّ العزّت کے قَہر وغَضَب کو اُبھار دے اور ایمان کیلئے خطرہ پیدا ہو جائے۔ بس

ہر وقت اپنے رب تعالیٰ کے آگے عاجزی کا مظاہرہ کرتے رہیئے۔ زَبان کو قابو میں رکھیئے کہ زیادہ بولتے رہنے سے بھی بعض اوقات منہ سے کلماتِ کفر نکل جاتے ہیں اور پتا نہیں لگتا، ہر وَقت ایمان کی حفاظت کی فکر کرتے رہنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کا ارشاد ہے: عُلمائے کرام فرماتے ہیں: ''جس کو سَلْبِ ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وَقت اُس کا ایمان سَلْب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔''[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ایمان کی فکر نصیب فرمائے اور عُلَماء کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عُلَماء کے لئے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے عُلَماء کے حق میں عوام کو جو مدنی پھول عطا فرمائے وہ اور اس کے ضمن میں چند باتیں آپ نے مُلاحظہ کیں مزید اسی فتوے میں آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے عوام کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے حق میں عُلَماء کے لئے بھی کچھ مدنی پھول عطا فرمائے ہیں، چُنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''عُلَماء کو چاہیے کہ اگرچہ خود نیتِ صحیحہ رکھتے ہوں عوام کے سامنے ایسے افعال جن سے ان کا خیال پریشان ہو نہ کریں کہ اس سے دو فتنے ہیں: (1) جو مُعْتَقِد نہیں اُن کا مُعْتَرِض ہونا، غیبت کی بلا میں پڑنا، عالم

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۹۵

کے فیض سے محروم رہنا۔(2)اور جو مُعْتَقِد ہیں اُن کا اس کے افعال کو دستاویز بنا کر بے علمِ نیت خود مرتکب ہونا۔عالم فرقۂ ملامتیہ سے نہیں کہ عوام کو نفرت دلانے میں اُس کا فائدہ ہو(بلکہ) مسندِ ہدایت پر ہے، عوام کو اپنی طرف رغبت دلانے میں اُن کا نفع ہے۔"

حدیث میں ہے:"اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر ایمان کے بعد سب سے بڑی عقلمندی لوگوں کے ساتھ محبت کرنا ہے۔"[1]

دوسری حدیث صحیح میں ہے، رسولُ اللہ (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) فرماتے ہیں:"بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا"یعنی خوشخبری سناؤ اور(لوگوں کو) نفرت نہ دلاؤ۔[2]

اَحیاناً(اتفاقاً)ایسے افعال کی حاجت ہو تو اعلان کے ساتھ اپنی نیت اور مسئلۂ شریعت عوام کو بتادے۔واللہُ تعالٰی اَعْلَمُ۔[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے عوام کی کس قدر خیر خواہی فرمائی کہ عالم کو عوام کے سامنے کوئی بھی ایسا کام کرنے سے منع فرمادیا جسے دیکھ کر جو لوگ عقیدت مند نہیں وہ بدگمانی، تجسس، اور غیبت وغیرہ حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام میں پڑ جائیں اور جو عقیدت مند ہیں وہ بسبب عقیدت اس کام میں عالم کی پیروی کریں لیکن چونکہ

---

1 ... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل طلاقة الوجه... الخ، ۶/ ۲۵۵، حدیث: ۸۰۶۱

2 ... بخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی یتخولهم بالموعظة... الخ، ۱/ ۴۲، حدیث: ۶۹

3 ... فتاوٰی رضویہ، ۸/ ۹۸

وہ عالم کی نیت سے واقف نہیں لہٰذا ان کے گُناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو، اس طرح ایک مسلمان کو مُتَوَقّع گُناہوں سے بچانے کے لئے عُلَماء کو ان کے سامنے احتیاط کرنے کی نصیحت فرمائی جس میں یقیناً عوام کی زبردست خیر خواہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ان باتوں کا بہت لحاظ رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ حسبِ موقع نہ صرف اپنے مریدین و محبین کو مختلف کاموں کی نیتیں سکھاتے اور کرواتے رہتے ہیں بلکہ بارہا خود کسی کام کو کرنے سے پہلے بھی ان پر اپنی نیت کا اظہار فرما دیتے ہیں تاکہ انہیں اچھی اچھی نیتوں کی معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ذہن میں پیدا ہونے والے ممکنہ وسوسے سے بھی بچایا جاسکے۔ جیسا کہ

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عمل

ایک مرتبہ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ چند اسلامی بھائیوں کے ساتھ جلوہ گر تھے، اسی اثنا میں آپ نے اپنے پاس رکھی ہوئی پانی کی بوتل سے گلاس میں پانی لیا اور کھڑے ہوگئے، چونکہ دیگر اسلامی بھائی بھی موجود تھے لہٰذا ممکنہ وسوسے کے پیشِ نظر امیرِ اہلسنت نے پانی پینے سے پہلے حاضرین سے فرمایا: ”یہ زمزم شریف ہے اس لئے کھڑے ہو کر پی رہا ہوں۔“ پھر پانی نوش فرمایا۔

حُسنِ ظن اختیار کیجئے!

یاد رہے! کہ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا یہ طرزِ عمل کہ وہ عوام کو وسوسوں

سے بچاتے ہیں ہر عالم، پیر یا اس شخص کے جس کی لوگ اقتداء کرتے ہیں منصب کا تقاضا ہے مگر لوگوں پر بھی لازم ہے کہ ایسی ہستیوں کے معاملے میں وسوسے یا بد گمانی میں نہ پڑیں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت مرید کو اپنے پیر کے بارے میں حسن ظن کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس کی جو بات اپنی نظر میں خلاف شرع بلکہ مَعَاذَ اللہ کبیرہ معلوم ہو اس پر بھی نہ اعتراض کرے نہ دل میں بد گمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے۔“[1]

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے اَدَبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے اَدَبی ہو

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے حالِ زار پر کرم فرمائے، ہمارے دل میں اپنی، اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اور عُلَماء و مشائخِ اہلسنت کی محبت داخل فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نیک صحبت کا اثر

فرمانِ صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام: نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے، دیکھو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سارے جہاں کے اولیا سے افضل ہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہ صحبت یافتہ جنابِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، ۳/۳۱۲)

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۳۶۹

Go To Index

دُکھ درد کے ماروں کو صبر کی رغبت دلانے اور
ان کی ڈھارس بندھانے والا ایک مُنفرد بیان



یہ وقت بھی گزر جائے گا

پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ وقت بھی گزر جائے گا(1)

دُرود شریف کی فضیلت

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبودار ہے: ”بے شک تُمہارے نام مع شَناخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا مجھ پر اَحْسَن (یعنی خوبصورت الفاظ میں) دُرُودِ پاک پڑھا کرو۔“(2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حکمت بھری تحریر

منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا: مجھے کوئی ایسی تحریر دو کہ جب میں اسے غم کی حالت میں دیکھوں تو مجھے خوشی ہو اور خوشی کی کیفیت میں دیکھوں تو غم طاری ہو جائے۔ تو اس عقل مند وزیر نے بادشاہ کو ایک تحریر دی جس میں لکھا تھا: **”یہ وقت بھی گزر جائے گا“** یہ تحریر ہر وقت بادشاہ کے پاس موجود رہتی، وہ

---

1 . . . مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۳ صفر المظفر ۱۴۳۱ ہجری بمطابق 19 جنوری 2010 عیسوی بروز منگل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 24 مارچ 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیۃ**)

2 . . . مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی، ۲/ ۱۴۰، حدیث: ۳۱۱۶

جب خوشی میں اسے دیکھتا تو یہ سوچ کر غم زدہ ہو جاتا کہ یہ خوشیوں کے دن عنقریب ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح جب غم کی کیفیت میں اس تحریر کو پڑھتا تو یہ سوچ کر اس کا غم غلط ہو جاتا کہ عنقریب یہ غم کے بادل چھٹ جائیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ دنیا آزمائشوں کا گھر ہے اس میں جہاں بیشمار راحت سامانیاں ہیں وہاں رنج و غم کے پہاڑ بھی ہیں، آسانیوں کے ساتھ ساتھ مشکل ترین گھاٹیاں بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے انسانیت وجود میں آئی ہے اس وقت سے آج تک عام مؤمنین بلکہ انبیاو مرسلین کو بھی راحتیں اور مسرتیں ملنے کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی آزمائشیں اور مصیبتیں پہنچتی رہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقرب بندوں کو آسانیوں کے بجائے مشکلات کا زیادہ سامنا کرنا پڑا مگر وہ نُفُوسِ قدسیہ حرفِ شکایت زبان پر لانے کے بجائے ہمیشہ خَندہ پیشانی کے ساتھ مصائب و آلام برداشت کرتے رہے۔ لہٰذا ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر شکر اور مصیبتوں پر صبر کرنا چاہئے مگر افسوس! ہم آسانیوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد کو بھلاتے اور مشکلوں میں صبر کے بجائے واویلا مچاتے ہیں۔ بیان کردہ حکایت میں ہمارے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے کیونکہ اگر ہم بھی اپنے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات راسخ کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ **"یہ وقت بھی گزر جائے گا"** تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عقلمند وزیر کی یہ تحریر جہاں ہمیں خوشی کے مواقع پر خلافِ شرع انداز میں خوشیاں منانے یا حصولِ نعمت پر بے جا اترانے اور غُرور و تکبر میں مبتلا ہونے سے بچانے میں مُعاوِن ہوگی وہیں مختلف بیماریوں،

پریشانیوں، تکلیفوں اور مشکل ترین حالات میں صبر کرنا بھی ہمارے لئے آسان ہو جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ ڈھیروں اجر و ثواب کا خزانہ بھی ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ،

ایمان کا لباس

حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رَبّ عَزَّوَجَلَّ! جو آدمی تیری رضا کے حُصول کے لیے مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اس پریشان اور غمگین آدمی کا بدلہ کیا ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: میں اسے ایمان کا لباس پہناؤں گا اور کبھی بھی نہیں اتاروں گا۔[1]

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں جابجا صبر کے فضائل بیان کئے گئے ہیں آیئے صبر کی عادت اپنانے کے لئے 5 فرامینِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ مُلاحظہ کیجئے۔

وَ لَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

(پ۱۴، النحل: ۹۶)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔

وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۶﴾

(پ۴، اٰل عمران: ۱۴۶)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔

وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۴۶﴾

(پ۱۰، الانفال: ۴۶)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

---

1 . . . احیاء العلوم، کتاب الصبر و الشکر، بیان مظان الحاجۃ الی الصبر . . . الخ، ۴/۹۰

اُولٰٓىٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (پ۲۰، القصص: ۵۴) ترجَمۂ کنزالایمان: ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر: ۱۰) ترجَمۂ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

صَدْرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحابِ مصیبت وبَلا حاضر کئے جائیں گے نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے، نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں ان پر اجر و ثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہلِ مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔

مصائب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حکمتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ربُّ الاَنام عَزَّوَجَلَّ کے ہر کام میں ہزارہا حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جو ہماری عقل میں نہیں آتیں، کبھی کبھار تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مُصیبتیں نازل فرما کر اپنے بندوں کو آزماتا بھی ہے اور جب وہ صبر کرتے ہیں تو اُن کے گناہوں کو

مٹاتا اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم پر جو بھی مصیبتیں آتی ہیں ہمارے ہی بھلے اور بہتری کے لئے آتی ہیں گرچہ ہمیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ چنانچہ،

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت میں مبتلا فرمادیتا ہے۔''(1)

حضرتِ سَیِّدُنا صُہَیْب رُومی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''مومن کے مُعاملے پر تعجّب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مُشْتَمِل ہے اور یہ صرف اُسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔(2)

مصائب ترقیِ درجات کا ذریعہ ہیں

مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب بندے کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کوئی مرتبہ مُقرّر ہو اور وہ اس مرتبے تک کسی عمل سے نہ پہنچ سکے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جسم، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے پھر اُسے اِن تکالیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

1 . . . بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء کفارۃ المرض، ۴/ ۴، حدیث: ۵۶۴۵

2 . . . مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب المومن امرہ کلہ خیر، ص ۱۵۹۸، حدیث: ۲۹۹۹

کے ہاں اپنے مقرر درجے تک پہنچ جاتا ہے۔[1]

مصیبتوں سے گُناہ جھڑتے ہیں

دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مومن اور مومنہ کو اپنی جان، اولاد اور مال کے ذریعے آزمایا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو گا۔[2]

نبیوں کے سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس کسی مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بھی معمولی مصیبت پہنچے تو اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔“[3]

مُفَسِّرِ شَہیر، حکیمُ الاُمَّت، حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اپنی دلپذیر تقریر میں فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی کسی جگہ سے گزر رہے تھے، مُلاحظہ فرمایا ایک بچہ کیچڑ میں گر گیا ہے اور اس کے کپڑے و جسم کیچڑ میں لتھڑ گئے ہیں۔ لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں لیکن کوئی بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ کہیں دور سے ماں نے دیکھا، دوڑتی ہوئی آئی دو تھپڑ بچے کے لگائے، کپڑے اتار کر دھوئے، اسے غسل دیا۔ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ دیکھ کر وجد آ گیا اور فرمایا: یہی حال ہمارا اور رحمتِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) کا ہے۔ ہم گناہوں کی دلدل میں لتھڑ جاتے ہیں،

1 . . . ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ . . . الخ، ۳/۲۴۶، حدیث: ۳۰۹۰
2 . . . ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۴/۱۷۹، حدیث: ۲۴۰۷
3 . . . مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما . . . الخ، ص ۱۳۹۱، حدیث: ۲۵۷۲

کسی کو کیا پرواہ! مگر رحمتِ الٰہی(عَزَّوَجَلَّ) کا دریا جوش میں آتا ہے، ہم کو مصیبتوں کے ذریعے دُرُست کیا جاتا ہے اور توبہ وعبادات کے پانی سے غسل دے کر صاف فرماتا ہے۔ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان یہ حکایت نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: جب مہربان ماں کچھ سزا دے کر تنبیہ کر سکتی ہے تو خالق و مالک اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے بعض اوقات سزا دے کر اصلاح فرماتا ہے۔[1]

لہٰذا مصائب و آلام پر شکوے شکایات کرنے، ہر وقت لوگوں کے سامنے اپنی پریشانیوں کا رونا رونے اور اپنی زبان سے کفریات بکنے کے بجائے ان آزمائشوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہوئے صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ یاد رکھئے! جس طرح گردشِ ایام سے خوشیوں کے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں اسی طرح وقت کا مرہم گہرے سے گہرا زخم بھی بھر دیتا ہے اور وقت کی رفتار ہر غم کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ بس مصیبت کے ماروں کو وقت گزرنے کا انتظار کرنا چاہئے آج غم کے بادل چھائے ہوئے ہیں توکل اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خوشیوں کی بارش بھی ہو گی، آج مشکلات نے گھیرا ہے توکل اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آسانیوں کا ڈیرا بھی ہو گا، جیسے خوشیوں کا وقت آکر گزر گیا ایسے ہی یہ وقت بھی گزر جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۶ ترجَمۂ کنز الایمان: بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ (پ۳۰، الانشراح: ۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات ان مصائب و آلام کے پیچھے ہماری

1 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۱۲۸

بداعمالیاں بھی کارفرما ہوتی ہیں۔ چنانچہ،

مصیبتوں کا سبب ہمارے کرتوت ہیں

امیرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں تم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں سب سے افضل آیت کی خبر دیتا ہوں جو ہمیں رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے بتائی ہے:

وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۳۰)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

(حُضُور اکرم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ہمارے سامنے یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا) اے علی! میں اِس کی تفسیر بیان کرتا ہوں، تمہیں دنیا میں جو بیماری، سزا یا کوئی بَلا پہنچتی ہے وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بہت زیادہ کریم ہے کہ آخرت میں دوبارہ سزا دے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جب دنیا میں تم سے گناہ معاف فرما دیئے تو وہ اس سے بہت زیادہ حلیم ہے کہ معاف کرنے کے بعد سزا دے۔ (1)

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے

1 ... مسند امام احمد، مسند علی بن ابی طالب، ۱/ ۱۸۵، حدیث: ۶۴۹

آخِرت کی مصیبت برداشت نہ ہوسکے گی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اگر ہم پر کبھی کوئی مصیبت آجائے تو بے صبری کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ہم میں سے ہر ایک کو یہ ذہن بنانا چاہئے کہ شاید میری برائیوں کی سزا آخرت کے بجائے دنیا ہی میں دے دی گئی ہے۔ اس طرح امید ہے کہ صبر آسان ہوجائے گا۔ خدا کی قسم! مرنے کے بعد ملنے والی سزا کے مقابلے میں دنیا کی سزا انتہائی آسان ہے، دنیا کی مصیبت آدمی برداشت کر ہی لیتا ہے مگر آخرت کی مصیبت برداشت کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا جب بھی کوئی آفت آپڑے خواہ طویل عرصے تک بے روزگاری یا بیماری دور نہ ہو یا مسائل حل نہ ہوں تو ہمت نہ ہاریئے اور ہر موقع پر صبر، صبر اور صبر سے کام لیجئے۔

کربلا والوں سے بڑھ کر مصیبت زدہ کون؟

یاد رکھئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ تکالیف و مصائب نازل فرما کر اپنے محبوبانِ بارگاہ کی آزمائش فرماتا اور ان کے مقام و مرتبہ کو بلند فرماتا ہے لہٰذا پریشان حال کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پر راضی رہے اور نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر اعتراضات اور شکوے شکایات کرنے کے بجائے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِين اور بالخصوص کربلا کے خونی منظر کو تصوّر میں لائے اور شہیدان و اسیرانِ کربلا رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن پر جو مصیبتیں آئیں انہیں یاد کرکے یہ ذہن بنانے کی کوشش کرے

کہ میری یہ چھوٹی سی مصیبت تو ان پر آنے والی بڑی بڑی مصیبتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، مگر پھر بھی ان مبارک ہستیوں نے دین کے استحکام اور رضائے ربُّ الاَنام کی خاطر ان مصائب وآلام کو برداشت کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں انعام و اکرام سے نوازا اور آخرت میں بلند و بالا مقام پر فائز فرمادیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بے صبری کیوجہ سے آخرت کی ان ابدی سعادتوں سے محروم ہو جاؤں۔ اسی طرح حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جو مصیبتیں آئیں ان کو یاد کیجئے، خصوصاً حضرت سَیِّدُنا اَیُّوب عَلَیْہِ السَّلَام کے مصائب وآلام اور آپ کا صبر تو بہت مشہور ہے، حتی کہ دعائیں دی جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو "صبر ایّوب" عطا فرمائے۔ آیئے ہم بھی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے صبر سے مُتَعلِّق چند واقعات سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت ایّوب عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر

حضرت سَیِّدُنا ایوب عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سَیِّدُنا اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسنِ صورت، کثرتِ اولاد واموال وغیرہ ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں، اس کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو آزمائش میں ڈالا اور آپ کی ساری اولاد مکان کے گرنے سے دب کر ہلاک ہوگئی، تمام جانور جس میں ہزارہا اونٹ اور بکریاں تھیں سب مر گئے، سارے کھیت اور باغات برباد ہوگئے، کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو ان چیزوں کے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تو آپ

عَلَیْہِ السَّلَام حمدِ الٰہی بجالاتے اور فرماتے: میرا کیا ہے جس کا تھا اس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہو سکتا، میں اس کی مرضی پر راضی ہوں۔ اس کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام بیمار ہوئے آپ کی بی بی صاحبہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سالہا سال رہی پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام صحتیاب ہو گئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پہلے والی تمام نعمتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ آپ کو دوبارہ عطا فرمادیں۔ (1)

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر

حضرت سَیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھائیوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو اندھے کنویں میں ڈال دیا تو ایک تجارتی قافلے نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس کنویں سے نکالا اور مصر لے جاکر بطورِ غلام فروخت کر دیا، وہاں آپ عَلَیْہِ السَّلَام پر طرح طرح کی آزمائشیں آئیں نیز آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی بے گناہی کا یقین ہو چکنے کے باوجود آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو جیل کی کوٹھری میں قید کر دیا گیا جہاں آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو کئی سالوں تک قید و بند کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس قدر پریشانیوں کے باوجود آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور نہایت ہی صبر و شکر کے ساتھ یہ تکالیف برداشت کرتے رہے بلکہ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ قید خانے کی کوٹھری مجھ کو اس مصیبت سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف زُلیخا مجھے بلا رہی تھی۔ بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ جس ملک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس نبی کو بطورِ غلام فروخت کیا گیا تھا اس ملک کے

1 . . . خزائن العرفان، پ۱۷، الانبیاء، تحت الآیۃ ۸۳، عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۱۷۸، ملخصًا

خزانوں کے انتظامی معاملات اور ملک کے نظام کا پورا شعبہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے سپرد کر دیا گیا اور یوں مصر کی حکمرانی کا اقتدار آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو حاصل ہو گیا۔ (1)

حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا صبر

حضرت سَیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے بیٹے حضرت سَیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی جُدائی میں اس قدر گریہ وزاری فرمائی کہ روتے روتے شدّتِ غم سے نڈھال ہو گئے اور آپ کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس حالت میں بھی صابر وشاکر رہے اور درد بھری آواز میں فرمایا صبر کرنا ہی اچھا ہے آخر کار حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا پیراہن (یعنی کرتا مبارک) آپ کی آنکھوں پر ڈالا گیا جس سے آپ کی آنکھوں کی روشنی بحال ہو گئی۔ (2)

سردارِ انبیا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا صبر

مکہ والوں کے عِناد اور سرکشی کے پیشِ نظر جب حُضور رَحمت عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو ان لوگوں کے ایمان لانے کے آثار دکھائی نہ دیئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے تبلیغِ اسلام کے لئے مکہ کے قُرب وجَوار کی بستیوں کا رُخ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے طائف کا بھی سفر فرمایا، اس سفر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے غلام حضرت سَیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی

1... عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۱۳۳ تا ۱۳۷، ملخصًا

2... عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۱۳۹، ملخصًا

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ طائف میں بڑے بڑے اُمراء اور مالدار لوگ رہتے تھے۔ ان رئیسوں میں عَمرو کا خاندان تمام قبائل کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ تین بھائی تھے۔ عبدیالیل، مسعود، اور حبیب۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ انتہائی بیہودہ اور گستاخانہ جواب دیا۔ ان بدنصیبوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھار دیا کہ یہ لوگ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے ساتھ برا سلوک کریں۔ چنانچہ لُچّوں لفنگوں کا یہ شریر گروہ ہر طرف سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے پیچھے پڑ گیا، یہ شرارتوں کے مُجسّمے آپ پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ آپ کے مُقدّس پاؤں زخموں سے لہولہان ہو گئے۔[1] اورآپ کے موزے اور نعلینِ مُبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے اور جب آپ چلنے لگتے تو پھر آپ پر پتھروں کی بارش کرتے اور ساتھ ساتھ طعنہ زنی کرتے، گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے اور ہنسی اڑاتے۔ حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دوڑ دوڑ کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے اور زخموں سے نڈھال ہو گئے۔[2]

1... شرح الزرقانی علی المواھب، وفاۃ خدیجۃ و ابی طالب، ۲/ ۵۰، ملخصاً

2... مواھب اللدنیۃ، ھجرتہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم، ۱/ ۱۳۶

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمایا: مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ، **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جتنا میں ستایا گیا ہوں اتنا کوئی نہیں ستایا گیا۔**[1] جب کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف حد سے بڑھ جاتیں تو ربّ تعالٰی اپنے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی دِلجوئی اور تسکینِ خاطر کے لئے آیتیں نازل فرماتا جس میں گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر آنے والی مصیبتوں اور پریشانیوں اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کی ہلاکت خیزیوں کا تذکرہ ہوتا جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ (پ۷، الانعام: ۳۴)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۠ (۱۰) (پ۷، الانعام: ۱۰)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹّا کیا گیا تو وہ جو اُن سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انہیں کو لے بیٹھی۔

---

1 . . . کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۵۶، حدیث: ۵۸۱۵، الجزء الثالث

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اس میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسلّی و تسکینِ خاطر ہے کہ آپ رَنْجِیدہ و مَلُول نہ ہوں، کُفّار کا پہلے انبیاء (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کُفّار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی اُمّتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کے ساتھ طریقِ ادب ملحوظ رکھیں تاکہ پہلوں کی طرح مُبتلائے عذاب نہ ہوں۔

صبر کے مواقع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور سَیِّدُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نُفُوسِ قُدسیہ نے شجرِ اسلام کی آبیاری اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سربلندی کی خاطر اپنے اہل وعیال، جائداد ومال، بھوک پیاس حتی کہ اپنی جان تک قربان کر دی، مگر اس قدر مصائب وآلام کے باوجود کبھی اپنی زبان پر حرفِ شکایت نہ لائے اور ہر حال میں صبر واطمینان کا دامن تھامے رکھا۔ ہمیں بھی ان کی حیاتِ مُبارکہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہئے۔ آج کل ہم ذرا ذرا سی باتوں پر سیخ پا ہو جاتے ہیں حالانکہ اُن پر جلنے اور کُڑھنے کے بجائے قدم قدم پر صبر کر کے بآسانی اجر وثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً: راستے میں پڑے ہوئے کیلے کے چھلکے پر پاؤں پھسل گیا یا ٹھوکر لگ گئی تو شکوہ کرنے اور دوسروں کو کوسنے کے بجائے اگر صبر کریں تو اجر ملے گا۔

ظاہر ہے اُول فُول بکنے سے نہ تو چوٹ صحیح ہو گی نہ ہی ثواب ملے گا بلکہ نقصان ہی نقصان ہو گا۔ راہ چلتے کسی کا دھکّا لگ گیا، بجائے اُس سے اُلجھنے کے صبر کر لیا جائے، کسی گاڑی سے ٹکرا گئے، گاڑی چلانے والے نے کوئی بات اُلٹی سیدھی کہہ دی، ہم کہیں جارہے تھے کہ سڑک پر "ٹریفک جام" ہو گیا، سخت گرمی بھی ہے، ہارن کی آوازوں سے کان پھٹے جارہے ہیں ایسے وقت لوگ بہت بڑبڑاتے اور گالیاں بکتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنے سے ٹریفک بحال نہیں ہو جاتا کاش! ذرا خاموش رہتے تو صَبر کرنے کا ثواب تو مل جاتا۔ کسی نے آواز کَس دی، کنکر مار دیا، طعنہ کشی کی، گھر میں بھائی بہنوں نے مذاق اُڑایا، پڑوسی نے حُسنِ سُلوک نہیں کیا یا کوئی زِیادتی کی، مسجد میں جُوتے چوری ہو گئے، جیب کٹ گئی، کسی نے اُوپر سے کُوڑا ڈال دیا، کسی نے بات کاٹ دی، آپ نے سُنّتوں پر بیان کیا تو کسی نے بے جا تنقید کر دی یا آواز و انداز کی ہنسی اُڑائی، کسی کے یہاں مہمان ہوئے اور اُس نے چائے پانی کا نہیں پوچھا، سُنَّت کے مطابق کھا پی رہے تھے تو کسی نے طنز کر دیا، کبھی گھر میں بجلی چلی گئی، پانی بند ہو گیا، مالک مکان یا کرایہ دار نے ظُلم کیا، بس وغیرہ میں بھیڑ کے سبب کسی نے آپ کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ دیا، کوئی سگریٹ پی رہا ہے یا کسی قسم کی بدبو سے جب بھی تکلیف پہنچی، اپنی گاڑی وغیرہ میں کوئی نقصان ہو گیا، کوئی پُرزہ ٹوٹ گیا، پنکچر ہو گیا، راستے میں کیچڑ کی وجہ سے پریشان ہو گئے، کھانے وغیرہ میں نمک مِرچ کم و بیش ہو گیا، کوئی کڑوی چیز مُنہ میں آگئی جیسے بادام کی گِری وغیرہ، کھانا گرم نہیں تھا اور طبیعت گرم کھانا چاہتی تھی،

ٹھنڈے پانی کی خواہش تھی مگر سادہ پانی مِلا، چائے یا پان وغیرہ کی خواہش تھی مگر مُیسّر نہیں آیا جس سے طبیعت میں کچھ پریشانی ہوئی، کسی نے گالی دے دی یا کوئی ایسی بات کہہ دی جو ناگوار گُزری، خرید و فروخت کے مواقع پر ناگوار معاملہ پیش آ گیا، کاروبار کم ہوا، کسی نے دھوکا دے دیا، سیٹھ بدمزاج ہے یا نوکر بداَخلاق ہے، کسی نے تُھوک پھینکا اور آپکے اوپر آپڑا، کسی وجہ سے پاؤں پھسل گیا یا گر گئے تو لوگ ہنسے یا خود چوٹ کھائی، کسی نے غلط فہمی میں کچھ تلخ باتیں سنا دیں، وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے معاملات عموماً روزمرّہ پیش آتے رہتے ہیں، ایسے مواقع پر صبر کر لیجئے اور اَجر کمایئے، اِن مواقع پر عُموماً بے صبرے لوگ بڑبڑاتے، گالیاں تک بکتے سُنے جاتے ہیں، اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ بے جا بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے تکلیف یا پریشانی تو دُور نہیں ہوتی، پھر صبر کر کے اَجر کا خزانہ کیوں نہ حاصل کیا جائے۔

صبر ابتدائے صدمہ پر ہے

یاد رہے کہ کامل صبر اُسی حالت میں کہلائے گا جب آپ صدمہ پہنچتے ہی اسے ضَبط کرنے کی کوشش کریں، بعض لوگ اپنے دل کی ساری بھڑاس نکالنے کے بعد کہتے ہیں "میں نے صبر کیا" حالانکہ جَزع وفَزع کے بعد کیا جانے والا صبر وہ نہیں کہ جس پر اجر وثواب کی امید کی جاسکے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ایک عورت کے قریب سے گزرے جو ایک قبر کے پاس رو رہی تھی، آپ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: خدا سے ڈر اور صبر کر۔ (وہ آپ کو نہ پہچان سکی اور) کہا: آپ تشریف لے جائیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں آپ کو کیا معلوم کہ مجھے کیا مصیبت پہنچی ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ وہ تو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ہیں تو وہ درِ اقدس پر حاضر ہوئی۔ دربانوں کو نہ پاکر اس نے (معذرت خواہانہ انداز میں) عرض کی: میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا (اب میں صبر کرتی ہوں)۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”صبر تو صدمہ کی ابتدا کے وقت ہوتا ہے۔“[1]

مطلب یہ ہے کہ حقیقی صبر وہی ہوتا ہے جو صدمے کے آغاز میں کیا جائے ورنہ مصیبت کا وقت گزر جانے کے بعد سکون آجانا صبر نہیں بلکہ غم کو بھول جانا ہے۔ جبکہ مصیبت کی ابتدا میں دل کو اچانک ایسا دھچکا لگتا ہے کہ اس وقت پُر سکون رہنا اور تقدیر پر راضی رہنا حقیقی صبر ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اجر مصیبت پر نہیں ملتا کیونکہ وہ انسان کی اختیار کردہ نہیں ہوتی البتہ اجر وثواب اچھی نیت اور مصیبت پر صبرِ جَمیل کی بدولت ملتا ہے۔[2]

حضرت سَیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے حضرت سَیِّدُنا اَشْعَث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اگر تم صبر کرنا چاہو تو ایمان اور اَجر کی امید پر صبر کرلو ورنہ جانوروں کی طرح صبر آہی جائے گا۔[3]

1... بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ۱/۴۳۳، حدیث: ۱۲۸۳

2... عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ۶/۹۴، تحت الحدیث: ۱۲۸۳، ملخصاً

3... کتاب الکبائر، فصل فی التعزیۃ، ص۲۱۹

صبر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہے

یہ بھی یاد رہے کہ صبر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے ہی ملتا ہے لہٰذا کوئی شخص اپنے صبر وضَبْط کو ہر گز ہر گز اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سمجھ کر اُس پر شکرِ الٰہی ادا کرے کہ اُس نے میری بہتری کے لئے مجھ پر آزمائش ڈالی اور پھر صبر کی توفیق بھی بخشی۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کتنے عرصہ تک بَلا (یعنی مصیبت) میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا! جب اس سے نجات ملی عرض کیا: ”الٰہی (عَزَّوَجَلَّ)! میں نے کیسا صبر کیا؟ ارشاد ہوا: ”اور توفیق کس گھر سے لایا۔“ ایوب عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا: بے شک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا!۔ [1]

نافرمانوں کی خوشحالی میں حکمت

بعض اوقات مُسلمان اپنی خَسْتہ حالی اور کافروں کی پُرتَعَیُّش (عیش وعشرت سے بھرپور) زندگی دیکھ کر وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس میں بھی اللہ رَبُّ العالمین جَلَّ جَلَالُہٗ کی بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ چنانچہ،

حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں عرض کی: اے میرے ربّ! مومن بندہ تیری

1 . . . ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۲۰

اطاعت کرتا اور تیری مَعْصِیَّت (نافرمانی) سے بچتا ہے (لیکن) تو اس کے لیے دنیا تنگ فرما کر اس کو آزمائشوں میں ڈالتا ہے اور کافر تیری اطاعت نہیں کرتا بلکہ تجھ پر اور تیری مَعْصِیَّت (نافرمانی) پر جرأت کرتا ہے لیکن تو اس سے مصیبت کو دور رکھتا اور اس کے لیے دنیا کُشادہ کر دیتا ہے، (آخر اس میں کیا حکمت ہے؟) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی فرمائی: بندے بھی میرے ہیں اور مصیبت بھی میرے اختیار میں ہے اور سب میری حمد کے ساتھ میری تسبیح کرتے ہیں، مومن کے ذمہ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس سے دُنیا کو دُور کر کے اس کو آزمائش میں ڈالتا ہوں تو یہ (آزمائش و مصیبت) اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے حتی کہ وہ مجھ سے مُلاقات کرے گا تو میں اسے نیکیوں کا بدلہ دوں گا اور کافر کی (دنیاوی اعتبار سے) کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اس کے لیے رزق کُشادہ کرتا اور مصیبت کو اس سے دُور رکھتا ہوں تو یوں اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہوں حتی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے گناہوں کی اس کو سزا دوں گا۔[1]

اسی طرح منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں کسی بندے پر رحم فرمانا چاہتا ہوں تو اس کی بُرائی کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں، کبھی بیماری سے، کبھی گھر والوں میں مصیبت ڈال کر، کبھی تنگیِ مَعاش سے پھر بھی اگر کچھ بچتا ہے تو مرتے وقت اس پر سختی کرتا ہوں حتی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرتا ہے تو گناہوں سے

1 . . . احیاء العلوم، کتاب الصبر والشکر، الرکن الثالث. . . الخ، ۴/۱۶۲

ایسا پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا، اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں جس بندے کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کو اس کی ہر نیکی کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں، کبھی جسم کی صحت سے، کبھی فراخیِ رزق سے، کبھی اہل و عیال کی خوشحالی سے پھر بھی اگر کچھ رہ جاتا ہے تو مرتے وقت اس پر آسانی کر دی جاتی ہے حتی کہ جب مجھ سے ملتا ہے تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہیں رہتا کہ وہ نارِ جہنم سے بچ سکے۔ (1)

آسائشوں پر مت پھولو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ گاڑی، بنگلہ، دولت، صحت اور طرح طرح کی نعمتوں کی کثرت دیکھ کر پھولنا نہیں چاہئے بلکہ ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے دنیا ہی میں میری اچھائیوں کا صلہ دیا جارہا ہو اور گناہوں کے سبب آخرت میں میرے لئے دردناک عذاب تیار ہو۔ اسی طرح بیماری، غربت یا جان، مال اور اولاد پر آنے والی آفت و مصیبت پر یہ سوچ کر صبر کرنا چاہئے کہ ہو سکتا ہے یہی مصیبت آخرت کی راحت سامانی کا پیش خیمہ ہو۔ ہم مصیبتوں پر واویلا مچاتے اور آسائشوں میں یادِ الٰہی اور فکرِ آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے رنج و غم ملنے پر صبر و شکر کرتے ہوئے راضی برضائے الٰہی رہتے ہیں اور اگر ان کے پاس دنیوی نعمتوں کی کثرت ہو جائے تو وہ غمگین ہو جاتے

1 . . . شرح الصدور، باب من دنا اجلہ و کیفیۃ الموت، ص ۲۸

ہیں کہ کہیں ربّ تعالیٰ ہم سے ناراض تو نہیں ہے۔ چنانچہ،

مصیبت پر خوش ہونے والی عورت

حضرت سَیِّدُنا ابن یسار مُسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہ المُنْعِم فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے بحرین کی طرف گیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک گھر کی طرف بہت سے لوگوں کا آنا جانا ہے، میں بھی اس طرف چل دیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک عورت نہایت افسردہ اور غمگین پھٹے پرانے کپڑے پہنے مصلے پر بیٹھی ہے اور اس کے ارد گرد غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت ہے، اس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، تجارت کا بہت سارا ساز و سامان اس کی مِلکیت میں ہے، خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے، وہ عورت ہر طرح کی نعمتوں کے باوجود نہایت ہی غمگین تھی نہ کسی سے بات کرتی، نہ ہی ہنستی۔

میں وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اسی گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر میں نے اس عورت کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور کہنے لگی، اگر کبھی دوبارہ یہاں آنا ہو اور کوئی کام ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا، پھر میں واپس اپنے شہر چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے دوبارہ کسی کام کے لئے اسی عورت کے شہر میں جانا پڑا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہاں کسی طرح کی چہل پہل نہ تھی۔ نہ تو تجارتی سامان تھا، نہ خدّام و لونڈیاں نظر آ رہی تھیں اور نہ ہی اس عورت کے لڑکے دکھائی دے رہے تھے، ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے کسی کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ جب دروازہ

کھولا گیا اور میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی عورت اب نہایت قیمتی اور خوش رنگ لباس میں ملبوس بڑی خوش وخُرّم نظر آرہی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک عورت گھر میں موجود تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ مجھے بڑا تَعَجُّب ہوا اور میں نے اس عورت سے پوچھا: جب میں پچھلی مرتبہ تمہارے پاس آیا تھا تو تم کثیر نعمتوں کے باوجود غمگین اور نہایت اُفسُردہ تھیں لیکن اب خادموں، لونڈیوں اور دولت کی عدم موجودگی میں بھی بہت خوش اور مطمئن نظر آرہی ہو، اس میں کیا راز ہے؟۔ تو وہ عورت کہنے لگی: تم تعجب نہ کرو، بات دراصل یہ ہے کہ جب پچھلی مرتبہ تم مجھ سے ملے تو میرے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی، میرے پاس مال ودولت اور اولاد کی کثرت تھی، اس حالت میں مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید! میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے، اس وجہ سے مجھے کوئی مصیبت اور غم نہیں پہنچتا ورنہ اس کے پسندیدہ بندے تو آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وقت یہی سوچ کر میں پریشان وغمگین تھی اور میں نے اپنی حالت ایسی بنائی ہوئی تھی۔ اس کے بعد میرے مال واولاد پر مُسلسل مُصیبتیں ٹوٹتی رہیں، میرا سارا اَثَاثہ ضائع ہوگیا، میرے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا انتقال ہوگیا، خدّام ولونڈیاں سب جاتے رہے اور میری تمام دنیاوی نعمتیں مجھ سے چھن گئیں۔ اب میں بہت خوش ہوں کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے خوش ہے اسی وجہ سے تو اس نے مجھے آزمائش میں مُبتلا کیا ہے۔ پس میں اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی ہوں، اسی لئے میں نے اچھا لباس پہنا ہوا ہے۔

اس کے برعکس بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مُصیبت یا پریشانی آتی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتے اور شکوہ شکایت پر اُتر آتے ہیں۔ حتی کہ **مَعاذَاللہ ثُمَّ مَعاذَاللہ**، اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں، ایسوں کو ڈر جانا چاہئے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کرنا کُفر ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز کتاب **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** سے چند انتہائی اہم مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کرنا کیسا؟

جواب: قطعی کفر ہے اور مُعترِض (یعنی اعتراض کرنے والا) کافر و مرتد ہے۔

سوال: یہ بھی وضاحت کر دیجئے کہ آخر اعتراض کرنا کیوں کفر ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتِراض سے بچنے کا شریعت میں حکم ہے اور ہر مسلمان کا حکمِ شریعت کے آگے سرِ تسلیم خم ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ خالق و مالک ہے، اُسی کے پیدا کردہ بندے کا اُس پر اعتِراض کرنا اُس کی شدید ترین توہین ہے۔ **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ اگر اعتِراض کی اجازت دیدی جائے تو پھر جس کی سمجھ میں جو کچھ آئے گا وہ کہتا پھرے گا کہ مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فُلاں کام کیوں کیا؟ فُلاں کام کیوں نہیں کیا؟ اِس کو یوں نہیں اور یوں کرنا چاہئے تھا وغیرہ وغیرہ۔ اگر عَقلاً بھی دیکھا جائے تو اعتِراض کرنا غلط ہی ہے کیوں کہ اعتِراض اُس پر قائم ہوتا ہے جس میں کوئی خامی ہو یا جو غلطیاں یا غَلَط فیصلے وغیرہ کرتا ہو جبکہ ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ذاتِ سَتُودَہ صفات ہر طرح کی خامی و خطا سے

پاک ہے۔ہاں یہ بات جُدا ہے کہ ناقِصُ العقل بندہ بعض باتوں کی مصلحتیں نہ سمجھ پائے۔ بہر حال مسلمان کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر کام کو مبنی بر حکمت ہی یقین کرے خواہ اس کی اپنی عقل میں آئے یا نہ آئے۔زبان پر آنا کُجا دل میں بھی اعتِراض کو جگہ نہ دے۔اِس ضمن میں فتاویٰ رضویہ شریف جلد 29 میں موجود ایک تفصیلی فتوے سے سُرخیوں اور اپنی بِساط بھر تسہیل (یعنی آسانی) کے ساتھ اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں **"اعتِراض کرنا کیوں کفر ہے؟"** اس کا جواب اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت اچّھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ چنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

ستر ہزار جادوگر سجدہ میں گر گئے

"ابنِ جَرِیر" نے حضرت سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا کہ جب سیّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مولیٰ عَزَّوَجَلَّ نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا، موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام چلے تو ندا ہوئی: اے موسیٰ! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے دل میں کہا: پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علمائے ملائکہ عظام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے کہا: اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جایئے، یہ وہ راز ہے کہ باوصف کوشش (یعنی کوشش کے باوُجود) آج تک ہم پر بھی نہ کُھلا۔

اور آخر نَفعِ بِعثَت (رسول کے بھیجنے کا فائدہ) سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی (یعنی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی) غلامی اختیار کر کے عذاب

سے نَجات پائی۔ ایک جلسے میں ستّر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زَبان بولے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (پ۹، الاعراف: ۱۲۱، ۱۲۲)

ترجَمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے ربّ پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہوتے ہیں وہ ہر گز اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض نہیں کرتے۔ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دل میں خیال آنا مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بر بنائے اعتراض (اعتراض کی بناء پر) نہیں حکمت پر غور کرتے ہوئے تھا اور آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حکمت کانوں سے سنانے بتانے کے بجائے آنکھوں سے دکھانے کی ترکیب فرمائی گئی اور وہ یہ کہ فرعون چونکہ شَقِی اَزَلی (ہمیشہ کے لیے بدبخت) تھا اس لئے ایمان نہ لایا مگر آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اُس اَزَلی کافر کے پاس نیکی کی دعوت دینے کا ثواب کمانے کے لئے تشریف لے جانے کی بَرَکت سے 70 ہزار جادوگر ایمان لے آئے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن مزید فرماتے ہیں: مولیٰ عَزَّوَجَلَّ قادِر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی (اور آسمانی) کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت (عنایت) فرمادے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۵﴾ (پ۷، الانعام: ۳۵)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہر گز نادان نہ بن۔

اللہ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی

مگر اس نے دنیا کو عالَمِ اسباب بنایا اور ہر نعمت میں اپنی حکمتِ بالِغہ کے مُطابِق مُختلف حصّہ رکھا ہے۔ وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر تا۔ زمین جوتنے (یعنی ہَل چلانے) سے روٹی پکانے تک جو سخت مَشَقّتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اُس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختِلاف (فرق) رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دَر سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اَہل وعیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔ غرض ہر چیز میں

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (پ۲۵، زخرف: ۳۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ہم نے ان میں ان کی زِیست (زندگی گزارنے) کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

کی نیرنگیاں ہیں۔ (مگر) احمق بد عقل یا اَجْہَلِ بد دین (یعنی سخت جاہل گمراہ) وہ اس کی ناموس (بارگاہِ عظمت) میں چُون وچَرا کرے کہ ”یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟“ سنتا ہے!

اس کی شان ہے: يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ جو چاہے کرے

اس کی شان ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾ (پ۶، المائدۃ: ۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔

اس کی شان ہے: لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ (پ۱۷، الانبیاء: ۲۳)

ترجَمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہو گا۔

ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو(500) مسجد میں لگائیں، پانسو پاخانہ کی زمین اور قَدَمچوں (یعنی w.c. یا کُھڈی کے پائے جس پر پاؤں رکھ کر قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے ہیں) میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مِٹّی سے بنی ہوئی، ایک آوے (بَھٹّی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی مول لی (خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجِد میں صَرف (استِعمال) کیں؟ اوران میں کیا عیب تھا کہ جائے نَجاست (نَجاست خانے) میں رکھیں۔ اگر کوئی احمق اس (اپنے پلے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

بادشاہ سے الجھنے والے فقیر کو کوئی عقلمند نہیں کہتا

جب مَجازی (غیر حقیقی) جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہاں کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچّا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دَم زَدَن (دم مارنے کی جرأت) کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہَمسر (ہم پلہ) یا اس پر افسر ہے جو اس سے "کیوں اور کیا" کہے! مالک علَی الاِطلاق (یعنی مالکِ

مطلق، ہر کام کا مالک و مختار) ہے، بے اِشتِراک (یعنی شرکت سے پاک) ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر، بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبّار سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس بادشاہ سے الجھنے والے سے ہر عاقل (یعنی عقلمند) یہی کہے گا: اَوبد عقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادِل اور جمیع کمالِ صِفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دَخل دینے کی کیا مجال۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی فی زمانہ ایمان کی حفاظت کا ذِہن کافی کم ہو گیا ہے، زبانیں بے لگام ہو چکی ہیں، اکثریت کا حال یہ ہے کہ بس جو منہ میں آتا ہے بکے چلے جاتے ہیں اور ربّ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے بجائے بے جا اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں جس کے سبب اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں آیئے ایمان کی حفاظت کے پیشِ نظر مصیبت کے موقع پر بولے جانے والے کفریہ جملوں کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے اور ان سے بچنے کا ذہن بنا لیجئے۔

مصیبت کے موقع پر بولے جانے والے کفریات کی مثالیں

1. جس شخص نے مصیبتیں پہنچنے پر کہا: اے اللہ! تو نے مال لے لیا فُلاں چیز لے لی اب کیا کرے گا؟ اب کیا چاہتا ہے؟ یا اب کیا باقی رہ گیا؟ یہ قول کفر ہے۔
2. کسی مسکین نے اپنی محتاجی دیکھ کر یہ کہا: اے خدا! فُلاں بھی تیرا بندہ ہے اسے تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف

1... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۴۱ تا ۱۵۲

دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟ ایسا کہنا کفر ہے۔

3. آپ کے اللہ نے اس ظالم شخص کو کچھ نہ دکھایا، یہ کلمہ کفر ہے۔

4. اگر کسی نے بیماری، بے روزگاری، غربت یا کسی مُصیبت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: اے میرے ربّ! تو مجھ پر کیوں ظلم کرتا ہے؟ حالانکہ میں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ تو وہ کافر ہے۔

5. اللہ نے ہمیشہ بُرے لوگوں کا ساتھ دیا ہے۔ یہ کلمہ کفر ہے۔

6. اللہ نے مجبوروں کو اور پریشان کیا ہے۔ یہ کلمہ کفر ہے۔[1]

مُسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے جذبے کے پیشِ نظر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس نازُک موضوع پر قلم اُٹھایا اور محنتِ شاقہ کے بعد کثیر کتابوں کے مواد کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی عادتِ مُبارَکہ کے مُطابق نہایت آسان اَلفاظ و انداز میں **"کُفریہ کَلِمات کے بارے میں سُوال جَواب"** کے نام سے ایک بے نظیر کتاب تالیف فرمائی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل وکَرم سے اس کتاب کو اَمیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس قَدر جانفشانی (جان توڑ محنت) اور اِحْتِیاط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ بِلامُبالَغہ اُردو زبان میں کفریہ کلمات کی نشاندہی کے بارے میں اس سے زیادہ جامع، مُفید اور اَہم کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی لہٰذا ضَرورت اس بات

1... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۱۷۹

کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اسلامی بھائی بار بار اس کتاب کا بَغور مُطالَعہ کرتا رہے اور اس میں بیان کردہ اَحکامات کی روشنی میں زبان کو نہ صرف کُفریہ بلکہ فُضُول باتوں سے بھی بچائے اور زِیادہ سے زِیادہ ذِکر و دُرُود میں مگن رہنے کی عادت بنائے۔

تسلی بھرا مکتوب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دس مُحَرَّمُ الْحَرام ۱۴۳۱ھ کو بابُ المدینہ (کراچی) کے ایک انتہائی اہم اور کاروباری مرکز میں آتشزدگی کے دل خراش حادثے میں کئی لوگوں کے مال و اسباب جل کر خاکستر ہو گئے اور وہ بے چارے بڑی مصیبت و آزمائش میں مبتلا ہو گئے، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ان کی تسلی اور دِلجوئی کیلئے مصیبت پر صبر کے حوالے سے نصیحتوں اور نیکی کی دعوت پر مُشْتَمِل ایک مکتوب روانہ کیا۔ آیئے امیرِ اہلسنّت کا وہ مکتوب مُلاحظہ کیجئے اس کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی مصیبتوں پر صبر کرنے کے حوالے سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا نیز یہ بھی معلوم ہو گا کہ دل جوئی کیسے کی جاتی۔ چنانچہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تحریر فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط سگِ مدینہ محمد الیاس قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے تمام مُصیبت زَدَگان و لواحقینِ شُہدائے یومِ عاشورہ کی خدمت میں مُحَرَّمُ الحَرام کی پُرسوز فضاؤں کو چومتا ہوا اسلام،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین عَلٰی کُلِّ حَال

گھر لُٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے

جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت

اب کی بار یوم عاشورہ ۱۴۳۱ سن ہجری آپ کے لیے سخت امتحان کا سامان لایا، بابُ المدینہ (کراچی) کی بارونق شاہراہ یعنی محمد علی جناح روڈ یکایک زور دار دھماکے سے گونج اٹھا، ہر طرف انسانی اعضاء بکھر گئے، لاشوں کے انبار لگ گئے، زخمیوں کی چیخ وپکار سے فضا کا سینہ لرز اُٹھا، صد کروڑ افسوس! خدا اسے ڈرنے اور اس سانحۂ جانکاہ سے عبرت پکڑنے کے بجائے ہمارے یہاں کے بعض مُجرمانہ ذہنیت کے حامل دَرِنْدہ صِفَت انسان مزید وحشت وبَربَرِیّت پر اُتر آئے اور حسبِ رِوایاتِ سابقہ آتش وخون سے کھیلنے میں مشغول ہوئے لوٹ مار مچائی، جہاں جہاں بن پڑا آگ لگائی، بے شمار دکانیں شعلوں کی لپیٹ میں آگئیں، کئی عمارتیں ڈھے پڑیں اور ظالموں نے آن کی آن میں اربوں روپوں کی مالیت کے اسباب کو راکھ کا ڈھیر بنادیا، نہ جانے کتنے ہی مظلوم مسلمان گھر سے بے گھر ہوگئے، بے شمار غریب ملازمین بے روزگار ہوگئے، نہ جانے کتنے ہی ستم زدوں کی زندگی بھر کی پونجی آتش زدگی کی نذر ہوگئی، انہی مظلوموں میں سے ایک آپ بھی ہیں آپ جناب کو بھی خاصا خسارہ بھگتنا پڑا، سخت صدمے پہنچے، دل خون رویا، گھر میں بھی ہر طرف صف ماتم بچھ گئی اور کُنبے کا بچہ بچہ رَنْجیدہ ہو گیا بس صبر، صبر اور صبر کیجئے، خوامخواہ کی قیاس آرائیاں اور گلے شکوے کرنے کے بجائے مُسلِم شریف کی حدیث پاک کی تعلیم کے مطابق دامنِ صبر تھام کر کہیے: قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَا شَاءَ

فَعَلَ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا تھا اور اس نے جو چاہا کیا۔ [1]

دعا ہے خدائے بے نیاز و کارساز عَزَّوَجَلَّ آپ پر اور آپ کے اہلِ خاندان پر رحم فرمائے، نقصان کا نعمُ البدل نصیب کرے، پہلے سے بہتر روزگار عنایت فرمائے، آپ کے خزاں رَسیدہ چمن کو باغ و بہار بنائے، دنیا و آخرت کی بھلائیاں دے، میری آپ کی اور ساری اُمّت کی مغفرت فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم

اس کے بعد شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 743 صفحات پر مُشتمل کتاب **"جنت میں لے جانے والے اعمال"** سے مصیبت پر صبر کے فضائل سے مُتَعَلِّق **"امام حسین"** کے آٹھ حروف کی نسبت سے آٹھ فرامینِ مُصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم شاملِ مکتوب فرمائے ہیں، ان میں سے چند فرامین مُلاحظہ کیجئے۔

1. حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے۔ اسے ہوائیں ہلاتی رہتی ہیں اور مومن آفات میں مُبتلا رہتا ہے اور مُنافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو کاٹنے تک بالکل نہیں ہلتا۔ [2]

2. حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی

1 ... مسلم، کتاب القدر، باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز... الخ، ص ۱۴۳۲، حدیث: ۲۶۶۴
2 ... مسند امام احمد، مسند ابی ھریرہ، ۳/۱۲۶، حدیث: ۷۸۱۹

مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مصیبت اپنے صاحِب (یعنی مصیبت زدہ) کا چہرہ اس دن چمکائے گی جس دن چہرے سیاہ ہوں گے۔[1]

3. حضرتِ سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔[2]

4. حضرت سَیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے گرنے لگے جس قدر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا پھر فرمایا: تکلیفیں اور مصیبتیں میرے اس درخت کے پتوں کو گرانے سے بھی تیزی سے آدمی کے گناہوں کو گرادیتی ہیں۔[3]

برائے کرم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بہتری کے لیے بھی جدوجہد فرماتے رہیے، نماز باجماعت کی پابندی کیجئے فرض ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرتے رہیے، زکوۃ نہ دینے سے دنیا میں بھی نقصان ہوتا ہے جیسا کہ طبرانی کی حدیث پاک میں ہے: خشکی و تری میں جو مال تَلَف یعنی برباد اور ضائع ہوتا ہے وہ زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے تَلَف ہوتا ہے۔[4]

---

1 ... معجم الاوسط، ۳/۲۹۰، حدیث: ۴۶۲۲

2 ... مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب فیمن صبر... الخ، ۱۰/۴۵۰، حدیث: ۱۷۸۷۲

3 ... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۴۵۳، حدیث: ۴۲۸۳

4 ... الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ... الخ، ۱/۳۶۷، حدیث: ۱۱۴۶

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں تشریف لاتے رہیے ہر ماہ سُنّتوں کی تربیت کے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر کی ترکیب رکھئے مدنی چینل کے ذریعے علمِ دین حاصل کرتے رہیے کہ اس کی برکت سے گناہوں سے نفرت اور عبادت کی طرف رغبت ملے گی۔

وَالسَّلَامُ مَعَ الْاِکْرَام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے مُلاحظہ فرمایا کہ امیرِ اہلسُنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا تحریر کردہ یہ مختصر سا مکتوب مُصیبت زدہ کے لئے کس قدر تسلی آمیز اور صبر کرکے اجر کمانے پر ابھارنے والا ہے۔ ہمیں بھی اسے وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنا چاہئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے مُصیبتوں اور پریشانیوں پر صبر کرنے کا ذہن بنتا رہے گا نیز پریشان حال اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ مُصیبتوں پر صبر کی عادت بنانے، تَوَکُّل و قناعت کا ذہن پانے، ایمان کی حِفاظت کی کُڑھن بڑھانے، دل میں خوفِ خدا جگانے، عشقِ مُصطفےٰ کی شمع جلانے، نیکیاں کرنے اور گناہوں کی عادت مِٹانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سنتوں کی تربیت کیلئے عاشقانِ رسول کے ساتھ مدنی قافلے میں سفر اختیار کرکے خوب خوب دعائیں بھی کریں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے مُشکلات سے نجات نصیب ہو گی۔

مصیبت کا خاتمہ

عرب امارات میں مقیم ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میں ایک کمپنی

میں ملازم تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اچھی گزر بسر ہو رہی تھی کہ اچانک کچھ ایسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا کہ کمپنی کو دن بدن خسارہ ہونے لگا اور کمپنی بند ہو گئی اور میں بے روزگار ہو گیا، جگہ جگہ ملازمت کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا کئی کمپنیوں میں درخواست بھی دی لیکن نوکری نہ مل سکی، میں روز بروز قرض کے بوجھ تلے دبتا چلا جا رہا تھا اسی لئے اپنے وطن پاکستان واپسی کا ارادہ کر لیا، روانگی سے چند دن پہلے ایک مُبَلِّغِ دعوتِ اسلامی سے ملاقات کا اتفاق ہوا، میں نے انہیں اپنے مُتَعَلِّق بتایا تو انہوں نے غمخواری و خیر خواہی کے جذبے کے تحت انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے تین دن کے مدنی قافلہ میں سفر کرنے اور راہِ خدا میں اپنی پریشانی کے حل کے لئے دعا کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ میں نے مدنی قافلے میں سفر کی نیت کر لی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس نیت کی ہاتھوں ہاتھ برکت ظاہر ہوئی اور میری مصیبت کا خاتمہ ہو گیا ہوا یوں کہ اگلے ہی دن ایک کمپنی کی طرف سے مجھے مکتوب (Letter) موصول ہوا کہ آپ کل سے ہی ہماری کمپنی میں نوکری اختیار کر لیجئے۔ اس بات سے ایک طرف تو مجھے بے انتہا خوشی ہوئی اور دوسری طرف یہ تشویش بھی ہونے لگی کہ کل ہی سے کام پر بلوایا گیا ہے حالانکہ میں تو مدنی قافلے میں سفر کی نیت کر چکا ہوں، مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ جس مدنی قافلے میں سفر کی نیت سے مجھے نوکری ملی اس کو نظر انداز کر دوں چنانچہ میں نے کمپنی کے مالک سے کہا کہ میں فُلاں دن مدنی قافلے سے واپس آنے کے بعد ہی ملازمت کا آغاز کر سکتا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہوں نے میری درخواست

منظور کرلی اور میں مدنی قافلے کا مسافر بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا اور میری زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوگیا، سر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج اور چہرے پر داڑھی سجانے کے علاوہ پابندی کے ساتھ سُنت کے مُطابق سفید لباس پہننے کی نیت بھی کرلی۔

آیئے ہم سب نیت کریں کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر 30 دن میں کم از کم 3 دن ہر 12 ماہ میں 30 دن اور عمر بھر میں کم از کم ایک بار یکمشت 12 ماہ مدنی قافلے میں سفر کریں گے۔ روزانہ فکر مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرکے ہر ماہ اپنے علاقے کے دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار کو جمع کروائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کرنے کی برکت سے ہمیں صبر کی نعمت نصیب ہوگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

#	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
.1	قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
.2	الابریز	الشیخ احمد بن المبارک المغربی المالکی، متوفی ۱۱۵۵ھ	موافقۃ ادارۃ الافتاء العام فی وزارۃ الاوقاف السوریہ
.3	الاحکام فی اصول الاحکام	علی بن محمد الآمدی ابو الحسن، متوفی ۶۳۱ھ	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۴ھ
.4	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰
.5	الانوار القدسیہ	عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	المکتبۃ العلمیہ، بیروت
.6	آداب مرشد کامل		مکتبۃ المدینہ کراچی
.7	بہجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
.8	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ متوفی ۴۶۲ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
.9	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.10	تاریخ مدینہ دمشق	علامہ علی بن حسن ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
.11	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجینہ، تہران
.12	الترغیب والترھیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی مندری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷
.13	تعارفِ دعوتِ اسلامی	المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ
.14	تعلیم المتعلم	امام برہان الاسلام زرنوجی متوفی ۴۶۳ھ	باب المدینہ کراچی
.15	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
.16	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
.17	جامع بیان العلم	امام ابو عمر یوسف بن عبدُ اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.18	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
.19	الحدیقۃ الندیۃ	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور

.20	حیاتِ اعلیٰ حضرت	حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
.21	خزائن العرفان	صدالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
.22	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰
.23	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
.24	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۳ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱
.25	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.26	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.27	سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.28	شرح المواھب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفّٰی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
.29	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی متوفی ۹۱۱	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
.30	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
.31	صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت
.32	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
.33	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
.34	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی متوفی ۱۴۰۶	مکتبۃ المدینہ
.35	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
.36	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	نوری کتب خانہ، مرکز الاولیاء لاہور
.37	الفتاوی الہندیہ	علامہ ہمام شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ و جماعۃ من علماء الھند	دار الفکر بیروت ۱۳۰۳ھ
.38	فتاویٰ رضویہ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
.39	فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ
.40	فیضانِ سنت	حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.41	کتاب الکبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفّٰی ۷۴۸ھ	اشاعتِ اسلام کتب خانہ پشاور
.42	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.43	کشف المحجوب	داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری متوفی ۴۶۵ھ	نوائے وقت پرنٹرز مرکز الاولیاء لاہور

.44	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	شیخ طریقت شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.45	کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
.46	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ھندی برہان پوری متوفی ۹۷۵	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
.47	لسان العرب	جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، متوفی ۷۱۱ھ	مؤسّسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۲۶ھ
.48	مثنوی مولوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی	مرکز الاولیاء لاہور
.49	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدین علی بن ابو بکر الھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
.50	مجموعہ رسائل	ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الفکر، بیروت
.51	المختصر المحتاج الیہ	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.52	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.53	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
.54	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.55	مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
.56	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰
.57	المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ متوفی ۳۶۰ ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
.58	مکاشفۃ القلوب	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.59	ملفوظات اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضاخان قادری متوفی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.60	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفّٰی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ
.61	الموسوعۃ الفقہیۃ	وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ۔ الکویت	دار الصفوۃ مصر ۱۹۹۳ھ
.62	نوادر الاصول	ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
.63	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی اینڈ کمپنی
.64	ہشت بہشت	ملفوظات خواجگانِ چشت	شبیر برادرز، مرکز الاولیاء لاہور
.65	وقار الفتاویٰ	مولانا مفتی محمد وقار الدین، متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین، باب المدینہ کراچی

رسائل دعوتِ اسلامی کیا ہیں؟

اللہ پاک کی رحمت سے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی اہمیت کے پیشِ نظر انہیں تحریری شکل میں لانے کا سلسلہ تقریباً 2009 سے شروع ہوا اور تادمِ تحریر 37 کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ! یہ سب کتب و رسائل سات جلدوں میں پیش کیا جارہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- پہلی جلد میں 8 رسائل ہیں۔
- دوسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- تیسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- چوتھی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- پانچویں جلد میں 4 رسائل ہیں۔
- چھٹی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- ساتویں جلد مدنی چینل کے سلسلے **"اسلام اور شادی"** کی 14 اقساط کے تحریری مجموعے پر مشتمل ہے۔